ضیاء الہدیٰ
Zia-Ul-Huda
ماہ رمضان میں کیے جانے والے بیانات مع عربی متن
اور جدید فقہی مسائل کا بہترین مجموعہ
ضیاء البیان
بنام
در
شانِ رمضان
فضائل رمضان • ماہ رمضان کی خصوصیات • رمضان میں گناہ کا انجام • فضائل روزہ • روزے کے فزیکلی و میڈیکلی فوائد کا بیان
سحری و افطاری کا بیان • زکوٰۃ کا بیان • مسائل زکوٰۃ کا درس فقہ • بیس تراویح کا بیان • مسائل تراویح کا درس فقہ
جنگ بدر کا بیان • فضائل اعتکاف • مسائل اعتکاف کا درس فقہ • حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے فضائل • شب قدر کا بیان
شان قرآن کا بیان • صدقہ فطر کا بیان • عید الفطر کا بیان • عید الفطر کے مسائل
مُصنف
مُفتی ابو الحسن محمد قاسم ضیاء القادری
الشہادۃ العالمیہ، المتخصص فی الفقہ الاسلامی ایم۔ اے اردو
مکتبہ ضیاء اہلسنت
فون: 0307-7078616/0307-6065241

ماہِ رمضان میں کیے جانے والے بیانات مع عربی متن

اور جدید فقہی مسائل کا بہترین مجموعہ

بنام

ضیاء البیان در شانِ رمضان

- فضائل رمضان
- ماہ رمضان کی خصوصیات
- رمضان میں گناہ کا انجام
- فضائل روزہ
- روزے کے فزیکلی و میڈیکلی فوائد کا بیان
- سحری وافطاری کا بیان
- زکوٰۃ کا بیان
- مسائل زکوٰۃ کا درس فقہ
- بیس تراویح کا بیان
- مسائل تراویح کا درس فقہ
- جنگ بدر کا بیان
- فضائل اعتکاف
- مسائل اعتکاف کا درس فقہ
- حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے فضائل
- شب قدر کا بیان
- شان قرآن کا بیان
- صدقہ فطر کا بیان
- عیدالفطر کا بیان
- عیدالفطر کے مسائل

مصنف: مولانا ابوالحسن محمد قاسم ضیاء القادری

نام کتاب	________	**ضیاء البیان درشانِ رمضان**
مصنف	________	مولانا ابوالحسن محمد قاسم ضیاء القادری
تعداد صفحات	________	272
بار اوّل	________	شعبان ۱۴۳۸ھ مئی 2017
ایڈیشن:	________	دوم مارچ 2019
پروف ریڈنگ	________	محمد صدیق رضا قادری
ناشر	________	مکتبہ ضیاء اہلسنت
قیمت	________	

لیگل اڈوائزر غلام مصطفیٰ (ایڈوکیٹ ہائی کورٹ)

WhatsApp
00447448697754

YouTube
Shaykh Qasim Zia al Qadri

Gmail
Qasimzia2526@gmail.com

Qasim Zia al Qadri al Madani

(ملنے کے پتے) مکتبہ ضیاء القرآن لاہور مکتبہ نوریہ رضویہ لاہور

مکتبہ فیضانِ مدینہ فیصل آباد مکتبہ منہاج القرآن لاہور

مکتبہ داتا لجپال لاہور مکتبہ اعلیٰ حضرت دربار مارکیٹ لاہور

مکتبہ قادریہ دربار مارکیٹ لاہور مکتبہ غوثیہ عطاریہ اوکاڑہ

مکتبہ الغنی کراچی مکتبہ غوثیہ کراچی مکتبہ امام احمد رضا لاہور

فہرست

نعتِ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

مرے خیالوں کی وادیوں میں ترا ہی جلوہ چمک رہا ہے
سکون میں ہے دل جو میرا اِسی کے صدقے مہک رہا ہے

نہ کیوں جہاں ہو اُنہی کا سارا بٹا نہ ہو جس میں اُن کا باڑا
نہ کوئی ایسا مکاں ہے باقی نہ کوئی ایسا فلک رہا ہے

یہ کس کے جلوے بنا رہے سماں کو روشن زمیں کو روشن؟
بشر بھی جن کی تلاش میں ہے ملک بھی ان کو تک رہا ہے

یہ تیرے در کا بھکاری بیٹھا یہ تیرے رخ کا منتظر ہے
دیکھا دو چہرہ اٹھا دو پردہ جو تیرے رخ پر چمک رہا ہے

دکھادے کوئی جگہ ہو باقی حکم سے ہو جو ان کے خالی
جہاں میں جو کچھ بٹ رہا ہے یہ اُنہی کا چشمہ چھلک رہا ہے

کرم جو رب کا برس رہا ہے یہ نعمتیں تم جو دیکھتے ہو
انہی کا مولا انہی کے صدقے کرم کی بارش چھڑک رہا ہے

تمہارے نعرے میں زور ایسا لگانے پر جو نظر میں آیا
یہ دیو کا بندہ تمہارا منکر یہاں سے اب یہ کھسک رہا ہے

ضیاء کی خواہش کردو پوری تمہارے در سے نہ جائے خالی
یہ اس کرم کا سوال کرتا جو رضا کے اوپر جھلک رہا ہے

کلام از قلم: محمد قاسم ضیاء القادری

حالاتِ مصنف

ابتدائی حالات

ضیاء اہلسنت، مصنفِ کتب کثیرہ حضرت مولانا الحاج مولانا ابو الحسن محمد قاسم ضیاء قادری عطاری ۱۴۱۲ ہجری بمطابق پانچ جنوری 1991 میں لاہور کے ایک شہر مانگا منڈی میں پیدا ہوئے۔

آپ کے والدِ ماجد ایک غریب اور مزدوراور نہایت ہی شریف مزاج ،نمازوں کے پابند اور جن کا نام عبدالمجید اور تعلق راجپوت خاندان سے ہے موصوف ہندستان کے ضلع ریاست پٹیالہ گاوں ہوڈلہ میں پیدا ہوئے۔ہندستان میں غیر مسلموں کے ظلم وستم سے تنگ آکر ملک پاکستان میں ہجرت کی اور پاکستان کے شہر لاہور کے ضلع مانگا منڈی قلعہ ترڑے میں رہائش پذیر ہوئے۔

اِبتدائی تعلیم

آپ نے ابتدائی دینی تعلیم مسجد المدنی قلعہ ترڑے میں قاری صاحب سے حاصل کی،جس میں آپ نے کم (TIME PERIOD) میں قرآن پاک پڑھااور دنیاوی تعلیم (SCHOOLING EDUCATION) مانگا مڈل سکول اور مانگا ہائی سکول سے حاصل کی،آپ ہر سال ٹاپ(TOP) کرتے اوراپنے اساتذہ اور والدین کا نام روشن کرتے اورتمام اساتذہ آپ پر فخر کرتے اور انعام واکرام سے بھی نوازتے۔آپ نے میٹرک میں 30 سال کا ریکارڈ توڑ کر اپنے اساتذہ اور والدین کا نام روشن کیا آپ اپنی تعلیم کے اخراجات (EXPENSIVE) اپنے

والدین سے نہ لیتے تھے بلکہ پارٹ ٹائم(PART TIME) کام کاج کر کے اپنے خود اخراجات (EXPENSIVE) اٹھاتے ۔آپ کو فقہی مسائل سے شغف تھا ،آپ نے سکول کی تعلیم کے دوران محدث اعظم پاکستان کے شاگرد مولانا مقبول حسین علیہ الرحمہ سے ترجمہ القرآن پڑھا اور چھے (6) سال کا عرصہ ان کے ساتھ گزارا۔

اعلیٰ تعلیم

آپ میٹرک کے بعد علم دین کے حصول کے لیے واہ کینٹ چلے گئے۔ وہاں دعوتِ اسلامی کے جامعۃ المدینہ میں درسِ نظامی (scholar course) میں داخلہ (Admission) لیا۔آپ نے آٹھ (8) سالہ درس نظامی کورس کو چھے(6) سال میں ہی کرلیا۔درجہ اولٰی اور درجہ ثانیہ ایک سال میں اچھے نمبر(marks) حاصل کر کے پاس کیا۔

درس نظامی کے علوم میں سے حضرت کو صرف ونحو اور فقہ و اصول فقہ سے کافی دلچسپی تھی ۔اسی لیے آپ نے سب سے پہلی کتاب فقہ کے موضوع پر ہی لکھی ۔ واہ کینٹ میں اساتذہ کرام نے آپ کے شوقِ علم دین کو دیکھ کر پورا لائبریری روم آپ کے سپرد کر رکھا تھا ۔کلاس ٹائم کے بعد آپ اکثر وقت اسی روم میں مطالعہ میں مصروف پائے جاتے ۔ذاتی مطالعہ کا ایک ہدف مقرر کر رکھا تھا ۔آپ فرماتے ہیں جب تک روز کا وہ ہدف پورا نہ ہوجاتا تو اچھی طرح کھانا بھی نہ کھایا جاتا۔

پھر آپ درجہ ثالثہ کے بعد واہ کینٹ سے فیصل آباد تشریف لے

آئے۔آپ نے دورِ طالبِ علمی میں جو کتابیں تصنیف کی ان کتب کو بہت جلد کامیابی حاصل ہوئی۔

دوران درسِ نظامی ہی فقہ کی بڑی بڑی کتابیں پڑھ چکے تھے۔جن میں بہارشریعت وفتاوی رضویہ جیسی کتب بھی شامل تھیں۔آپ کے شیخ طریقت امیر اہلسنت ابو بلال محمدالیاس عطار قادری مدظلہ العالی آپ کوصاحب کثیر المطالعہ کے لقب سے یادفرماتے۔

ایک مرتبہ مدنی مذاکرے کے دوران امیر اہلسنت فرمانے لگے کہ آگے بیٹھی ہوئی شخصیات سے سوال ہوگا۔آپ نے سوال فرمایاتو کچھ لوگوں نے جوابات دیئے مگر وہ جواب غلط تھے۔جب امیر اہلسنت نے انگلی سے اشارہ کرتے ہوئے استادِ گرامی کو دیکھا اور ساتھ ہی فرمایا کہ قاسم ضرور اس کا جواب دیدے گاتو آپ نے کسی اور سے سوال کیا۔سیدی امیر اہل سنت کے اس حسن ظن سے استادگرامی کی شخصیت کا اندازہ کیا جاسکتا ہے۔

اسی طرح ہی ایک مدنی مذاکرے کے دوران امیر اہلسنت نے آپ سے سوال فرمایا اور وہ سوال خاشعین کی نماز کے بارے میں تھا کہ خاشعین کی طرح نماز پڑھتا ہوآپ نے فرمایا کہ بتایا جائے کہ خاشعین کی نماز کی طرح پڑھنے سے کیا مراد ہے ؟تو استادِ گرامی نے فورًا اس کا جواب دے دیاجو کہ صحیح تھاتو امیراہلسنت اس قدرخوش ہوئے کہ سوروپے کا نوٹ بطورِتحفہ عطافرمایا۔

جب مدنی مرکز کو انگلش ٹیچر کی ضرورت محسوس ہوئی تو دورہ حدیث کے طالب علموں کو انگلش کورسز کروانے کے لئے ٹیسٹ کے ذریعے سلیکشن

(Selection) کی گئی جن میں پانچ طلبا کی سلیکشن (Selection) ہوئی جن میں آپ نے نمایاں کارکردگی دیکھائی۔ پھر آپ نے دورہ حدیث انگلش میں کیا۔ دورہ حدیث کے بعد دعوتِ اسلامی کے مدنی کام کی ترقی اور دین وسنیت کی خدمت کیلئے سری لنکا چلے گئے۔

سری لنکا کا سفر

سری لنکا میں تقریباً تین ماہ قیام فرمایا جس میں تقریباً مکمل سری لنکا کا دورہ فرمایا جگہ جگہ شافعی مذہب کے علماء و مشائخ سے فقہی موضوعات پر گفتگو ہوئی۔ استادِ گرامی فرماتے ہیں کہ سری لنکا پر بدھ مت کی حکومت ہے لہذا ہم گلیوں اور بازاروں میں جگہ جگہ نصب بتوں کے سامنے باآوازِ بلند کلمہ شہادت پڑھتے۔ کولمبو میں ایک مشہور تابعی بزرگ کا دربارِ پاک ہے جو درگاہِ قطبِ سیلون کے نام سے جانا جاتا ہے۔ کولمبو میں قیام کے دوران درگاہ پاک پر تقریباً روزانہ حاضری کا معمول رہتا۔

فیصل آباد میں تدریس

سری لنکا سے واپسی پر فیصل آباد میں جامعہ قباء کے اندر درس نظامی کے فنون کی تدریس کی ذمہ داری سنبھال لی۔ وہاں تقریبا ایک سال پڑھایا اور پھر انگلینڈ میں دعوتِ اسلامی کے تحت چلنے والے جامعہ میں تدریس کی خاطر انگلینڈ چلے گئے۔ وہاں آپ کو بڑھی بڑھی کتابیں پڑھانے کا موقع ملا اور اولی سے لے کر موقوف علیہ تک کتابیں پڑھائیں تا حال وہیں تدریس فرما رہے ہیں۔

شوقِ تصنیف

استاذِ گرامی کی طبیعت تصنیف کی طرف کافی مائل تھی ۔ہمیں پڑھاتے وقت بھی تصنیف کا شوق دلاتے رہتے۔اور فرمایا کرتے تھے کہ تحریر کو بقاء ہے۔مرنے کے بعد بھی تحریر زندہ رہ کر دین وسنیت کو فائدہ دیتی رہتی ہے۔آپ نے دورانِ تعلیم ہی تصنیف کا کام شروع کر دیا تھا۔آپ کی چار کتابیں دورانِ تعلیم ہی چھپ گئیں۔

جو درج ذیل ہیں

[1]: تلخیص فتاوی فیضِ رسول وفقیہ ملت

[2]: کشف الصدور فی معجزات الرسول المعروف بنام معجزاتِ مصطفی

[3]: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خصوصیات

[4]: الصلوۃ والسلام کے صیغوں کا کتب سے ثبوت

مزید تین کتابیں زیرِطبع ہیں

[1]: شرح ہدایہ بنام ضیاء الروایہ فی شرح الھدایہ۔

اس میں ہر فقہی مسئلہ پر حدیث صحیح اور آیمہ احناف میں موجود مختلف فیہ مسائل میں موجودہ دور میں جس قول پر فتوی ہے اس کی تصریح کی گئی ہے اور ابھی تک غیر مقلدین کے ہدایہ اور فقہ حنفی پر جس قدر اعتراضات تھے سب کے احادیث کے ذریعے جوابات دیئے گئے۔یہ استاذِ گرامی کا احناف پر احسانِ عظیم ہے۔

[2]: آیاتِ قرآنیہ کے اسباب۔

[3]: رسول اللہ ﷺ کے خصائص مع عربی متن

افتاء کی مصروفیات

استاد گرامی فرماتے ہیں کہ میری والدہ محترمہ دعا میں عرض کیا کرتی تھیں کہ یا اللہ میرے بیٹے کو مفتی اسلام اور فقیہ بنا لہذا یہ دعا قبول ہوئی تھی ۔جب انگلینڈ میں جانا ہوا تو وہاں کے پیش آنے والے مسائل سے واسطہ پڑا اور لوگوں نے کافی پیچیدہ اور جدید دور سے متعلقہ کئی مسائل دریافت کیے تو اس نے مجھے اصول فقہ اور کتب فقہ کو دور بارا مطالعہ کرنے پر مجبور کردیا کبھی کبھی تو بیس بیس کتابیں دیکھنی پڑتیں۔ پھر علماء کرام کے سوالات بھی مجھ ناچیز کی طرف آنے لگے۔

بعدازاں چند علماء کرام کے بار بار اصرار پر استادِ گرامی نے سوالوں کے جوابات لکھنا شروع کردیئے۔اور کیونکہ آپ طبیعتاً بہت محتاط ہیں لہذا جواب لکھ کر مفتی عصر حضرت علامہ شمس الھدیٰ مصباحی صاحب کی بارگاہ میں تصدیق کے لیے ارسال فرماتے اور مفتی صاحب کی تصدیق کے بعد ہی اس کو حتمی جواب خیال کرتے اور اس طرح آپ نے وہاں کئی جدید مسائل کو حل فرمایا۔

محمد صدیق رضا قادری

بیان نمبر 1

فضائلِ رمضان

[Excellences of Ramadan]

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سيدِ الاَنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ ۝
اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْم ط بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْم ۝
قال اللّٰهُ تعالٰى فِى كَلَامِهِ المَجِيدِ ۝
شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِیْٓ اُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْاٰنُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَبَيِّنٰتٍ مِّنَ الْهُدٰى وَالْفُرْقَانِۚ فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ ۝ وَقَالَ فِیْ مَقَامٍ آخَر ۝ اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِیِّ ط يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَ سَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ﴿۵۶﴾

پڑھیے۔

اَلصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ وَعَلٰى آلِكَ وَاَصْحَابِكَ يَا حَبِيبَ اللّٰهِ
اَلصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ وَعَلٰى آلِكَ وَاَصْحَابِكَ يَا نُوْرَ اللّٰهِ

اللہ عزّوجل قرآنِ پاک میں اس ماہِ مبارک کا نام لے کر اس کی خصوصیت وفضیلت کو بیان کرتا ہے۔جیسا کہ وہ فرماتا ہے۔

شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِیْٓ اُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْاٰنُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَبَيِّنٰتٍ مِّنَ الْهُدٰى وَالْفُرْقَانِۚ فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ ۝

رمضان کا مہینہ جس میں قرآن اترا لوگوں کے لئے ہدایت اور رہنمائی اور فیصلہ کی روشن باتیں توتم میں جوکوئی یہ مہینہ پائے ضرور اس کے روزے رکھے۔ [البقرۃ:185]

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بیان درشان رمضان

حضرتِ سَیِّدُ نا سَلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ''نبی الانبیاء حبیبِ کبریاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ماہِ شعبان کے آخری دن بیان فرمایا:

"یا أَیُّهَا النَّاسُ قَدْ أَظَلَّکُمْ شَهْرٌ عَظِیمٌ، شَهْرٌ مُبَارَكٌ، شَهْرٌ فِیهِ لَیْلَةٌ خَیْرٌ مِنْ أَلْفِ شَهْرٍ، جَعَلَ اللهُ صِیَامَهُ فَرِیضَةً، وَقِیَامَ لَیْلِهِ تَطَوُّعًا"

''اے لوگو! تمہارے پاس عظمت والا بَرَکت والا مہینہ آیا، وہ مہینہ جس میں ایک رات ایسی بھی ہے جو ہزار مہینوں سے بہتر ہے، اِس ماہِ مُبارَک کے روزے اللہ عزوَجَلَّ نے فرض کیے اور اِس کی رات میں قِیام سنّت ہے۔''

"مَنْ تَقَرَّبَ فِیهِ بِخَصْلَةٍ مِنَ الْخَیْرِ کَانَ کَمَنْ أَدَّی فَرِیضَةً فِیمَا سِوَاهُ، وَمَنْ أَدَّی فَرِیضَةً فِیهِ کَانَ کَمَنْ أَدَّی سَبْعِینَ فَرِیضَةً فِیمَا سِوَاهُ، وَهُوَ شَهْرُ الصَّبْرِ، وَالصَّبْرُ ثَوَابُهُ الْجَنَّةُ، وَشَهْرُ الْمُوَاسَاةِ، وَشَهْرٌ یُزَادُ فِی رِزْقِ الْمُؤْمِنِ"

جو اِس میں نیکی کا کام کرے تو ایسا ہے جیسے اور کسی مہینے میں فرض ادا کیا اور اس میں جس نے فَرض ادا کیا تو ایسا ہے جیسے اور دِنوں میں ستّر فَرض ادا کیے۔ یہ مہینہ صَبر کا ہے اور صَبر کا ثواب جَنّت ہے اور یہ مہینہ مُؤاسات (غمخواری اور بَھلائی) کا ہے اور اس مہینے میں مؤمن کا رِزْق بڑھایا جاتا ہے۔

مَنۡ فَطَّرَ فِيهِ صَائِمًا كَانَ لَهُ مَغْفِرَةً لِذُنُوبِهِ، وَعِتْقَ رَقَبَتِهِ مِنَ النَّارِ، وَكَانَ لَهُ مِثْلُ أَجْرِهِ مِنْ غَيْرِ أَنْ يُنْقَصَ مِنْ أَجْرِهِ شَيْءٌ

جو اِس میں روزہ دار کو اِفطار کرائے اُس کے گُناہوں کے لئے مَغفِرت ہے اور اُس کی گردن آگ سے آزاد کردی جائے گی۔اور اِس اِفطار کرانے والے کو وَیسا ہی ثواب مِلے گا جیسا روزہ رکھنے والے کو ملے گا۔بغیر اِس کے کہ اُس کے اَجر میں کچھ کمی ہو۔

ہم نے عرض کی، یارسولَ اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہم میں سے ہر شخص وہ چیز نہیں پاتا جس سے روزہ اِفطار کروائے ۔آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ یہ ثواب تو اُس شخص کو دے گا جو ایک گُھونٹ دُودھ یا ایک کھجور یا ایک گُھونٹ پانی سے روزہ اِفطار کروائے اور جس نے روزہ دار کو پیٹ بھر کر کِھلایا ،اُس کو اللہ تعالیٰ میرے حَوض سے پلائے گا کہ کبھی پیاسا نہ ہوگا۔یہاں تک کہ جَنّت میں داخِل ہوجائے ۔

"وَهُوَ شَهْرٌ أَوَّلُهُ رَحْمَةٌ، وَأَوْسَطُهُ مَغْفِرَةٌ، وَآخِرُهُ عِتْقٌ مِنَ النَّارِ"

یہ وہ مہینہ ہے کہ اِس کا اوّل (یعنی اِبتِدائی دس دن) رَحمت ہے اور اِس کا اَوسَط (یعنی درمِیانی دس دن) مَغفِرت ہے اور آخِر (آخری دس دن) جہنَّم سے آزادی ہے۔

جو اپنے غُلام پر اِس مہینے میں تَخفِیف کرے (یعنی کام کم لے) اللہ تعالیٰ اُسے بَخش دے گا اور جہنَّم سے آزاد فرمادے گا۔

"فَاسْتَكْثِرُوا فِيهِ مِنْ أَرْبَعِ خِصَالٍ، خَصْلَتَانِ تُرْضُونَ بِهَا

رَبَّكُمْ، وَخَصْلَتَانِ لَا غِنَى لَكُمْ عَنْهُمَا، فَأَمَّا الْخَصْلَتَانِ اللَّتَانِ تُرْضُونَ بِهَا رَبَّكُمْ فَشَهَادَةُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ وَتَسْتَغْفِرُونَهُ، وَأَمَّا اللَّتَانِ لَا غِنَى لَكُمْ عَنْهُمَا فَتَسْأَلُونَ اللهَ الْجَنَّةَ، وَتَعُوذُونَ بِهِ مِنَ النَّارِ"

اِس مہینے میں چار باتوں کی کثرت کرو۔ ان میں سے دو ایسی ہیں جن کے ذرِیعے تم اپنے ربّ عَزَّ وَجَلَّ کو راضی کرو گے اور بقیّہ دو سے تمہیں بے نیازی نہیں۔ پس وہ دو باتیں جن کے ذرِیعے تم اپنے ربّ عَزَّ وَجَلَّ کو راضی کرو گے وہ یہ ہیں: (۱) لَآاِلٰہَ اِلَّا اللہُ کی گواہی دینا (۲) اِستِغْفار کرنا۔ جبکہ وہ دو باتیں جن سے تمہیں غَنا (بے نیازی) نہیں وہ یہ ہیں: (۱) اللہ تعالٰی سے جَنّت طَلَب کرنا (۲) جہنَّم سے اللہ عز وَجَلَّ کی پناہ طَلَب کرنا۔

(صحیح ابنِ خُزَیمہ ج ۳ ص ۱۸۸۷)

جنتی محل

سَیِّدُ نا ابوسعید خُدری رَضِیَ اللہُ عَنْہُ سے روایت ہے، مکّی مَدَنی سلطان صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کا فرمان ہے:

"إِذَا كَانَ أَوَّلُ لَيْلَةٍ مِنْ رَمَضَانَ فُتِحَتْ أَبْوَابُ السَّمَاءِ فَلَا يُغْلَقُ مِنْهَا بَابٌ حَتَّى يَكُونَ آخِرُ لَيْلَةٍ مِنْ رَمَضَانَ"

جب ماہِ رَمَضان کی پہلی رات آتی ہے تو آسمانوں اور جنّت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور آخِر رات تک بند نہیں ہوتے۔

"وَلَيْسَ مِنْ عَبْدٍ مُؤْمِنٍ يُصَلِّي فِي لَيْلَةٍ إِلَّا كَتَبَ اللهُ لَهُ أَلْفًا

وَخَمْسَمِائَةِ حَسَنَةٍ بِكُلِّ سَجْدَةٍ، وَبَنَى لَهُ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ مِنْ يَاقُوتَةٍ حَمْرَاءَ لَهَا سِتُّونَ أَلْفَ بَابٍ لِكُلِّ بَابٍ مِنْهَا قَصْرٌ مِنْ ذَهَبٍ مُوَشَّحٍ بِيَاقُوتَةٍ حَمْرَاءَ"

جو کوئی بندہ اس ماہِ مُبارَک کی کسی بھی رات میں نَماز پڑھتا ہے تَو اللہ عزوَجل اُس کے ہر سَجْدہ کے عِوَض (یعنی بدلہ میں) اُس کے لئے پندرہ سو نیکیاں لکھتا ہے اور اُس کے لئے جنّت میں سُرخ یا قُوت کا گھر بنا تا ہے۔جس میں ساٹھ ہزار دروازے ہوں گے۔اور ہر دروازے کے پَٹ سونے کے بنے ہوں گے جن میں یا قُوتِ سُرخ جَڑے ہوں گے۔

پس جو کوئی ماہِ رَمَضان کا پہلا روزہ رکھتا ہے تَو اللہ عزَّ وَجَلَّ مہینے کے آخِر دِن تک اُس کے گُناہ مُعاف فرما دیتا ہے،اور اُس کیلئے صبح سے شام تک ستّر ہزار فِرِشتے دُعائے مَغفِرت کرتے رہتے ہیں۔

"وَكَانَ لَهُ بِكُلِّ سَجْدَةٍ يَسْجُدُهَا فِي شَهْرِ رَمَضَانَ بِلَيْلٍ أَوْ نَهَارٍ شَجَرَةٌ يَسِيرُ الرَّاكِبُ فِي ظِلِّهَا خَمْسَ مِائَةَ عَامٍ"

رات اور دِن میں جب بھی وہ سَجدہ کرتا ہے اُس کے ہر سَجدہ کے عِوَض (یعنی بدلے) اُسے (جَنّت میں) ایک ایسا دَرَخت عطا کیا جاتا ہے کہ اُس کے سائے میں گھوڑے سُوار پانچ سو برس تک چلتا رہے۔

(شُعَبُ الایمان ج ۳ ص ۳۱۴ حدیث ۳۶۳۵)

صغیرہ گناہوں کا کفارہ

حضرتِ سَیِّدُنا ابُوہُریرہ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ سے مَروی ہے،حضور پُرنور صلَّی اللہُ علیہ وآلہٖ وسلَّم کا فرمانِ

پُرسُرور ہے۔

"الصَّلَوَاتُ الْخَمْسُ، وَالْجُمُعَةُ إِلَى الْجُمُعَةِ، وَرَمَضَانُ إِلَى رَمَضَانَ مُكَفِّرَاتٌ مَا بَيْنَهُمَا، إِذَا اجْتُنِبَتِ الْكَبَائِرُ"

پانچوں نمازیں، اور جُمعہ اگلے جُمعہ تک اور ماہِ رَمَضان اگلے ماہِ رَمَضان تک گناہوں کا کفّارہ ہیں جب تک کہ کبیرہ گناہوں سے بچا جائے۔

(صحیح مسلم ص ۱۴۴ حدیث ۲۳۳)

رَمَضانُ الْمُبارَک میں اتنی زیادہ بَرَکتیں اور رَحمتیں ہیں کہ ہمارے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہاں تک ارشاد فرمایا، اگر بندوں کو معلوم ہوتا کہ رَمَضان کیا ہے تو میری اُمّت تمنّا کرتی کہ کاش! پورا سال رَمَضان ہی ہو۔

(صحیح ابنِ خُزَیمہ ج ۳ ص ۱۹۰ حدیث ۱۸۸۶)

ہر شب ساٹھ ہزار کی بخشش

حضرتِ سَیِّدُنا عبدُ اللہ ابنِ مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رحمتِ عالمیان، محبوبِ رحمٰن عَزَّ وَجَلَّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمانِ رَحمت نشان ہے۔

"وَنَادَى مُنَادٍ مِنَ السَّمَاءِ كُلَّ لَيْلَةٍ إِلَى انْفِجَارِ الصُّبْحِ، يَا بَاغِيَ الْخَيْرِ يَمِّمْ وَأَبْشِرْ، وَيَا بَاغِيَ الشَّرِّ أَقْصِرْ، وَأَبْصِرْ هَلْ مِنْ مُسْتَغْفِرٍ نَغْفِرُ لَهُ، هَلْ مِنْ تَائِبٍ نَتُوبُ عَلَيْهِ، هَلْ مِنْ دَاعٍ نَسْتَجِيبُ لَهُ، هَلْ مِنْ سَائِلٍ نُعْطِي سُؤْلَهُ"

رَمَضان شریف کی ہر شب آسمانوں میں صُبحِ صادِق تک ایک مُنادِی یہ نِدا کرتا ہے، اے اچھّائی مانگنے والے! مکمّل کر (یعنی اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی

طرف آگے بڑھ)اور خوش ہوجا۔اور اے شریر!شَر سے باز آجااور عِبرت حاصِل کر۔ ہے کوئی مغفِرت کا طالِب ! کہ اُس کی طَلَب پُوری کی جائے۔ ہے کوئی تَوبہ کرنے والا! کہ اُس کی تَوبہ قَبول کی جائے ۔ ہے کوئی دُعاء مانگنے والا! کہ اُس کی دُعا قَبول کی جائے۔ ہے کوئی سائِل! کہ اُس کا سُوال پُورا کیا جائے۔

"وَلِلّٰہِ عَزَّ وَجَلَّ عِنْدَ کُلِّ فِطْرٍ مِنْ شَھْرِ رَمَضَانَ کُلَّ لَیْلَۃٍ عُتَقَاءَ مِنَ النَّارِ سِتُّونَ أَلْفًا فَإِذَا کَانَ یَوْمُ الْفِطْرِ أَعْتَقَ مِثْلَ مَا أَعْتَقَ فِی جَمِیعِ الشَّھْرِ"

اللہ تعالٰی رَمَضانُ الْمبارَک کی ہرشب میں اِفطار کے وَقت ساٹھ ہزار گُناہگاروں کو دوزخ سے آزاد فرمادیتا ہے۔اور عید کے دِن سارے مہینے کے برابر گُناہگاروں کی بَخشِش کی جاتی ہے۔ (اَلدُّرالمَنْثُورج ۱ ص۱۴۶)

روزانہ دس لاکھ گنہگاروں کی دوزخ سے رہائی

سرکارِنامدار، مدینے کے تاجدار، رسولوں کے سالار، نبیوں کے سردار، شَہَنْشاہِ اَبرار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشادفرمایا: ''جب رَمَضان کی پہلی رات ہوتی ہے تو اللہ تعالٰی اپنی مَخلوق کی طرف نَظَر فرماتا ہے اور جب اللہ عَزَّ وَجَلَّ کسی بندے کی طرف نظر فرمائے تو اُسے کبھی عذاب نہ دے گا۔''

"وَلِلّٰہِ عَزَّ وَجَلَّ فِی کُلِّ یَوْمٍ مِنْ شَھْرِ رَمَضَانَ عِنْدَ الْإِفْطَارِ أَلْفُ أَلْفِ عَتِیقٍ مِنَ النَّارِ کُلُّھُمْ قَدِ اسْتَوْجَبُوا النَّارَ فَإِذَا کَانَ آخِرُ یَوْمٍ مِنْ شَھْرِ رَمَضَانَ أَعْتَقَ اللّٰہُ فِی ذٰلِکَ الْیَوْمِ بِقَدْرِ مَا أَعْتَقَ مِنْ أَوَّلِ الشَّھْرِ إِلَی آخِرِہِ"

اور ہر رَوز دس لاکھ (گُنہگاروں) کو جہنّم سے آزاد فرماتا ہے اور جب اُنتیسویں رات ہوتی ہے تو مہینے بھر میں جتنے آزاد کیے اُن کے مَجموعہ کے برابر اُس ایک رات میں آزاد فرماتا ہے۔ پھر جب عِیدُ الفِطْر کی رات آتی ہے۔

مَلائِکہ خوشی کرتے ہیں اور اللہ عَزَّ وَجَلَّ اپنے نُور کی خاص تَجَلّیِ فرماتا ہے اور فِرشتوں سے فرماتا ہے،''اے گُرُوہِ مَلائکہ ! اُس مزدور کا کیا بدلہ ہے جس نے کام پورا کرلیا؟''فِرشتے عرض کرتے ہیں،''اُس کو پُورا پُورا اَجر دیا جائے۔''اللہ تعالیٰ فرماتا ہے،''میں تمہیں گواہ کرتا ہوں کہ میں نے ان سب کو بَخش دیا۔''

(کَنْزُ الْعُمّال، ج ۸، ص ۲۱۹ حدیث ۲۳۷۰۲)

جمعہ کی ہر ہر گھڑی میں دس لاکھ کی مغفرت

حضرتِ سَیِدُ نا عبداللہ ابنِ عبّاس رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا سے روایت ہے کہ سَیِّدُ الْاَنْبِیاء وَ الْمُرسَلین صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ دلنشین ہے۔''اللہ عَزَّ وَجَلَّ ماہِ رَمَضان میں روزانہ اِفطار کے وَقت دس لاکھ ایسے گُنہگاروں کو جَہنّم سے آزاد فرماتا ہے جن پر گُناہوں کی وجہ سے جہنّم واجِب ہوچکی تھی۔

"فَاِذَاکَانَ لَیْلَۃُ الجُمُعَۃِ اُعْتِقَ فِی کُلِّ سَاعَۃٍ مِّنھَا اَلْفُ اَلْفِ عَتِیقٍ مِّن النَّارِ کُلُّھُمْ قَدِ اسْتَوْجَبُوا العذابَ"

نیز شبِ جُمُعہ اور روزِ جُمُعہ (یعنی جُمعرات کو غُروبِ آفتاب سے لے کر جُمُعہ کو غُروبِ آفتاب تک) کی ہر ہر گھڑی میں ایسے دس دس لاکھ گنہگاروں کو جہنّم سے آزاد کیا جاتا ہے جو عذاب کے حقدار قرار دیئے جاچُکے ہوتے ہیں۔

(کَنْزُ الْعُمّال ج ۸ ص ۲۲۳ حدیث ۲۳۷۱۶)

عِصیاں سے کبھی ہم نے کَنارہ نہ کیا　　پَر تُونے دِل آزُردہ ہمارا نہ کِیا
ہم نے تَو جہنَّم کی بَہُت کی تجویز　　لیکن تِری رَحمت نے گوارا نہ کِیا

سیدی امیر اہلسنت فیضان سنت میں فرماتے ہیں کہ سُبحٰنَ اللّٰہ عَزَّ وَجَلَّ ! رَمَضانُ الْمبارَک میں روزانہ دس لاکھ ایسے گنہگاروں کی بخشِش ہوجایا کرتی ہے جواپنے گُناہوں کے سبب جہنَّم کے حَقدارقرار پا چکے ہوتے ہیں۔نیز شبِ جُمُعہ اور روزِ جُمُعہ کی تو ہر ہر گھڑی میں دس دس لاکھ گنہگار عذابِ نار سے آزادقرار دیئے جاتے ہیں۔اورپھر رَمَضانُ الْمبارَک کی آخری شب کی تَو کیاخوب بَہار ہے کہ سارے ماہ رَمَضان میں جتنے بخشے گئے تھے اُس کے شُمار کے برابر گنہگار اُس ایک رات میں عذابِ نار سے نَجات پاتے ہیں۔اے کاش !اللہ تعالیٰ ہم گنہگاروں اور بدکاروں کوبھی اِن مَغفِرت یافتگان میں شامِل کرلے۔

آمین بجاہِ النَّبِیِّ الْاَمین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

جب کہا عِصیاں سے میں نے سخت لاچاروں میں ہوں
جن کے پلّے کچھ نہیں ہے اُن خریداروں میں ہوں
تیری رَحمت کیلئے شامِل گُنہگاروں میں ہوں
بول اُٹھی رَحمت نہ گھبرا میں مدد گاروں میں ہوں

[فیضان سنت ص 870]

رمضان میں خرچ کرنا اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کی طرح ہے

حضرتِ سَیِّدُ ناضَمُرہ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ سے مَروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمانِ برکت نشان ہے:''ماہِ رَمَضان میں گھر والوں کے خرچ میں کُشادَگی کرو کیونکہ

"والنَفْقَةُ فِیهِ کَالنَفْقَةِ فِی سَبِیلِ اللّٰہِ" ماہِ رَمَضان میں خرچ کرنا اللہ تعالٰی کی راہ میں خرچ کرنے کی طرح ہے۔''

(الجامع الصغیر ص ۱۶۲ حدیث ۲۷۱۶)

روزہ وقرآن شفاعت کریں گے

محبوبِ رحمٰن، صاحبِ قرآن صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں۔

"أَنَّ الصِّيَامَ وَالْقُرْآنَ يَشْفَعَانِ لِلْعَبْدِ، يَقُولُ الصِّيَامُ رَبِّ، مَنَعْتُهُ الطَّعَامَ، وَالشَّهَوَاتِ بِالنَّهَارِ، فَشَفِّعْنِي فِيهِ، وَيَقُولُ الْقُرْآنُ رَبِّ، مَنَعْتُهُ النَّوْمَ بِاللَّيْلِ، فَشَفِّعْنِي فِيهِ، فَيُشَفَّعَانِ "

روزہ اور قُرآن بندے کیلئے قِیامت کے دن شَفاعت کریں گے۔روزہ عَرض کریگا،اے ربِّ کریم عَزَّ وَجَلَّ ! میں نے کھانے اورخواہشوں سے دن میں اِسے روک دیا، میری شَفاعَت اِس کے حَقّ میں قَبول فرما۔قُرآن کہے گا ، میں نے اِسے رات میں سونے سے باز رکھا،میری شَفاعَت اِس کے لئے قَبول کر ۔ پس دونوں کی شَفاعَتیں قَبول ہوں گی ۔

(مُسند امام احمد ج ۲ ص ۵۸۶ حدیث ۶۶۳۷)

لاکھ رمضان کا ثواب

حضرتِ سَیِّدُ نا عبداللہ ابنِ عبّاس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ سرکارِ نامدار، شَہَنشاہِ اَبرار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں ۔

"مَنْ أَدْرَكَ رَمَضَانَ بِمَكَّةَ، فَصَامَهُ، وَقَامَ مِنْهُ مَا تَيَسَّرَ لَهُ، كَتَبَ اللّٰهُ لَهُ مِائَةَ أَلْفِ شَهْرِ رَمَضَانَ، فِيمَا سِوَاهَا، وَكَتَبَ اللّٰهُ لَهُ،

بِکُلِّ یَوْمٍ عِتْقَ رَقَبَۃٍ، وَکُلِّ لَیْلَۃٍ عِتْقَ رَقَبَۃٍ، وَکُلِّ یَوْمٍ حُمْلَانَ

فَرَسٍ فِی سَبِیلِ اللہِ، وَفِی کُلِّ یَوْمٍ حَسَنَۃً، وَفِی کُلِّ لَیْلَۃٍ حَسَنَۃً "

''جس نے مکّہ مکرّمہ میں ماہِ رَمَضان پایا اور رَوزہ رکھا اور رات میں جتنا مُیَسَّر آیا قِیام کیا تو اللہ عَزَّ وَجَلَّ اُس کے لئے اُس جگہ کے ایک لاکھ رَمَضان کا ثواب لکھے گا اور ہر دن ایک غُلام آزاد کرنے کا ثواب اور ہر رات ایک غُلام آزاد کرنے کا ثواب اور ہر روز جہاد میں گھوڑے پر سُوار کردینے کا ثواب اور ہر دن میں نیکی اور ہر رات میں نیکی لکھے گا۔''

(ابنِ ماجہ ج ۳ ص ۵۲۳ حدیث ۳۱۱۷)

رمضان کا دیوانہ

فیضانِ سنت میں دُرَّۃُ النَّاصِحِین کے حوالے سے ہے کہ محمد نامی ایک آدمی سارا سال نَماز نہ پڑھتا تھا۔ جب رَمَضان شریف کا مُتَبَرّک مہینہ آتا تو وہ پاک صاف کپڑے پہنتا اور پانچوں وَقت پابندی کے ساتھ نَماز پڑھتا اور سالِ گُزَشتہ کی قَضاء نَمازیں بھی ادا کرتا۔ لوگوں نے اُس سے پوچھا، تُو ایسا کیوں کرتا ہے؟ اُس نے جواب دیا یہ مہینہ رَحمت، بَرَکت، توبہ اور مغفِرت کا ہے، شاید اللہ تعالٰی مجھے میرے اِسی عمل کے سبب بَخش دے۔ جب اُس کا انتقال ہوگیا تو کسی نے اُسے خواب میں دیکھا تو پُوچھا، مَا فَعَلَ اللہُ بِکَ؟ یعنی اللہ تعالٰی نے تیرے ساتھ کیا مُعاملہ کیا؟ اُس نے جواب دیا، ''میرے اللہ عَزَّ وَجَلَّ نے مجھے اِحترامِ رَمَضان شریف بجالانے کے سبب بَخش دیا۔

(فیضان سنت ص 884/دُرَّۃُ النَّاصِحِین ص ۸)

سبحان اللہ :خُدا ئے رَحمٰن عَزَّ وَجَلَّ ماہِ رَمَضَان کے قَدْر دان پر کس دَرَجہ مہربان ہے کہ سال کے باقی مہینے چھوڑ کر صِرْف ماہِ رَمَضَان میں عبادت کرنے والے کی مغفِرت فرمادی۔

سیدی امیر اہلسنت اس حکایت کو لکھنے کے بعد فیضانِ سنت میں فرماتے ہیں کہ اِس حِکایت سے کہیں کوئی یہ نہ سمجھ بیٹھے کہ اب تو (معاذَ اللہ عَزَّ وَجَلَّ) سارا سال نَمازوں کی چُھٹّی ہوگئی ! صِرف رَمَضَانُ المُبارَک میں روزہ نَماز کرلیا کریں گے اور سیدھے جنّت میں چلے جائیں گے۔ پیارے اسلامی بھائیو! دراصل بخشنا یا عذاب کرنا یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کی مَشِیَّت پر موقوف ہے۔ وہ بے نیاز ہے۔اگر چاہے تو کسی مسلمان کو بظاہر چھوٹے سے نیک عمل پر ہی اپنے فضل سے بخش دے اور اگر چاہے تو بڑی بڑی نیکیوں کے باوُجُود کسی کو محض ایک چھوٹے سے گُناہ پر اپنے عدل سے پکڑ لے۔

پارہ ۳ سُورۃُ البقرہ کی آیت نمبر ۲۸۴ میں ارشادِ ربِّ بے نیاز ہے:

فَيَغْفِرُ لِمَنْ يَّشَاءُ وَيُعَذِّبُ مَنْ يَّشَاءُ ۝

ترجَمہ کنزالایمان: تو جسے چاہے گا (اپنے فضل سے اہلِ ایمان کو) بخشے گا اور جسے چاہے گا (اپنے عدل سے) سزا دے گا۔

(پ۳ البقرہ: ۲۸۴)

تو بے حساب بخش کہ ہیں بے شُمار جرم
دیتا ہوں واسِطہ تجھے شاہِ حِجاز کا

بیان نمبر 2

ماہِ رمضان کی خصوصیات

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْاَنْبِیَاءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ ۝

اَمَّا بَعْدُ ۝ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم ط بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم ۝

قال اللّٰہُ تعالٰی فِی کَلَامِہِ الْمَجِیدِ ۝

شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِیْٓ اُنْزِلَ فِیْهِ الْقُرْاٰنُ هُدًی لِّلنَّاسِ وَبَیِّنٰتٍ مِّنَ الْهُدٰی وَالْفُرْقَانِ ۚ فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْیَصُمْهُ ۝ وَقَالَ فِیْ مَقَامٍ آخَرَ ۝ اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ ط یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا ﴿۵۶﴾

پڑھیے

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ وَعَلٰی آلِكَ وَاَصْحَابِكَ یَا حَبِیْبَ اللّٰہِ

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ وَعَلٰی آلِكَ وَاَصْحَابِكَ یَا نُوْرَ اللّٰہِ

سب سے بڑی خصوصیت نزول قرآن

اِس ماہِ مُبارَک کی ایک سب سے بڑی خُصُوصِیَّت نزولِ قرآن ہے کہ اللہ عَزَّ وَجَلَّ نے اِس میں قُراٰنِ پاک نازِل فرمایا ہے۔ چُنانچِہ مُقدّس قُراٰن میں خُدائے رَحمٰن عَزَّ وَجَلَّ کا نُزُولِ قُراٰن اور ماہِ رَمَضَان کے بارے میں فرمانِ عالیشان ہے:

شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِیْٓ اُنْزِلَ فِیْهِ الْقُرْاٰنُ هُدًی

لِّلنَّاسِ وَبَيِّنٰتٍ مِّنَ الْهُدٰى وَالْفُرْقَانِ ۚ

ترجمہ کنزُ الایمان: رَمَضان کا مہینہ، جس میں قُراٰن اُترا، لوگوں کے لئے ہدایت اور رَہنُمائی اور فیصلہ کی رُوشن باتیں۔

(پ ۲ البقرہ: ۱۸۵)

پانچ خصوصی کرم

حضرتِ سَیِّدُنا جابِر بن عبداللہ رَضِیَ اللہُ عَنۡہُ سے روایت ہے کہ رَحمتِ عالَمِیان، حبیبِ رحمٰن عَزَّ وَجَلَّ صلَّی اللہُ علیہِ واٰلہٖ وسلَّم کا فرمانِ ذِی شان ہے:

"أُعْطِيَتْ أُمَّتِي فِي شَهْرِ رَمَضَانَ خَمْسًا لَمْ يُعْطَهُنَّ نَبِيٌّ قَبْلِي"

میری اُمّت کو ماہِ رَمَضان میں پانچ چیزیں ایسی عطا کی گئیں جو مجھ سے پہلے کسی نبی علیہ السلام کو نہ ملیں:

"أَمَّا وَاحِدَةٌ فَإِنَّهُ إِذَا كَانَ أَوَّلُ لَيْلَةٍ مِنْ شَهْرِ رَمَضَانَ نَظَرَ اللهُ عَزَّوَجَلَّ إِلَيْهِمْ، وَمَنْ نَظَرَ اللهُ إِلَيْهِ لَمْ يُعَذِّبْهُ أَبَدًا"

(۱) جب رَمَضانُ الْمبارَک کی پہلی رات ہوتی ہےتو اللہ عزّ وَجَلَّ انکی طرف رَحمت کی نَظَر فرماتا ہے اور جس کی طرف اللہ عَزَّ وَجَلَّ نَظَرِ رَحمت فرمائے اُسے کبھی بھی عذاب نہ دے گا۔

"وَأَمَّا الثَّانِيَةُ فَإِنَّ خُلُوفَ أَفْوَاهِهِمْ حِينَ يُمْسُونَ أُطْيَبُ عِنْدَ اللهِ مِنْ رِيحِ الْمِسْكِ"

(۲) شام کے وَقت ان کے مُنہ کی بُو (جو بھوک کی وجہ سے ہوتی ہے) اللہ تعالٰی کے نزدیک مُشک کی خوشبو سے بھی بہتر ہے۔

"وَأَمَّا الثَّالِثَةُ فَإِنَّ الْمَلَائِكَةَ تَسْتَغْفِرُ لَهُمْ فِي كُلِّ يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ"

(۳) فِرِشتے ہر رات اور دن ان کے لئے مغفِرت کی دعائیں کرتے رہتے ہیں۔

"وَأَمَّا الرَّابِعَةُ فَإِنَّ اللهَ عَزَّوَجَلَّ يَأْمُرُ جَنَّتَهُ فَيَقُولُ لَهَا اسْتَعِدِّي وَتَزَيَّنِي لِعِبَادِي أَوْشَكَ أَنْ يَسْتَرِيحُوا مِنْ تَعَبِ الدُّنْيَا إِلَى دَارِي وَكَرَامَتِي"

(۴) اللہ تعالیٰ جنّت کو حکم فرماتا ہے،''میرے (نیک) بندوں کیلئے مُزَیَّن (یعنی آراستہ) ہوجا عنقریب وہ دنیا کی مَشَقَّت سے میرے گھر اور کرم میں راحت پائیں گے۔

"وَأَمَّا الْخَامِسَةُ فَإِنَّهُ إِذَا كَانَ آخِرُ لَيْلَةٍ غَفَرَ لَهُمْ جَمِيعًا"

(۵) جب ماہِ رَمَضان کی آخری رات آتی ہے تو اللہ عَزَّ وَجَلَّ سب کی مغفرت فرما دیتا ہے۔قوم میں سے ایک شخص نے کھڑے ہو کر عرض کی ، یارسول اللہ عز وَجَلَّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیا یہ لَیْلَۃُ الْقَدْر ہے؟ارشاد فرمایا:''نہیں کیا تم نہیں دیکھتے کہ مزدور جب اپنے کاموں سے فارِغ ہوجاتے ہیں توانہیں اُجرت دی جاتی ہے۔''

(التَّرغیب وَالتَّرہیب ج ۲ ص ۵۶ حدیث ۷)

ماہِ رَمَضان کی 13 انوکھی خصوصیات

تفسیرِ نعیمی میں ہے کہ

[1]: کعبہ مُعَظّمہ مُسلمانوں کو بُلا کر دیتا ہے اور یہ آ کر رَحمتیں بانٹتا ہے۔گویا وہ (یعنی کعبہ) کُنواں ہے اور یہ (یعنی رَمَضان شریف) دریا ، یاوہ (یعنی کعبہ) دریا ہے اور یہ (یعنی رَمَضان) بارِش۔

[2]: رَمَضان ایک بَھٹّی ہے جیسے کہ بَھٹّی گندے لوہے کو صاف اور صاف لوہے کو مشین کا پُرزہ بنا کر قیمتی کردیتی ہے اور سونے کو زیور بنا کر اِستِعمال کے لائق کردیتی ہے۔ایسے ہی ماہِ رَمَضان گنہگاروں کو پاک کرتا اور نیک لوگوں کے دَرَجے بڑھاتا ہے۔

[3]: رَمَضان میں نَفل کا ثواب فَرض کے برابر اور فَرض کا ثواب سترّ گُنا ملتا ہے۔

[4]: بعض عُلَماء فرماتے ہیں کہ جو رَمَضان میں مَرجائے اُس سے سُوالاتِ قَبر بھی نہیں ہوتے۔

[5]: اِس مہینے میں شبِ قَدر ہے۔گُزَشتہ آیت سے معلوم ہوا کہ قُرآن رَمَضان میں آیا اور دُوسری جگہ فرمایا:

اِنَّاۤ اَنۡزَلۡنٰهُ فِیۡ لَیۡلَةِ الۡقَدۡرِ ۚ
تَرجَمہ کَنزُ الْاِیمان: بے شک ہم نے اِسے شبِ قَدر میں اُتارا۔

(پ۳۰القدر:۱)

دونوں آیتوں کے مِلانے سے معلوم ہوا کہ شبِ قدر رَمَضان میں ہی ہے اور وہ غالِباً ستائیسویں شب ہے۔کیونکہ لَیلَۃُ الْقَدر میں نو حُروف ہیں اور یہ لفظ سُورۂ قَدر میں تین بار آیا۔جس سے ستائیس حاصِل ہوئے معلوم ہوا کہ وہ ستائیسویں شَب ہے۔

[6]: رَمَضان میں اِبلیس قید کرلیا جاتا ہے اور دَوزخ کے دروازے بند ہو جاتے ہیں جنت آراستہ کی جاتی ہے اس کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں۔ اِسی لئے اِن دنوں میں نیکیوں کی زیادَتی اور گُناہوں کی کمی ہوتی

ہے جو لوگ گُناہ کرتے بھی ہیں وہ نفسِ اَمّارہ یا اپنے ساتھی شیطان (قَرین) کے بَہکانے سے کرتے ہیں۔

[7]: رَمَضان کے کھانے پینے کا حِساب نہیں۔

[8]: قِیامت میں رَمَضان وقرآن روزہ دار کی شَفاعت کریں گے کہ رَمَضان تَو کہے گا، مولیٰ عَزَّ وَجَلَّ! میں نے اِسے دن میں کھانے پینے سے روکا تھا اور قُرآن عَرَض کریگا کہ یا ربّ! عَزَّ وَجَلَّ میں نے اِسے رات میں تِلاوت وتراویح کے ذَرِیعے سونے سے روکا۔

[9]: حُضُورِ پُرنُور، شافِعِ یَومُ النُّشُور صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم رَمَضانُ الْمبارَک میں ہر قیدی کو چھوڑ دیتے تھے اور ہر سائل کو عطا فرماتے تھے۔ ربّ عَزَّ وَجَلَّ بھی رَمَضان میں جَہَنّمیوں کو چھوڑتا ہے۔لہٰذا چاہئے کہ رَمَضان میں نیک کام کئے جائیں اور گُناہوں سے بچا جائے۔

[10]: قُرآنِ کریم میں صِرف رَمَضان شریف ہی کا نام لیا گیا اور اسی کے فضائل بیان ہوئے۔کسی دُوسرے مہینے کا نہ صَراحتاً نام ہے نہ ایسے فضائل۔

[11]: مہینوں میں صِرف ماہِ رَمَضان کا نام قُرآن شریف میں لیا گیا۔عورتوں میں صِرف بی بی مریم رضی اللہ عنہا کا نام قُرآن میں آیا۔صَحابہ میں صِرف حضرت سَیِدُنا زَید ابنِ حارِثہ رضی اللہ عنہ کا نام قُرآن میں لیا گیا جس سے ان تینوں کی عَظمت معلوم ہوئی۔

[12]: رَمَضان شریف میں اِفطار اور سَحَری کے وقت دُعاء قَبول ہوتی ہے۔یعنی اِفطار کرتے وَقت اور سَحَری کھا کر۔ یہ مرتبہ کسی اور مہینے کو حاصِل نہیں۔

[13]: رَمَضان میں پانچ حُروف ہیں ر،م،ض،ا،ن۔ رسے مُراد ''رَحمتِ الٰہی عَزَّ وَجَلَّ ، میم سے مُراد مَحبّتِ اِلٰہی عَزَّ وَجَلَّ ،ض سے مُراد ضَمانِ الٰہی عَزَّ وَجَلَّ ، اَلِف سے امانِ اِلٰہی عَزَّ وَجَلَّ ،ن سے نُورِ الٰہی عَزَّ وَجَل۔اور رَمَضان میں پانچ عِبادات خُصُوصی ہوتی ہیں۔روزہ، تَراوِیح ، تِلاوتِ قُرآن، اِعتِکاف ،شبِ قَدْر میں عبادات ۔تَو جوکوئی صِدْقِ دِل سے یہ پانچ عِبادات کرے وہ اُن پانچ اِنعاموں کا مُستَحَق ہے۔

(تفسیر نعیمی ج ۲ ص ۲۰۸)

رمضان میں ذکر کی خصوصی فضیلت

امیرُ الْمُؤمنین حضرتِ سیِّدُنا عُمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ عَنْہُ سے روایت ہے کہ رسولِ انور، نبیوں کے سرور،محبوبِ ربِّ اکبر،سیِّدہ آمنہ کے دِلبر صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کا فرمان ہے:

''ذَاکِرُ اللّٰہِ فِیْ رَمَضَانَ یُغْفَرُلَہٗ وَسَائِلُ اللّٰہِ فِیْہِ لَایَخِیْبُ''

(ترجَمہ) رَمَضان میں ذکرُ اللہ عَزَّ وَجَل کرنے والے کوبخش دیا جاتاہے اور اِس مہینے میں اللہ تعالٰی سے مانگنے والامحروم نہیں رہتا۔

(شُعَبُ الْایمان ج ۳ص ۳۱۱ حدیث ۳۶۲۷)

حضرتِ سیِّدُنا ابراہیم نَخْعِی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: ''ماہِ رَمَضان میں ایک دن کا روزہ رکھنا ایک ہزار دن کے روزوں سے افضل ہے اور ماہِ رَمَضان میں ایک مرتبہ تسبیح کرنا (یعنی سبحٰن اللہ کہنا) اس ماہ کے علاوہ ایک ہزار مرتبہ تسبیح کرنے (یعنی سبحٰن اللہ) کہنے سے افضل ہے اور ماہِ رَمَضان میں ایک رَکْعَت پڑھنا غیر رَمَضان کی ایک ہزار رَکْعتوں سے افضل ہے۔ (اَلدُّرُّ الْمَنْثُور ج ا ص ۴۵۴)

ماہ رمضان میں مرنے کی فضیلت

فیضان سنت میں انیس الواعظین کے حوالے سے ہے کہ جوخوش نصیب مُسلمان ماہِ رَمَضان میں اِنتِقال کرتا ہے اُس کوسُوالاتِ قَبر سے اَمان مِل جاتی ، عذابِ قَبر سے بچ جاتا اور جنّت کا حَقدار قرار پاتا ہے۔چُنانچہ حضراتِ مُحَدِّثین کِرام رَحِمَهُمُ اللهُ المبین کاقَول ہے،''جومؤمِن اِس مہینے میں مرتا ہے وہ سیدھا جَنّت میں جاتا ہے،گویا اُس کے لئے دوزخ کا دروازہ بند ہے۔''

(فیضان سنت ص 903/انیسُ الواعِظِین ص ۲۵)

تین افراد کے لیے جنت کی بشارت

حضرتِ سَیِّدُ نا عبد اللہ ابنِ مسعود رَضِیَ اللہُ عَنْہُ سے روایت ہے،نبیوں کے سردار، دو عالَم کے مالِک ومختار،بِاِذنِ پروَردگار ہم بے کسوں کے مدد گار صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ جنَّت نشان ہے:

"مَنْ وَافَقَ مَوْتُهُ عِنْدَ انْقِضَاءِ رَمَضَانَ دَخَلَ الْجَنَّةَ، وَمَنْ وَافَقَ مَوْتُهُ عِنْدَ انْقِضَاءِ عَرَفَةَ دَخَلَ الْجَنَّةَ، وَمَنْ وَافَقَ مَوْتُهُ عِنْدَ انْقِضَاءِ صَدَقَةٍ دَخَلَ الْجَنَّةَ"

جس کو رَمَضان کے اختِتام کے وَقت موت آئی وہ جنّت میں داخِل ہوگا اورجسکی موت عَرَفہ کے دن (یعنی ۹ ذُوالحِجّۃِ الحرام) کےخَتم ہوتے وَقت آئی وہ بھی جنّت میں داخِل ہوگااورجسکی موت صَدَقہ دینے کی حالت میں آئی وہ بھی داخِلِ جنّت ہوگا۔

(حِلْیَۃُ الْاولیاء ج۵ص۲۶حدیث۶۱۸۷)

شیاطین زنجیروں میں جکڑ دیئے جاتے ہیں

حضرتِ سَیِّدُ نا ابوہُریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: حُضُورِ اکرم، نُورِ مُجَسَّم ،شافِعِ اُمَم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اِرشاد فرمایا:

"إِذَا دَخَلَ شَهْرُ رَمَضَانَ فُتِّحَتْ أَبْوَابُ السَّمَاءِ، وَغُلِّقَتْ أَبْوَابُ جَهَنَّمَ، وَسُلْسِلَتِ الشَّيَاطِينُ"

جب رَمَضان آتا ہے تو آسمان کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور دوزخ کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں شیاطین زَنجیروں میں جکڑ دیئے جاتے ہیں۔

(صحیح البخاری ج اوّل ص ۶۲۶ حدیث ۱۸۹۹ / صحیح مسلم ص ۵۴۳ حدیث ۱۰۷۹)

شیطان قید میں ہونے کے باوجود گناہ کیوں ہوتے ہیں؟

مُفَسِّرِ شہیر حکیمُ الْاُمَّت حضرتِ مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنّان فرماتے ہیں: حق یہ ہے کہ ماہِ رَمَضان میں آسمانوں کے دروازے بھی کُھلتے ہیں جن سے اللہ عَزَّ وَجَلَّ کی خاص رَحمتیں زمین پر اُترتی ہیں اور جنَّتوں کے دروازے بھی جس کی وجہ سے جنَّت والے حُور وغِلمان کو خبر ہو جاتی ہے کہ دنیا میں رَمَضان آ گیا اور وہ روزہ داروں کے لئے دعاؤں میں مشغول ہو جاتے ہیں۔ ماہِ رَمَضان میں واقِعی دوزخ کے دروازے ہی بند ہو جاتے ہیں جس کی وجہ سے اس مہینے میں گنہگاروں بلکہ کافِروں کی قبروں پر بھی دوزخ کی گرمی نہیں پہنچتی۔ وہ جو مسلمانوں میں مشہور ہے کہ رَمَضان میں عذابِ قَبر نہیں ہوتا اس کا یہی مطلب ہے اور حقیقت میں اِبلیس مَع اپنی ذُرِّیَّتوں (یعنی اولاد) کے قید کر دیا جاتا ہے۔ اِس مہینے میں جو کوئی بھی گناہ

کرتا ہے وہ اپنےنفسِ اَمّارہ کی شرارت سے کرتا ہے نہ شیطان کے بہکانے سے۔

(مرأۃ المناجیح ج ۳ ص ۱۳۳)

آتش پرست پر خصوصی کرم

فیضانِ سنت میں نزھۃ المجالس کے حوالے سے ہے کہ بُخارا میں ایک مجوسی (آتَش پَرَست) رہتا تھا ایک مرتبہ رَمَضان شریف میں وہ اپنے بیٹے کے ساتھ مسلمانوں کے بازار سے گُزر رہا تھا۔ اُس کے بیٹے نے کوئی چیز عَلانیہ طور پر کھانی شُروع کردی ۔مَجوسی نے جب یہ دیکھا تَو اپنے بیٹے کو ایک طَمانچہ رَسید کردیا او رخوب ڈانٹ کر کہا، تجھے رَمَضانُ الْمبارَک کے مہینہ میں مسلمانوں کے بازار میں کھاتے ہوئے شَرم نہیں آتی؟ لڑکے نے جواب دیا، ابّا جان! آپ بھی تَو رَمَضان شریف میں کھاتے ہیں ۔والد نے کہا، میں مسلمانوں کے سامنے نہیں اپنے گھر کے اندر چُھپ کر کھاتا ہوں، اِس ماہِ مُبارَک کی بےحُرمتی نہیں کرتا۔ کچھ عرصہ بعد اُس شخص کا اِنتِقال ہوگیا۔ کسی نے خواب میں اُس کو جنّت میں ٹہلتے ہوئے دیکھا تَو حیرت سے پُوچھا، تُوتَو مَجوسی تھا، جنّت میں کیسے آ گیا؟ کہنے لگا،''واقِعی میں مَجوسی تھا، لیکن جب موت کا وَقت قریب آیا تو اللہ عَزَّ وَجَلَّ نے اِحتِرامِ رَمَضان کی بَرَکت سے مجھے ایمان کی دولت سے اور مرنے کے بعد جنّت سے سرفَراز فرمایا۔

(فیضان سنت ص 909/ نُزھَۃُ الْمجَالِس ج ۱ ص ۲۱۷)

اللہ اکبر! رَمَضانُ المبارَک کی تعظیم کے سبَب ایک آتَش پَرَست کو اللہ عَزَّ وَجَلَّ نے نہ صِرف دَولتِ ایمان سے نَوازدیا بلکہ اُس کو جنّت کی لازَوال نعمتوں سے بھی مالا مال فرمادیا۔ اِس واقِعہ سے خُصُوصاً ہمارے اُن غافِل لوگوں کو

دَرسِ عِبرت حاصِل کرنا چاہئے جومسلمان ہونے کے باوُجُود رَمَضانُ المُبارَک کا بِالکل اِحتِرام نہیں کرتے۔اوّل تو وہ روزہ نہیں رکھتے، پھر چوری اور سینہ زَوری یُوں کہ روزہ داروں کے سامنے ہی سگریٹ کے کَش لگاتے، پان چباتے، حَتّٰی کہ بَعض تَو اتنے بیباک و بےمُرَوَّت کہ سرِ عام پانی پیتے بلکہ کھانا کھاتے بھی نہیں شرماتے۔

یاد رکھئے !فُقَہائے کِرام (رَحِمَہُمُ اللہ تعالٰی) فرماتے ہیں،''جوشَخص رَمَضانُ الْمُبارَک میں دن کے وَقت بِغیر کِسی مَجبوری کے عَلَی الْاِعلان جان بُوجھ کر کھائے پیئے اُس کو (بادشاہِ اسلام کی طرف سے)قتل کردیا جائے۔''

(دُرِّمُختار مع رَدُّالمُحتار ج ۳ ص ۳۹۲)

بیان نمبر 3

رمضان میں گناہ کا انجام

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سیدِالْاَنْبِیَاءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ ۝
اَمَّا بَعْدُ ۝ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم ط بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم ۝
قال اللہُ تعالیٰ فِی کَلَامِہِ المَجِیدِ ۝

وَمَنْ یَّعْصِ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ وَیَتَعَدَّ حُدُوْدَہٗ یُدْخِلْہُ نَارًا خٰلِدًا فِیْھَا ص وَلَہٗ عَذَابٌ مُّھِیْنٌ ۝ وَقَالَ فِیْ مَقَامٍ آخَرَ ۝ اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ ط یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا ﴿۵۶﴾

پڑھیے

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیکَ یَا رَسُولَ اللّٰہِ وَعَلٰی آلِکَ وَاَصْحَابِکَ یَا حَبِیبَ اللّٰہِ
اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیکَ یَا رَسُولَ اللّٰہِ وَعَلٰی آلِکَ وَاَصْحَابِکَ یَا نُوْرَ اللّٰہِ

اللہ تعالیٰ عزوجل قرآنِ پاک میں ارشاد فرماتا ہے:۔

وَمَنْ یَّعْصِ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ وَیَتَعَدَّ حُدُوْدَہٗ یُدْخِلْہُ نَارًا خٰلِدًا فِیْھَا ص وَلَہٗ عَذَابٌ مُّھِیْنٌ ۝

ترجمہ کنزالایمان: اور جو اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کرے اور اسکی کل حدوں سے بڑھ جائے اللہ اُسے آگ میں داخل کرے گا جس میں ہمیشہ

رہے گا اور اس کے لئے خواری کا عذاب ہے۔

[سورۃ النساء:14]

اگر مومن کسی گناہ کبیرہ میں مبتلا ہو کر توبہ کئے بغیر مر جائے تو اسے اس کے گناہ کے سبب جہنم میں بھیجا جائے گا اپنے گناہ کی سزا بھگت کر عذاب سے خلاصی پا جائے گا اور اگر کسی حرام قطعی کو حلال و جائز سمجھ کر کیا اور توبہ کئے بغیر مر گیا تو وہ ہمیشہ ہمیشہ جہنم میں رہے گا۔اس آیت میں اسی کی طرف اشارہ ہے۔

اور یاد رکھو! جہاں ماہِ رَمَضانُ المبارَک کی تعظیم کرنے والوں کیلئے اُخروی اِنعامات وکرامات کی بِشارَات ہیں وہاں اِس مبارَک مہینے کی ناقدْری کرتے ہوئے اِس میں گناہ کرنے والوں کیلئے وَعیدات بھی ہیں۔

ایک سال کے اعمال برباد

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ

"وَمَنْ شَرِبَ فِيهِ مُسْكِرًا وَرَمَى فِيهِ مُؤْمِنًا بِبُهْتَانٍ، وَعَمِلَ فِيهِ خَطِيئَةً أَحْبَطَ اللهُ عَمَلَهُ سَنَةً، فَاتَّقُوا شَهْرَ رَمَضَانَ، فَإِنَّهُ شَهْرُ اللهِ أَنْ تُفَرِّطُوا فِيهِ فَقَدْ جَعَلَ لَكُمْ أَحَدَ عَشَرَ شَهْرًا تَنْعَمُونَ فِيهَا وَتَتَلَذَّذُونَ، وَجَعَلَ لِنَفْسِهِ شَهْرَ رَمَضَانَ فَاحْذَرُوا شَهْرَ رَمَضَانَ"

جس نے اِس ماہ میں کوئی نَشہ آور شَے پی یا کسی مؤمِن پر بُہتان باندھا یا اِس ماہ میں کوئی گُناہ کیا تو اللہ عَزَّ وَجَلَّ اسکے ایک سال کے اَعمال برباد فرما دے گا۔ پس تم ماہِ رَمَضان (کے حق) میں کوتاہی کرنے سے ڈرو کیونکہ یہ اللہ عَزَّ وَجَلَّ کا مہینہ ہے۔اللہ تعالیٰ نے تمھارے لئے گیارہ مہینے کردیئے کہ ان میں نعمتوں

سے لُطف اندوز ہو اور تَلَذُّذ (لذّت) حاصِل کرو اور اپنے لئے ایک مہینہ خاص کرلیا ہے۔ پس تم ماہِ رَمَضان کے مُعاملے میں ڈرو۔

(المعجم الاوسط ج ۲ ص ۴۱۴ حدیث ۳۶۸۸)

اِس حدیثِ پاک میں نَشہ آور چیز پینے اور موٴمن پر بُہتان باندھنے کا خُصُوصیّت کے ساتھ تذکرہ ہے یاد رکھئے! شراب اُمُّ الْخَبائِث (یعنی بُرائیوں کی ماں ہے) اِس کا پینا حرام اور جہنّم میں لے جانے والا کام ہے۔

قبر کا بھیانک منظر!

فیضان سنت میں انیس الواعظین کے حوالے سے ہے کہ ایک بار امیرُ الْمُؤمِنِین حضرتِ مولائے کائنات، علیُّ الْمُرتَضٰی شیرِ خدا (کَرَّمَ اللہُ تعالٰی وَجْهَهُ الْكَرِيْم) زِیارتِ قُبُور کے لئے کوفہ کے قَبرِستان تشریف لے گئے۔ وہاں ایک تازہ قَبر پر نظر پڑی۔ آپ کَرَّمَ اللہُ تعالٰی وَجْهَهُ الْكَرِيْم کو اُس کے حالات معلوم کرنے کی خواہش ہوئی۔ چُنانچِہ بارگاہِ خُداوندی عَزَّ وَجَلَّ میں عَرض گُزار ہوئے، ''یا اللہ عَزَّ وَجَلَّ! اِس مَیِّت کے حالات مجھ پر مُنکَشِف (یعنی ظاہر) فرما۔'' اللہ عَزَّ وَجَلَّ کی بارگاہ میں آپ کی اِلتِجا فوراً مَسمُوع ہوئی (یعنی سُنی گئی) اور دیکھتے ہی دیکھتے آپ کے اور اُس مُردے کے درمیان جتنے پردَے حائل تھے تمام اٹھادیئے گئے۔ اب ایک قَبر کا بھیانک منظر آپ کے سامنے تھا۔ کیا دیکھتے ہیں کہ مُردہ آگ کی لپیٹ میں ہے اور رو رو کر آپ کَرَّمَ اللہُ تعالٰی وَجْهَهُ الْكَرِيْم سے اِس طرح فریاد کررہا ہے:

"یَاعَلِیُّ! اَنَا غَرِیْقٌ فِی النَّارِ وَحَرِیْقٌ فِی النَّارِ"

یعنی یا علی ! کَرَّمَ اللہُ تعالیٰ وَجْهَهُ الْکَرِیْم میں آگ میں ڈوبا ہوا ہوں اور آگ میں جل رہا ہوں ۔قَبْر کے دَہشتناک منظر اور مُردے کی درد ناک پُکار نے حیدرِ کرّار کَرَّمَ اللہُ تعالیٰ وَجْهَهُ الْکَرِیْم کو بے قرار کردیا۔آپ کَرَّمَ اللہُ تعالیٰ وَجْهَهُ الْکَرِیْم نے اپنے رَحمت والے پروَردگار عَزَّ وَجَلَّ کے دربار میں ہاتھ اُٹھادیئے اور نہایت ہی عاجزی کے ساتھ اُس مَیِّت کی بخشِش کیلئے درخواست پیش کی ۔غیب سے آواز آئی ،'' اے علی(کَرَّمَ اللہُ تعالیٰ وَجْهَهُ الْکَرِیْم) !آپ (کَرَّمَ اللہُ تعالیٰ وَجْهَهُ الْکَرِیْم) اِس کی سِفارش نہ ہی فرمائیں کیوں کہ روزے رکھنے کے باوُجود یہ شخص رَمَضانُ الْمُبارَک کی بے حُرمتی کرتا،رَمَضانُ الْمُبارَک میں بھی گُناہوں سے باز نہ آتا تھا۔دن کو روزے تَو رکھ لیتا مگر راتوں کو گُناہوں میں مُبْتَلا رہتا تھا۔مَولائے کائِنات علیُّ الْمُرتَضٰی شیرِ خدا کَرَّمَ اللہُ تعالیٰ وَجْهَهُ الْکَرِیْم یہ سُن کر اور بھی رنجیدہ ہوگئے اور سَجدے میں گِر کر رو رو کر عرض کرنے لگے ، یا اللہ عَزَّ وَجَلَّ !میری لاج تیرے ہاتھ میں ہے،اِس بندے نے بڑی اُمّید کے ساتھ مجھے پُکارا ہے، میرے مالِک عَزَّ وَجَلَّ ! تُو مجھے اِس کے آگے رُسوا نہ فرما، اِس کی بے بَسی پر رَحم فرمادے اور اِس بیچارے کو بَخش دے ۔حضرت علی کَرَّمَ اللہُ تعالیٰ وَجْهَهُ الْکَرِیْم رو رو کر مُناجات کررہے تھے۔ اللہ عَزَّ وَجَلَّ کی رَحمت کا دریا جوش میں آ گیا اور نِدا آئی ، اے علی !(کَرَّمَ اللہُ تعالیٰ وَجْهَهُ الْکَرِیْم) ہم نے تمہاری شِکَستہ دِلی کے سبَب اِسے بخش دیا۔ چُنانچِہ اُس مُردے پر سے عذاب اُٹھالیا گیا۔

(فیضانِ سنت ص 922/انیسُ الْواعِظین ص ۲۵)

کیوں نہ مُشکِل کُشا کہوں تم کو! تم نے بگڑی مِری بنائی ہے

رمضان کی راتوں میں کھیل کود

سیدی امیر اہلسنت آگے فرماتے ہیں کہ زندہ انسان خوب پُھدَکتا ہے مگر جب موت کا شکار ہوکر قَبْر میں اتار دیا جاتا ہے، اُس وقت آنکھیں بند ہونے کے بجائے حقیقت میں کُھل چکی ہوتی ہیں ۔اچّھے اعمال اور راہِ خُدائے ذُوالجلال عَزَّ وَجَلَّ میں دیا ہوا مال تو کام آتا ہے مگر جو کچھ دَھن دولت پیچھے چھوڑ آتا ہے اُس میں بھلائی کا اِمکان نہ ہونے کے برابر ہوتا ہے ۔ وُرثاء سے یہ اُمیّد کم ہی ہوتی ہے کہ وہ اپنے مرحوم عزیز کی آخِرت کی بہتری کیلئے مالِ کثیر خرچ کریں۔ بلکہ مرنے والا اگر حرام وناجائز مال مَثَلاً گُناہوں کے اَسباب جیسا کہ آلاتِ مُوسیقی ، وِڈیو گیمز کی دُکان ،میُوزک سینٹر،سینما گھر،شراب خانہ، جُوا کا اڈّا،ملاوٹ والے مال کا کاروبار وغیرہ پیچھے چھوڑے تو اُس کیلئے مرنے کے بعد سخت ترین اور نا قابلِ تصوُّر نقصان ہے۔ قَبر کا بھیانک منظر نامی حِکایت میں رَمَضانُ الْمبارَک کی بے حُرمتی کرنے والے کا خوفناک انجام پیش کیا گیا ہے۔اس سے دَرسِ عِبرت حاصل کیجئے۔

آہ! صد آہ! رَمَضانُ الْمبارَک کی پاکیزہ راتوں میں کئی نوجوان مَحَلّہ میں کرکٹ ،فُٹ بال وغیرہ کھیل کھیلتے ،خوب شور مچاتے ہیں اور اِس طرح یہ بدنصیب خودتو عِبادت سے محروم رَہتے ہی ہیں، دوسروں کیلئے بھی بے حد پریشانی کا باعِث بنتے ہیں۔ نہ تو خود عِبادت کرتے ہیں نہ دوسروں کو کرنے دیتے ہیں ۔ اِس قِسم کے کھیل اللہ عَزَّ وَجَلَّ کی یاد سے غافِل کرنے والے ہیں ۔نیک لوگ تو اِن کھیلوں سے سَدا دُور ہی رہتے ہیں ۔خود کھیلنا تو دَرکنار ایسے کھیل تماشے دیکھتے بھی نہیں

بلکہ اِس قِسم کے کھیلوں کا آنکھوں دیکھا حال (COMMENTARY) بھی نہیں سُنتے ۔لٰہذا اِن حَرَکات سے ہمیشہ بچنا چاہیے اور خُصُوصاً رَمَضانُ الْمبارَک کے بابَرَکت لَمحات تو ہرگز ہرگز اِس طرح برباد نہیں کرنے چاہئیں ۔

روزے میں مختلف پروگرامز میں مصروفیت

کچھ بیوقوف ایسے بھی دیکھے جاتے ہیں جو اگر چہ روزہ تو رکھ لیتے ہیں مگر پھران بے چاروں کا وَقت ''پاس'' نہیں ہوتا ۔لٰہذا وہ بھی اِحتِرامِ رَمَضان شریف کو ایک طرف رکھ کر حرام وناجائز کاموں کا سَہارا لے کر وَقت ''پاس'' کرتے ہیں اور یُوں رَمَضان شریف میں شَطْرَنج ،تاش ،لُڈّو ،گانے باجے ،وغیرہ میں مشغول ہوجاتے ہیں ۔یادرکھئے! شَطْرَنج اور تاش وغیرہ پر کسی قِسم کی بازی یا شَرط نہ بھی لگائی جائے تب بھی یہ کھیل ناجائز ہیں ۔ بلکہ تاش میں چُونکہ جانداروں کی تصویریں بھی ہوتی ہیں اِس لئے میرے آقا اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے تاش کے بارے میں فرماتے ہیں کہ :

> گنجِفہ (پتّوں کے ذَرِیعے کھیلے جانے والے ایک کھیل کا نام اور) تاش حرامِ مُطلَق ہیں کہ ان میں علاوہ لَھو ولَعِب کے تصویروں کی تعظیم ہے ۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۲۴ ص ۱۴۱)

غور فرمایئے ! کہ روزہ دار ماہِ رَمَضانُ المُبارَک میں دن کے وَقت کھانا پینا چھوڑ دیتا ہے حالانکہ یہ کھانا پینا اِس سے پہلے دِن میں بھی بِالکل جائز تھا۔ پھر خُود ہی سوچ لیجئے کہ جو چیزیں رَمَضان شریف سے پہلے حَلال تھیں وہ بھی جب اِس مُبارَک مہینے کے مُقدَّس دِنوں میں مَنْع کردی گئیں۔تو جو چیزیں رَمَضانُ الْمُبارَک سے پہلے بھی حرام تھیں ،مَثَلاً جُھوٹ ،غِیبت ،چغلی ، بدگمانی ، گالم گلوچ

فلمیں ڈِرامے، گانے باجے، بد نگاہی، داڑھی مُنڈانا یا ایک مُٹّھی سے گھٹانا، والِدین کو ستانا، بِلا اجازتِ شَرعی لوگوں کا دل دُکھانا وغیرہ وہ رَمَضانُ المبارَک میں کیوں نہ اور بھی زیادہ حرام ہو جائیں گی؟ روزہ دار جب رَمَضانُ المبارَک میں حلال وطیِّب کھانا پینا چھوڑ دیتا ہے،حرام کام کیوں نہ چھوڑے؟ اب فرمایئے ! جو شخص پاک اور حلال کھانا ، پینا تَو چھوڑ دے لیکن حرام اور جہنَّم میں لے جانے والے کام بدستُور جاری رکھے۔ وہ کس قسم کا روزہ دار ہے؟ [فیضانِ سنت ص924]

دوزخیوں کا خون اور پیپ

مُؤمِن پر بُہتان باندھنا بھی حرام اور جہنَّم میں لے جانے والا کام ہے، حدیثِ پاک میں ہے:

"وَمَنْ قَالَ فِي مُؤْمِنٍ مَا لَيْسَ فِيهِ أَسْكَنَهُ اللهُ رَدْغَةَ الْخَبَالِ حَتَّى يَخْرُجَ مِمَّا قَالَ"

جو کسی مُؤمِن کے بارے میں ایسی چیز کہے جو اس میں نہ ہو تو اللہ عَزَّ وَجَلَّ اُس (بُہتان تراش) کو اُس وقت تک رَدْغَۃُ الخَبال میں رکھے گا یہاں تک کہ وہ اپنی کہی ہوئی بات سے نکل جائے۔

(سُنَنِ ابوداو،د ج۳ص ۴۵۹ الحدیث ۳۶۸۱)

رَدغَۃُ الخَبال جہنَّم میں وہ مقام ہے جہاں دوزخیوں کا خون اور پیپ جَمع ہوتا ہے۔ (مِراۃُ الْمَناجیح ج۵ ص ۳۱۳)

امت کے ذلیل ورسوا ہونے کا سبب

حضرت اُمِّ ھانی رَضِیَ اللہُ عَنْہَا سے روایت ہے، دو جہاں کے سلطان ،محبوبِ رحمٰن

عَزَّ وَجَلَّ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا فرمانِ عبرت نشان ہے،''میری اُمّت ذلیل و رُسوا نہ ہوگی جب تک وہ ماہِ رَمَضان کا حق ادا کرتی رہے گی۔''عرض کی گئی ، یا رسول اللہ عَزَّ وَجَلَّ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم رَمَضان کے حق کو ضائع کرنے میں ان کا ذلیل و رُسوا ہونا کیا ہے؟ فرمایا۔

"انْتِهَاكُ الْمَحَارِمِ فِيهِ، مَنْ عَمِلَ فِيهِ زِنًى أَوْ شَرِبَ خَمْرًا لَعَنَهُ اللهُ، وَمَنْ فِي السَّمٰوَاتِ إِلَى مِثْلِهِ مِنَ الْحَوْلِ، فَإِنْ مَاتَ قَبْلَ أَنْ يُدْرِكَ شَهْرَ رَمَضَانَ، فَلَيْسَتْ لَهُ عِنْدَ اللهِ حَسَنَةٌ يَتَّقِي بِهَا النَّارَ، فَاتَّقُوا شَهْرَ رَمَضَانَ"

اِس ماہ میں انکا حرام کاموں کا کرنا ، پھر فرمایا،جس نے اِس ماہ میں زِنا کیا یا شراب پی تو اگلے رَمَضان تک اللہ عَزَّ وَجَلَّ اور جتنے آسمانی فِرِشتے ہیں سب اُس پر لعنت کرتے ہیں ۔ پس اگر یہ شخص اگلے ماہِ رَمَضان کو پانے سے پہلے ہی مرگیا تو اس کے پاس کوئی ایسی نیکی نہ ہوگی جو اسے جہنّم کی آگ سے بچا سکے۔ پس تم ماہِ رَمَضان کے معاملے میں ڈرو۔

"فَإِنَّ الْحَسَنَاتِ تُضَاعَفُ فِيهِ مَا لَا تُضَاعَفُ فِيمَا سِوَاهُ وَكَذٰلِكَ السَّيِّئَاتُ"

جس طرح اِس ماہ میں اور مہینوں کے مقابلے میں نیکیاں بڑھا دی جاتی ہیں اِسی طرح گناہوں کا بھی مُعامَلہ ہے۔

(المعجم الصغیر للطبرانی ج ۹ ص ۶۰ حدیث ۱۴۸۸)

کیا رمضان صرف چار دن کے لیے؟

پہلے چار دن کے صرف میوزک کو بند کر دیا۔ پہلے چار دن کے لیے فلمے ڈرامے بند ہوگئے۔گاڑیوں میں بھی تلاوت ہونے لگی۔شراب کھانے بند ہوگئے۔

مساجد آباد ہوگئیں ۔ یہ صرف اور صرف پہلے چار دن کے لیے ہوا افسوس کیا صرف چار دن کے لیے رمضان آیا تھا۔تو سنو سنو ! کان کھول کر سنو!

اللہ کو کچھ حاجت نہیں

سرورِ ذیشان، محبوبِ رَحْمٰن عَزَّ وَجَلَّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمانِ عبرت نشان ہے۔

إِذَا لَمْ يَدَعِ الصَّائِمُ قَوْلَ الزُّورِ، وَالْعَمَلَ بِهِ وَالْجَهْلَ فَلَيْسَ لِلّٰهِ حَاجَةٌ فِي أَنْ يَدَعَ طَعَامَهُ وَشَرَابَهُ

جو بُری بات کہنا اور اُس پر عَمَل کرنا اور جہالت کو نہ چھوڑے تَو اُس کے بُھوکا پیاسا رہنے کی اللہ عَزّ وَجَلّ کو کچھ حاجت نہیں ۔

(صحیح بُخاری ج ا ص ۶۲۸ حدیث ۱۹۰۳)

ایک اور مقام پر فرمایا،''صِرف کھانے اور پینے سے باز رہنے کا نام روزہ نہیں بلکہ روزہ تو یہ ہے کہ لَغو اور بے ہُودہ باتوں سے بچا جائے ۔''

(مُسْتَدْرَک لِلْحَاکِم ج ۲ ص ۶۷ حدیث ۱۶۱۱)

مطلب یہ کہ روزہ دار کو چاہئے کہ وہ روزے میں جہاں کھانا پینا چھوڑ دیتا ہے ، وہاں جُھوٹ ،غیبت، چغلی، بدگمانی، الزام تراشی اور بدزَبانی وغیرہ گُناہ بھی چھوڑ دے۔

زبان کا روزہ

ہمیں زبان کا بھی روزہ رکھنا چاہیے کہ زَبان صِرف اور صِرف نیک وجائز باتوں کیلئے ہی حَرَکت میں آئے ۔ زَبان سے تِلاوتِ قُرآن کیجئے ،ذِکر و دُرُود کا وِرد کیجئے ۔نَعت شریف پڑھئے۔فُضُول ''بک بک'' سے بچتے رہئے۔خَبردار! گالی گلوچ، جُھوٹ ،غِیبت ،چُغلی وغیرہ سے زَبان ناپاک نہ ہونے پائے ۔

غیبت کی تباہ کاریاں

حضرتِ سَیِّدُ نا اَنَس رَضِیَ اللہُ عَنْہُ سے رِوایَت ہے کہ رحمتِ عالمیان صلَّی اللہُ علیہِ وآلہٖ وسلَّم نے صَحابہ کرام علیہم الرضوان کوایک دِن روزہ رکھنے کا حکم دیا اور ارشادفرمایا: ''جب تک میں تمہیں اِجازت نہ دوں، تم میں سے کوئی بھی اِفطار نہ کرے۔'' لوگوں نے روزہ رکھا۔ جب شام ہوئی تو تمام صَحابہ کِرام علیہم الرضوان ایک ایک کر کے حاضرِ خدمتِ بابَرَکت ہوکر عَرض کرتے رہے، ''یَا رَسولَ اللہ عَزَّ وَجَلَّ صلَّی اللہُ علیہِ وآلہٖ وسلَّم ! میں روزے سے رہا، اب مجھے اِجازت دیجئے تاکہ میں روزہ کھول دُوں۔'' آپ صلَّی اللہُ علیہِ وآلہٖ وسلَّم اُسے اِجازت مَرحمت فرمادیتے۔ ایک صَحابی رَضِیَ اللہُ عَنْہُ نے حاضِر ہوکر عَرض کی، آقا صلَّی اللہُ علیہِ وآلہٖ وسلَّم ! میرے گھر والوں میں سے دونوجوان لڑکیاں بھی ہیں جِنہوں نے روزہ رکھا اور آپ صلَّی اللہُ علیہِ وآلہٖ وسلَّم کی خدمتِ بابَرَکت میں آنے سے شرماتی ہیں۔ اُنہیں اجازت دیجئے تاکہ وہ بھی روزہ کھول لیں اللہ کےمَحبوب، دانائے غُیُوب عَزَّ وَجَلَّ صلَّی اللہُ علیہِ وآلہٖ وسلَّم نے اُن سے رُخِ انور پھیرلیا، اُنہوں نے دوبارہ عَرض کی۔ آپ صلَّی اللہُ علیہِ وآلہٖ وسلَّم نے پھر چہرہ انور پَھیر لیا۔ جب تیسری بار اُنہوں نے بات دُہرائی تو غیب دان رسول صلَّی اللہُ علیہِ وآلہٖ وسلَّم نے (غَیب کی خبر دیتے ہوئے) ارشادفرمایا:

"مَا صَامَتَا، وَكَيْفَ صَامَ مَنْ ظَلَّ يَأْكُلُ لُحُومَ النَّاسِ، اذْهَبْ فَمُرْهُمَا أَنْ كَانَتَا صَائِمَتَيْنِ أَنْ يَسْتَقِيئَا فَفَعَلَتَا، فَقَاءَتْ كُلُّ وَاحِدَةٍ مِنْهُمَا عَلَقَةً"

اُن لڑکیوں نے روزہ نہیں رکھا وہ کیسی روزہ دار ہیں؟ وہ تو سارا دن لوگوں کا گوشت کھاتی رہیں! جاؤ، ان دونوں کو حُکم دو کہ وہ اگر روزہ دار ہیں تو قَے کردیں۔'' وہ صَحابی رَضِیَ اللہُ عَنْہُ اُن کے پاس تشریف لائے اور انہیں فرمانِ شاہی صلَّی اللہُ علیہِ وآلہٖ وسلَّم

سُنایا۔ اِن دونوں نے قَے کی ،تو قَے سے خُون اور چھیچھڑے نِکلے ۔

اُن صَحابی رَضِیَ اللہُ عَنْہُ نے آپ صلَّی اللہُ علیہِ وآلہٖ وسلَّم کی خِدمتِ بابَرکت میں واپَس حاضِر ہو کر صُورتحال عَرض کی ۔ مَدَنی آقا صلَّی اللہُ علیہِ وآلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا:''اُس ذات کی قَسم ! جس کے قَبضہ قُدرت میں میری جان ہے۔

"لَوْ مَاتَتَا وَهُمَا فِيهِمَا لَأَكَلَتْهُمَا النَّارُ"

اگر یہ اُن کے پیٹوں میں باقی رہتا ،تو اُن دونوں کوآگ کھاتی۔''

(کیوں کہ انہوں نے غِیبت کی تھی)

(الترغیب والترہیب ج ۲ ص ۹۵ الحدیث ۸)

دوسری روایت میں ہے کہ''سرکارِ مدینہ صلَّی اللہُ علیہِ وآلہٖ وسلَّم نے حکم فرمایا:''اُن دونوں کو میرے پاس لاؤ۔وہ دونوں حاضِر ہوئیں۔سرکارِ عالی وقار صلَّی اللہُ علیہِ وآلہٖ وسلَّم نے ایک پیالہ منگوایا اوراُن میں سے ایک کوحُکم فرمایا،اِس میں قَے کرو! اُس نے خون اورپیپ کی قَے کی،حتّٰی کہ پیالہ بھر گیا۔پھر آپ صلَّی اللہُ علیہِ وآلہٖ وسلَّم نے دُوسری کوحُکم دیا کہ تم بھی اِس میں قَے کرو!اُس نے بھی اِسی طرح کی قَے کی۔ اللہ کے پیارے رسول، رسولِ مقبول، سیِّدہ آمِنہ کے گلشن کے مہکتے پھول عَزَّ وَجَلَّ صلَّی اللہُ علیہِ وآلہٖ وسلَّم و رَضِیَ اللہُ عَنْہَا نے ارشادفرمایا:''اِن دونوں نے اللہ عَزَّ وَجَلَّ کی حَلال کردہ چیزوں (یعنی کھانا ، پینا وغیرہ) سےتو روزہ رکھا مگرجن چیزوں کو اللہ عَزَّ وَجَلَّ نے (عِلاوہ روزے کے بھی)حرام رکھا ہے ان (حرام چیزوں) سے روزہ اِفطار کر ڈالا۔ہُوا یُوں کہ ایک لڑکی دُوسری لڑکی کے پاس بیٹھ گئی اور دونوں مِل کر لوگوں کا گوشت کھانے لگیں۔(یعنی لوگوں کی غیبت کرنے لگیں)

(الترغیب والترہیب ج ۲ ص ۹۵ الحدیث ۸)

عِلمِ غیب مصطفٰی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

سیدی امیر اہلسنت فیضان سنت میں فرماتے ہیں کہ اِس حِکایت سے روزِ روشن کی طرح واضح ہوا کہ اللہ عَزَّ وَجَلَّ کی عطا سے ہمارے آقا مکّی مَدَنی مصطفٰے صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کوعلمِ غیب حاصِل ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو اپنے غلاموں کے تمام معاملات معلوم ہوجاتے ہیں۔جبھی تو اُن لڑکیوں کے بارے میں مسجِد شریف میں بیٹھے بیٹھے غیب کی خبر ارشاد فرمادی۔اِس حِکایت سے یہ بھی پتا چلا کہ غِیبت اور دُوسرے گناہوں کا اِرتِکاب کرنے سے براہِ راست اِس کا اثر روزے پر بھی پڑسکتا ہے جس کی وجہ سے روزہ کی تکلیف نا قابلِ برداشت ہوسکتی ہے۔ [فیضان سنت ص976]

رمضان میں اور کوئی گناہ کریں یا نہ کریں روزہ کا بلا عذر ترک کرنا بھی ایک گناہ کبیرہ ہی ہے۔

ایک روزہ چھوڑنے کا نقصان

حضرتِ سیِّدُ نا اَبُوہُریرہ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ سے روایت ہے ،سرکارِ والا تبار، بِاِذنِ پروردگار، دو جہاں کے مالِک ومختار،شَہَنْشاہِ اَبرار صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم فرماتے ہیں:

''مَنْ أَفْطَرَ يَوْمًا مِنْ رَمَضَانَ مِنْ غَيْرِ عُذْرٍ وَلاَ مَرَضٍ، لَمْ يَقْضِهِ صِيَامُ الدَّهْرِ وَإِنْ صَامَهُ''

جس نے رَمَضان کے ایک دن کا روزہ بِغیر رُخصت وبِغیر مَرَض اِفْطار کیا (یعنی نہ رکھا) تو زمانہ بھر کا روزہ بھی اُس کی قضا نہیں ہوسکتا اگرچِہ بعد میں رکھ بھی لے۔''

(صحیح بُخاری ج ۱ ص۶۳۸ حدیث ۱۹۳۴)

یعنی وہ فضیلت جو رَمَضانُ الْمبارَک میں روزہ رکھنے کی تھی اب کسی طرح نہیں پاسکتا۔ لہٰذا ہمیں ہرگز ہرگز غَفلت کا شِکار ہوکر روزۂ رمضان جیسی عظیم الشان نِعمت نہیں چھوڑنی چاہئے ۔جو لوگ روزہ رکھ کر بِغیر صحیح مجبوری کے توڑ ڈالتے ہیں اللہ عَزَّ وَجَلَّ کے قَہر وغَضَب سے خوب ڈریں۔

اُلٹے لٹکے ہوئے لوگ

حضرتِ سَیِّدُ نا اَبُواُمامہ باہلی رَضِیَ اللہُ عَنْہُ فرماتے ہیں، میں نے سرکارِ مدینہ صلَّی اللہُ عَلَیْہِ وآلِہٖ وسلَّم کو یہ فرماتے سُنا۔

"بَيْنَا أَنَا نَائِمٌ إِذْ أَتَانِي رَجُلَانِ فَأَخَذَا بِضَبْعَيَّ"

میں سَویا ہوا تھا تو خواب میں دو شخص میرے پاس آئے اور مجھے ایک دُشوار گُزار پہاڑ پر لے گئے ۔جب میں پہاڑ کے درمیانی حصّے پر پہنچا تو وہاں بڑی سَخت آوازیں آرہی تھیں، میں نے کہا،''یہ کیسی آوازیں ہیں؟'' تَو مجھے بتایا گیا کہ یہ جہنَّمیوں کی آوازیں ہیں۔پھر مجھے اورآگے لے جایا گیا تو میں کچھ ایسے لوگوں کے پاس سے گُزرا کہ اُن کو اُن کے ٹخنوں کی رَگوں میں باندھ کر (اُلٹا) لٹکایا گیا تھا اور اُن لوگوں کے جَبڑے پھاڑ دیئے گئے تھے جن سے خون بہ رہا تھا۔تَو میں نے پوچھا،''یہ کون لوگ ہیں؟'' تَو مجھے بتایا گیا۔

"هٰؤُلَاءِ الَّذِينَ يُفْطِرُونَ قَبْلَ تَحِلَّةِ صَوْمِهِمْ"

کہ یہ لوگ روزہ اِفطار کرتے تھے قَبل اِس کے کہ روزہ اِفطار کرنا حَلال ہو۔

(الاحسان بترتیب صحیح ابن حبّان ج ۹ ص ۲۸۶ حدیث ۷۴۴۸)

رَمَضان کا روزہ بِلا اجازتِ شرعی توڑ دینا بَہُت بڑا گُناہ ہے۔وَقت سے پہلے اِفطار کرنے سے مُراد یہ ہے کہ روزہ تَو رکھ لیا مگر سُورج غُروب ہونے سے پہلے پہلے جان بُوجھ کرکسی صحیح مجبوری کے بِغیر توڑ ڈالا۔اس حدیثِ پاک میں جو عذاب بیان کیا گیا ہے وہ روزہ رکھ کرتوڑ دینے والے کیلئے ہے اور جو بِلا عُذرِ شرعی روزہ رَمَضان ترک کر دیتا ہے وہ بھی سخت گنہگار اورعذابِ نار کا حقدار ہے۔

تین بد بخت

حضرتِ سَیِّدُنا جابِر بن عبدا للہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا سے مَروی ہے،تاجدارِ مدینہ منوّرہ، سلطانِ مکّہ مکرّمہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ باقرینہ ہے۔

"مَنْ أَدْرَكَ رَمَضَانَ وَلَمْ يَصُمْهُ فَقَدْ شَقِيَ، وَمَنْ أَدْرَكَ وَالِدَيْهِ أَوْ أَحَدَهُمَا فَلَمْ يَبَرَّهُ فَقَدْ شَقِيَ، وَمَنْ ذُكِرْتُ عِنْدَهُ فَلَمْ يُصَلِّ عَلَيَّ فَقَدْ شَقِيَ"

''جس نے ماہِ رَمَضان کو پایا اورا سکے روزے نہ رکھے وہ شخص شَقی (یعنی بد بخت)ہے۔جس نے اپنے والِدین یا کسی ایک کو پایا اوران کے ساتھ اچّھا سُلوک نہ کیا وہ بھی شَقی (یعنی بدبخت)ہے اورجس کے پاس میراذِکر ہوا اوراُس نے مجھ پر دُرُود نہ پڑھا وہ بھی شَقی (یعنی بد بخت)ہے۔''

(مَجمعُ الزّوائد ج۳ص۳۴۰حدیث۴۷۷۳)

بیان نمبر 4

فضائل روزہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سیدِ الاَنْبِیَاءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ ۝
اَمّابَعْدُ ۝ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم ط بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم ۝
قال اللّٰہُ تعالٰی فِی کَلَامِہِ المَجِیدِ ۝

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَیْكُمُ الصِّیَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ۝ وَقَالَ فِیْ مَقَامٍ آخَرْ ۝ اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓىٕكَتَهٗ یُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِیِّ ؕ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْهِ وَ سَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا ﴿۵۶﴾

پڑھیے

اَلصّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلیكَ یَارَسُولَ اللّٰہِ وَعَلٰی آلِكَ وَاَصْحَابِكَ یَاحَبِیبَ اللّٰہِ
اَلصّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلیكَ یَارَسُولَ اللّٰہِ وَعَلٰی آلِكَ وَاَصْحَابِكَ یَانُوْرَ اللّٰہِ

اللہ تبارَک وَ تَعالیٰ کا کتنا بڑا کرم ہے کہ اُس نے ہم پر ماہِ رَمَضانُ المبارَک کے روزے فرض کرکے ہمارے لئے تقویٰ اور اپنی رِضا جوئی کا سامان فراہم کیا۔اللہ عزوجل پارہ ۲ سُورۃُ البَقَرۃ کی آیت نمبر ۱۸۳ تا ۱۸۴ میں ارشاد فرماتا ہے:۔

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَیْكُمُ الصِّیَامُ

كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ

ترجَمہ کنزالایمان :اے ایمان والو! تم پر روزے فَرض کئے گئے جیسے اگلوں پرفرض ہوئے تھے کہ کہیں تمہیں پرہیزگاری ملے

(البقرہ:۱۸۳)

روزہ دار کا ایمان!

تقوی کی سب سے اعلی قسم یہ ہے کہ اللہ و رسول عزوجل صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ڈر کر ان پر ایمان لانا ہے روزے کی حالت میں ایمان میں کیسے پختگی آتی ہے کہ:

سَخت گرمی ہے، پیاس سے حلْق سُوکھ رہا ہے، ہَونٹ خُشک ہورہے ہیں، پانی موجُود ہے مگر روزہ دار اُس کی طرف دیکھتا تک نہیں، کھانا موجُود ہے بُھوک کی شِدّت سے حالت دِگر گُوں ہے مگر وہ کھانے کی طرف ہاتھ تک نہیں بڑھاتا۔آپ اندازہ فرمایئے اِس شخص کا خُدائے رحمن عَزَّ وَجَلَّ پر کِتنا پُختہ ایمان ہے کیونکہ وہ جانتا ہے کہ اِس کی حَرَکت ساری دُنیا سے تو چُھپ سکتی ہے مگر اللہ عَزَّ وَجَلَّ سے پَوشیدہ نہیں رَہ سکتی۔اللہ عَزَّ وَجَلَّ پر اس کا یہ یقینِ کامِل روزے کا عملی نتیجہ ہے۔کیونکہ دُوسری عِبادتیں کِسی نہ کِسی ظاہِری حَرَکت سے ادا کی جاتی ہیں مگر روزے کا تَعلُّق باطِن سے ہے۔اِس کا حال اللہ عَزَّ وَجَلَّ کے سِوا کوئی نہیں جانتا اگر وہ چُھپ کر کھا پی لے تب بھی لوگ تَو یِہی سمجھتے رہیں گے کہ یہ روزہ دار ہے۔مگر وہ محض خوفِ خدا عَزَّ وَجَلَّ کے باعث کھانے پینے سے اپنے آپ کو بچا رہا ہے۔

نیک اعمال کی جزا، جنت ہے

قُرآن کریم میں مختلف مَقامات پر بیان ہُوا ہے کہ جو اچھّے اَعمال کریگا اُسے جنّت مِلے گی۔ اللہ تبارَک وَتعالیٰ ارشادفرماتا ہے:

اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ۙ اُولٰٓئِكَ هُمْ خَیْرُ الْبَرِیَّةِ ؕ۝۷ جَزَآؤُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ جَنّٰتُ عَدْنٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِیْنَ فِیْهَاۤ اَبَدًا ؕ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَ رَضُوْا عَنْهُ ؕ ذٰلِكَ لِمَنْ خَشِیَ رَبَّهٗ ۝۸

ترجَمہ کنزالایمان: بے شک جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے وُہی تمام مخلوق میں بہتر ہیں۔ اُن کا صِلہ اُن کے ربّ کے پاس بَسنے کے باغ ہیں، جن کے نیچے نہریں بَہیں، اُن میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں۔ اللہ (عزوجل) اُن سے راضی اور وہ اُس سے راضی۔ یہ اُس کیلئے ہے جو اپنے ربّ سے ڈرے۔

(البینہ:۸،۷)

عام طور پر ایک نیکی کرنے پر دس نیکیاں ملتی ہیں۔ اللہ عزوجل فرماتا ہے کہ "مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ عَشْرُ اَمْثَالِهَا" جو ایک نیکی لائے تو اس کے لئے اس جیسی دس ہیں۔

[انعام:۱۶۰]

اور رمضان میں اجر 70 گنا مزید بڑھا دیا جاتا ہے لہذا رمضان میں ایک نیکی ۷۰۰ گنا ہوجاوے گی۔ مگر اس ماہِ مبارک میں روزے کی جزاء اتنی زیادہ جس کا حساب ممکن نہیں۔

روزہ کی جزا

حضرتِ سَیِّدُ نا ابُوہُر یرہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ سے رِوایت ہے کہ سلطانِ دو جہان ، رحمتِ عالمیان صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم فرماتے ہیں : '' آدمی کے ہر نیک کام کا بدلہ دس سے سات سو گُنا تک دیا جاتا ہے۔اللہ عَزَّ وَجَلَّ نے فرمایا:

"اِلَّا الصَّوْمَ فَاِنَّهٗ لِیْ وَاَنَا اَجْزِیْ بِه"

سوائے روزے کے کہ روزہ میرے لئے ہے اور اِس کی جَزا میں خودُ دوں گا۔ اللہ عَزّ وَجَلَّ کا مزید ارشاد ہے، بندہ اپنی خواہش اور کھانے کو صِرف میری وَجہ سے تَرک کرتا ہے۔روزہ دار کیلئے دو خوشیاں ہیں۔ایک اِفطار کے وَقت اور ایک اپنے ربّ عَزَّ وَجَل سے ملاقات کے وَقت ۔ روزہ دار کے منہ کی بُو اللہ عَزّ وَجَلَّ کے نزدیک مُشک سے زیادہ پاکیزہ ہے۔

(صحیح مسلم ص ۵۸۰ حدیث ۱۱۵۱)

روزہ کا خصوصی اِنعام

واہ! حدیثِ مُبارَک کا یہ فرمانِ عالیشان تَو خاص طور پر قابلِ تَوَجُّہ ہے جیسا کہ سرکارِ نامدار، دوعالَم کے مالِک ومُختار، شَہَنشاہِ اَبرار صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اپنے پرورَدگار عَزَّ وَجَل کا فرمانِ خوشگوار سُناتے ہیں۔

"فَاِنَّهٗ لِیْ وَاَنَا اَجْزِیْ بِهٖ" یعنی روزہ میرے لئے ہے اور اِس کی جَزا میں خود ہی دُوں گا ۔ حدیثِ قُدسی کے اِس ارشادِ پاک کو بَعض مُحَدِّثِینِ کرام رَحِمَهُمُ اللّٰهُ تعالیٰ نے "اَنَا اُجْزٰی بِهٖ" بھی پڑھا ہے جیسا کہ تفسیرِ نعیمی وغیرہ میں ہے تَو پھر معنٰی یہ ہوں گے،'' روزہ کی جَزا میں خُود ہی ہوں۔'' سُبْحٰنَ اللهِ! عَزَّوَجَلَّ

یعنی روزہ رکھ کر روزہ دار بِذاتِ خود اللہ تَبارَكَ وَ تعالیٰ ہی کو پالیتا ہے۔

نَماز، حج، زکوٰۃ، غُرباء کی اِمداد، بیماروں کی عِیادت، مَساکین کی خَبر گیری وغیرہ تمام اَعمالِ خَیر سے جنّت ملتی ہے۔مگر روزہ وہ عِبادت ہے، جس سے جنّت والا یعنی خود مالِکِ حقیقی عَزَّ وَجَلَّ ہی مِل جاتا ہے۔

مجھے موتیوں والا چاہیے

ایک حکایت بیان کرتے ہوئے امیر اہلسنت فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ مَحمود غَزنوی علیہ رحمۃ القوی نے کچھ قیمتی مَوتی اپنے افسران کے سامنے پھینکتے ہوئے فرمایا: ''چُن لیجئے اور خود آگے چل دیئے۔تھوڑی دُور جانے کے بعد مُڑکر دیکھا تو اَیاز گھوڑے پر سُوار پیچھے چلا آرہا ہے۔پوچھا، اَیاز! کیا تجھے مَوتی نہیں چاہئیں؟ ایاز نے عَرض کی،''عالی جاہ! جو موتیوں کے طالِب تھے وہ موتی چُن رہے ہیں، مجھے تو مَوتی نہیں بلکہ موتیوں والا چاہیے۔''

ہمیں بھی ہر نیک کام اس لیے کرنا چاہیے کہ ہمیں اللہ عزوجل اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رضا حاصل ہو۔ان شاءاللہ اس کے تصدق سے جنت بھی مل جائے گی۔

ہم رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے
جنت رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی

اِس سلسلے میں ایک حدیثِ مُبارَک بھی مُلاحَظہ فرمایئے۔حضرتِ سَیِّدُنا رَبیعہ بن کَعب اَسلَمی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، ایک مرتبہ میں نے حُضُور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو وُضُو کروایا تو رَحمَۃٌ لِّلْعٰلَمِین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خوش ہو کر ارشاد فرمایا: **سَلْ رَبِیعَۃُ!** یعنی **رَبِیعَہ**! مانگ کیا مانگتا ہے؟ حضرت رَبیعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عَرض کی،

"اَسْئَلُكَ مُرَافَقَتَكَ فِي الْجَنَّة" یعنی سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جنّت میں آپ کی رَفاقت (یعنی پڑوس) چاہئے۔(گویا عرض کررہے ہیں)

تجھ سے تجھی کو مانگ لوں تو سب کچھ مل جائے

سو سُوالوں سے یہی ایک سُوال اچّھا ہے

دریائے رَحمت مزید جوش میں آیا اورفرمایا،''اَوَغَیرَ ذٰلِکَ؟ یعنی کچھ اور مانگنا ہے؟'' میں نے عرض کی،''بس صِرف یہی۔''(یعنی یارسولَ اللہ عَزَّ وَجَلَّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! جنّتُ الفِردُوس میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا پڑوس مانگنے کے بعد اب دُنیا وعُقبٰی کی اورکونسی نِعمت باقی رَہ جاتی ہے جسے مانگا جائے!

جب حضرتِ سَیِّدُنا رَبیعہ بِن کَعب اَسْلَمی رضی اللہ عنہ جنّت کی رَفاقت (پڑوس) طَلَب کرچکے اور مزید کسی حاجَت کے طَلَب کرنے سے اِنکار کردیا تواِس پر سرکارِنامدار، بِاِذنِ پروَردگار دوعالَم کے مالِک ومُختار، شَہَنشاہِ اَبرار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"فَاَعِنِّيْ عَلٰى نَفْسِكَ بِكَثْرَةِ السُّجُوْد"

یعنی اپنے نَفس پر کثرتِ سُجُود (یعنی زِیادہ نَوافِل) سے میری مدد کر۔

(صحیح مسلم ص ۲۵۳ حدیث ۴۸۹)

یعنی ہم نے تمہیں جنّت تو عطا کرہی دی اب تم بھی بطورِ شُکرانہ نَوافِل کی کثرت کرتے رہو۔

جو چاہو مانگ لو!

سُبحٰنَ اللہ! سُبحٰنَ اللہ! سُبحٰنَ اللہ! عَزَّوَجَلَّ اِس حدیثِ مُبارَک نے تَو ایمان ہی تازہ کردیا۔ حضرت سَیِّدُنا شیخ عَبدُ الحَقّ مُحَدِّث دِہلوی علیہ رَحمۃ اللہ القوی

فرماتے ہیں، سرکارِ مدینہ، صاحِبِ مُعَطّر پسینہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بِلاکسی تَقْیِیْد و تَخْصِیص مُطْلَقاً فرمانا، سَلْ؟ یعنی مانگ کیا مانگتا ہے؟ اِس بات کو ظاہر کرتا ہے کہ سارے ہی مُعامَلات سرورِ کائنات، شاہِ موجودات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مبارَک ہاتھ میں ہیں، جو چاہیں جس کو چاہیں اپنے ربّ عَزَّ وَجَلَّ کے حُکْم سے عطا کر دیں ۔ علّامہ بُوصیری رحمۃُ اللہ تعالٰی علیہ قصیدہ بُردہ شریف میں فرماتے ہیں ۔

"فَاِنَّ مِنْ جُوْدِكَ الدُّنْيَا وَضَرَّتَهَا وَمِنْ عُلُوْمِكَ عِلْمَ اللَّوْحِ وَالْقَلَمِ "

یعنی، یا رسولَ اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ! دُنیا اور آخرت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی کی سخاوت کا حِصّہ ہے اور لَوح و قلم کا عِلم تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عُلُومِ مُبارَکہ کا ایک حِصّہ ہے۔

اگر خیریتِ دُنیا و عُقْبٰی آرزُو داری
بَدَرْگاہَش بیاؔدِ ہَر چہ مَنْ خواہی تمنّا کُن

یعنی دُنیا و آخرت کی خَیر چاہتے ہو تو اِس آستانِ عَرش نِشان پر آؤ اور جو چاہو مانگ لو! (اَشِعَّۃُ اللّمعات ج ۱ ص ۴۲۵، ۴۲۴)

روزے داروں کے لیے خصوصی داخلہ [Entrance]

حضرتِ سَیِّدُنا سَہل بن عبدُ اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، ماہِ نُبُوَّت، شافِعِ اُمّت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے:

"اِنَّ فِی الجَنَّةِ بَابًا يُقَالُ لَهُ الرَّيَّانُ، يَدْخُلُ مِنْهُ الصَّائِمُونَ يَوْمَ القِيَامَةِ"

بے شک جنّت میں ایک دروازہ ہے جس کو رَیّان کہا جاتا ہے اس سے قِیامت کے دن روزہ دار داخِل ہوں گے ان کے علاوہ کوئی اور داخِل نہ ہوگا۔

"يُقَالُ أَيْنَ الصَّائِمُونَ؟ فَيَقُومُونَ لَا يَدْخُلُ مِنْهُ أَحَدٌ غَيْرُهُمْ"

کہا جائے گا روزے دار کہاں ہیں؟ پس یہ لوگ کھڑے ہوں گے ان کے علاوہ کوئی اور اِس دروازے سے داخِل نہ ہوگا۔ جب یہ داخِل ہوجائیں گے تو دروازہ بند کردیا جائے گا پس پھر کوئی اس دروازے سے داخِل نہ ہوگا۔

(صحیح بخاری ج ۱ ص ۶۲۵ حدیث ۱۸۹۶)

سرخ یاقوت کا مکان

امیرُ الْمُؤمِنِین حضرتِ سیِّدُ نا عُمر فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ سے مَروی ہے نبیِّ کریم، رءُوفٌ رَّحیم علیہ اَفْضَلُ الصَّلٰوۃِ وَالتَّسلیم کا فرمانِ عظیم ہے۔

"مَنْ صَامَ يَوْمًا مِنْ رَمَضَانَ فِي إِنْصَاتٍ وَسُكُوتٍ بُنِيَ لَهُ بَيْتٌ فِي الْجَنَّةِ مِنْ زَبَرْجَدَةٍ خَضْرَاءَ، أَوْ يَاقُوتَةٍ حَمْرَاءَ"

جس نے ماہِ رَمَضان کا ایک روزہ بھی خاموشی اور سُکون سے رکھا اسکے لئے جنّت میں ایک گھر سُرخ یاقوت یا سبز زَبَرجَد کا بنایا جائے گا۔

(مَجْمَعُ الزَّوائد ج ۳ ص ۳۴۶ حدیث ۴۷۹۲)

سونا بھی عبادت ہے

حضرتِ سَیِّدُ نا عبداللہ بن اَبی اَوفٰی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمانِ مُنوَّر ہے۔

"نَوْمُ الصَّائِمِ عِبَادَةٌ، وَسُكُوتُهُ تَسْبِيحٌ، وَدُعَاؤُهُ مُسْتَجَابٌ، وَعَمَلُهُ مُتَقَبَّلٌ"

روزہ دار کا سونا عبادت اور اسکی خاموشی تسبیح اور اسکی دعاء قبول اور اسکا عمل مقبول ہوتا ہے۔ (شُعَبُ الْایمان ج ۳ ص ۴۱۵ حدیث ۳۹۳۸)

روزے دار کے اَعضاء کا تسبیح کرنا

اُمّ المُؤمنین حضرتِ سَیِّدَتُنا عائِشہ صِدّیقہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہا فرماتی ہیں ، میرے سرتاج صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کا فرمان ہے:''جو بندہ روزہ کی حالت میں صُبح کرتا ہے، اُس کے لئے آسمان کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں ۔

''وَسَبَّحَتْ أَعْضَاؤُهُ، وَاسْتَغْفَرَ لَهُ أَهْلُ السَّمَاءِ الدُّنْيَا''

اوراس کے اَعضاء تسبیح کرتے ہیں اورآسمانِ دُنیا پر رَہنے والے(فِرِشتے) اسکے لئے سورج ڈوبنے تک مغفِرت کی دُعاءکرتے رہتے ہیں ۔

اگر وہ ایک یادو ۲ رَکعتیں پڑھتا ہےتو یہ آسمانوں میں اسکے لئے نُور بن جاتی ہیں۔

''وَقُلْنَ أَزْوَاجُهُ مِنَ الْحُورِ الْعِينِ اللَّهُمَّ اقْبِضْهُ إِلَيْنَا، فَقَدِ اشْتَقْنَا إِلَى رُؤْيَتِهِ ''اورحُورِعین (یعنی بڑی آنکھوں والی حوروں)میں سے اُسکی بیویاں کہتی ہیں، اے اللہ عَزَّ وَجَلَّ تُو اس کو ہمارے پاس بھیج دے ہم اس کے دیدار کی بہُت زِیادہ مُشتاق ہیں۔'' وَإِنْ هُوَ هَلَّلَ أَوْ سَبَّحَ أَوْ كَبَّرَ، تَلَقَّاهُ سَبْعُونَ أَلْفَ مَلَكٍ، يَكْتُبُونَهَا إِلَى أَنْ تَوَارَى بِالْحِجَابِ ''اوراگروہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ یا سُبْحٰنَ اللّٰہ یا اللّٰہُ اَکْبَر پڑھتا ہےتوستّر ہزار فِرِشتے اُس کا ثواب سورج ڈوبنے تک لکھتے رہتے ہیں ۔

(شُعَبُ الایمان ج ۳ ص ۲۹۹ حدیث ۳۵۹۱)

روزہ کس پر فرض ہے

بعض لوگ کہتے ہیں کہ صرف غریب لوگوں پر روزے فرض ہیں کہ وہ کان کھول کر یہ مسئلہ سماعت کرلیں۔تَوحِید و رِسالت کا اِقْرار کرنے اور تمام ضَروریاتِ

دِین پر ایمان لانے کے بعد جس طرح ہر مُسلمان پر نَماز فَرض قرار دی گئی ہے اسی طرح رَمَضان شریف کے روزے بھی ہر مُسلمان (مَرد وعورت) عاقِل وبالِغ پر فَرض ہیں۔ دُرِّمُختار میں ہے، روزے ۱۰ شعبانُ الْمُعَظَّم ۲ھ کو فرض ہوئے۔

(دُرِّمُختار مع رَدُّالْمُحتار ج ۳ ص ۳۳۰)

روزہ فرض ہونے کی وجہ

اِسلام میں اکثر اَعمال کسی نہ کسی واقِعہ کی یادتازہ کرنے کے لئے مُقرَّر کئے گئے ہیں۔ مَثَلاً صَفا اور مَروَہ کے درمیان حاجیوں کی سَعْی حضرتِ سَیِّدَتُنا ہاجِرہ رضی اللہ عنہا کی یادگار ہے۔ آپ رضی اللہ عنہا اپنے لختِ جگر حضرتِ سَیِّدُنا اِسماعیل ذَبِیحُ اللّٰہ علٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کیلئے پانی تلاش کرنے کیلئے اِن دونوں پہاڑوں کے درمیان سات بار چلی اور دَوڑی تھیں۔ اللّٰہ عَزَّ وَجَلَّ کو حضرت سیّدَتُنا ھاجِرہ رضی اللہ عنہا کی یہ ادا پسند آ گئی، لٰہذا اِسی سُنّتِ ہاجِرہ رضی اللہ عنہا کو اللّٰہ عَزَّ وَجَلَّ نے باقی رکھتے ہوئے حاجیوں اور عمرہ کرنے والوں کے لئے صَفَا ومَروَہ کی سَعْی کو واجِب کر دیا۔ اِسی طرح ماہِ رَمَضانُ المبارَک میں سے کچھ دن ہمارے پیارے سرکار، مکّے مدینے کے تاجدار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے غارِ حِرا میں گُزارے تھے۔ اِس دَوران آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دن کو کھانے سے پرہیز کرتے اور رات کو ذِکرُ اللّٰہ عَزَّ وَجَلَّ میں مشغُول رہتے تھے۔ تو اللّٰہ عَزَّ وَجَلَّ نے اُن دِنوں کی یادتازہ کرنے کیلئے روزے فَرض کئے تاکہ اُس کے مَحبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سُنّت قائم رہے۔

بیان نمبر 5

روزہ فزیکلی و میڈیکلی مفید ہے

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سیدِالاَنْبِیَاءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ ۝

اَمَّا بَعْدُ ۝ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم ط بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم ۝

قال اللّٰہُ تعالیٰ فِی کَلَامِہِ الْمَجِیدِ ۝

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَیْكُمُ الصِّیَامُ
كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ
تَتَّقُوْنَ ۝ وَقَالَ فِیْ مَقَامٍ آخَرَ اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓىٕكَتَهٗ
یُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِیِّ ط یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا
عَلَیْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا (۵۶)

پڑھیے

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیكَ یَا رَسُولَ اللّٰہِ وَعَلٰی آلِكَ وَاَصحَابِكَ یَا حَبِیبَ اللّٰہِ

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیكَ یَا رَسُولَ اللّٰہِ وَعَلٰی آلِكَ وَاَصحَابِكَ یَا نُوْرَ اللّٰہِ

روزے کا ایک فائدہ تو تقوی کا حصول ہے یہ ایک روحانی فائدہ ہے۔ روحانی فوائد کے ساتھ روزے کے جسمانی اور فزیکل فوائد بھی ہیں۔

جیسا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشادِ پاک ہے "**صُوْمُوْا تَصِحُّوْا** یعنی روزہ رکھو صحتیاب ہو جاؤ گے۔

(دُرِّ منثور ج ۱ ص ۴۴۰)

پروفیسر کا اپنا تجربہ [Experience]

اَلْحَمْدُ لِلّٰہ عَزَّوَجَلّ احادیثِ مبارکہ سے مُستَفاد ہوا کہ روزہ اجر و ثواب کے ساتھ ساتھ حُصولِ صحّت کا بھی ذَرِیْعہ ہے۔اب تو سائنسدان بھی اپنی تَحقیقات میں اس حقیقت کو تسلیم کرنے لگے ہیں۔ جیسا کہ آکسفورڈ یونیورسٹی کا پروفیسر مُور پالِڈ MOORE PALID کہتا ہے۔

While studying Islamic books, I was astonished to know that Islam has given a great gift to its followers in the form of fasts! I also felt like fasting, so I began to fast in conformity with Islamic method.My stomach was swollen for quite a while surprisingly, I felt an obvious reduction in painas a result of fasting for just a few days. Therefore, I kept on fasting and recovered from my illness within a month.

''میں اسلامی عُلوم پڑھ رہا تھا جب روزوں کے بارے میں پڑھا تو اُچھل پڑا کہ اسلام نے اپنے ماننے والوں کو کیسا عظیمُ الشّان نُسخہ دیا ہے! مجھے بھی شوق ہوا، لہٰذا میں نے مسلمانوں کی طَرز پر روزے رکھنے شروع کردیئے ۔عرصہ دراز سے میرے مِعدے پر وَرَم تھا۔کچھ ہی دِنوں کے بعد مجھے تکلیف

میں کمی محسوس ہوئی میں روزے رکھتا رہا یہاں تک کہ ایک مہینے میں میرا مرض بالکل ختم ہوگیا!''

حیرت انگیز انکشافات

ہالینڈ کا پادری ایلف گال (ALF GAAL) کہتا ہے۔

I made several patients suffering from diabetics, heart and stomach diseases fast continuously for thirty days. Resultantly, the diabetes of the diabetics came under control, the heart patients felt a decrease in their fear and breathing problems, and the condition of the stomach patients improved the most. Sigmund Freud, a psychologist, has also accepted the fact that fast is an excellent cure for physical stress, depression and mental disorders.

میں نے شُوگر، دل اور مِعدے کے مریضوں کو مسلسل 30 دن روزے رکھوائے، نتیجتاً شُوگر والوں کی شوگر کنٹرول ہوگئی، دِل کے مریضوں کی گھبراہٹ اور سانس کا پھولنا کم ہوا اور مِعدے کے مریضوں کو سب سے زیادہ فائدہ ہوا۔ایک اِنگریز ماہرِ نفسیات سگمنڈ فرائیڈ (SIGMEND FRIDE) کا بیان ہے،

روزے سے جسمانی کھچاؤ، ذہنی ڈپریشن اور نفسیاتی اَمراض کا خاتمہ ہوتا ہے۔

[فیضانِ سنت ص 940]

اور ایسا کیونکر نہ ہو کہ روزے میں شفاءِ امراض اور صحت وتندرستی کا ذکر تو حدیث مبارک میں ہے۔

امیرُ الْمُؤمِنِین حضرتِ مولائے کائنات، حضرتِ علی کَرَّمَ اللہُ تعالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم سے مَروی ہے۔ اللہ کے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے۔

"إِنَّ اللهَ عَزَّوَجَلَّ أَوْحَى إِلَى نَبِيٍّ مِنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ أَنْ أَخْبِرْ قَوْمَكَ أَنْ لَيْسَ عَبْدٌ يَصُومُ يَوْمًا ابْتِغَاءَ وَجْهِي إِلَّا صَحَّحْتُ جِسْمَهُ وَأَعْظَمْتُ أَجْرَهُ"

بے شک اللہ عَزَّ وَجَلَّ نے بنی اسرائیل کے ایک نبی علیہ السلام کی طرف وَحی فرمائی کہ آپ اپنی قوم کوخبر دیجئے کہ جوبھی بندہ میری رِضا کیلئے ایک دن کا روزہ رکھتا ہے تو میں اُس کے جِسْم کوصِحّت بھی عطا فرماتا ہوں اور اسکوعظیم اَجر بھی دُونگا۔

(شُعَبُ الایمان ج ۳ ص ۴۱۲ حدیث ۳۹۲۳)

تحقیقاتی ٹیم کی رپورٹ

ایک اخباری رپورٹ کے مطابق جرمنی، اِنگلینڈ اور امریکہ کے ماہر ڈاکٹروں کی تحقیقاتی ٹیم رَمَضانُ الْمبارَک میں پاکستان آئی اور اُنہوں نے کراچی، لاہور اور دِیارِ مُحدّثِ اعظم علیہ الرحمۃ سردار آباد (فیصل آباد) کا انتخاب کیا۔ جائزہ (SURVEY) کے بعد اُنہوں نے یہ رپورٹ پیش کی۔

the Muslims suffer relatively less ear, nose and throat(E.N.T(.illnesses as a result of ablution (Wudu(they make prior to their

daily salah they offer in abundance in the month of Ramadan. The Muslims also get less stomach, liver, heart and nerve problems as they eat less due to fast.

مسلمان نَماز پڑھتے اور رَمَضانُ الْمبارَک میں اس کی زیادہ پابندی کرتے ہیں اسلئے وُضو کرنے سے E.N.T یعنی ناک، کان، اور گلے کے اَمراض میں کمی واقِع ہوجاتی ہے، نیز مسلمان روزے کے باعِث کم کھاتے ہیں لہٰذا مِعدے جگر، دل اور اَعصاب (یعنی پٹّھوں) کے اَمراض میں کم مبتلا ہوتے ہیں۔

[فیضانِ سنت ص 940]

ماہر کاسمیٹک سرجری ڈاکٹر سعد صیقر کی روزے کے بارے میں ریسرچ

جلدی امور اور کاسمیٹک سرجری کے ماہر ڈاکٹر سعد الصیقر نے ایک ریسرچ میں بتایا کہ یہ تاثر درست نہیں کہ روزہ انسان کو کمزور کر دیتا ہے۔ روزہ رکھنے سے انسان بڑھاپے کو روکنے کی کامیاب کوشش کر رہا ہوتا ہے۔ روزے کی حالت میں انسانی جسم میں موجود ایسے ہارمونز حرکت میں آجاتے ہیں جو بڑھاپے کے خلاف مزاحمت کرتے ہیں۔ روزے سے انسانی جلد مضبوط ہوتی اور اس میں جھریاں کم ہوتی ہیں۔ روزہ کینسر، امراض قلب اور شریانوں کی بیماریوں کے آگے بھی ڈھال ہے۔

[ڈاکٹر صیقر کا انٹرویو]

لاجین اور الاسٹن کو پھیلانا

ڈاکٹر الصیقر نے یہ بھی کہا کہ انسانی جسم کولاجین [بے رنگ پروٹین جس

میں زیادہ تر گلائی سین ، ہائیڈ راکسی پروٹین اور پرولین پائی جاتی ہے ۔جسم کی تمام اتصالی بافتوں میں خصوصاً جلد، کری ہڈی اور جوڑ بندھن میں ہوتی ہے] اور الاسٹن کے پھیلاؤ کی ضرورت ہوتی ہے اور روزہ اس میں مدد دیتا ہے۔انسانی جلد اور ناخنوں پر بھی روزے کے مثبت اثرات مرتب ہوتے ہیں۔ ناخن، سر کے بالوں کی نشونما اور ان کی مضبوطی میں اضافہ ہوتا ہے۔انسانی اور چہرے کی رنگت پر مرتب ہونے والے اثرات ناخنوں پر بھی اثر انداز ہوتے ہیں۔روزے کی حالت میں جسم ان ہارمونز کو پھیلاتا جو جلد کی خوبصورتی اور ناخنوں کی چمک اور بالوں کی مضبوطی کا موجب بنتے ہیں۔ یہاں تک کہ روزہ انفیکشن بیکٹیر یا کی روک تھام کے لیے مفید ہے۔

روزے سے تو ایسی صحت وتندرستی ملتی ہے کہ قبر میں بھی جسم خوشبو دار اور تر وتازہ رہتا ہے۔

مہکتی قبر

حضرتِ سیّدُ نا امام ابنِ ابی الدُّنیا رحمۃ اللہ علیہ نے حضرتِ سیّدُ نامُغیرہ بن حَبیب رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی کہ ایک قَبر سے خوشبوئیں آتی تھیں۔کسی نے صاحبِ قبر کو خواب میں دیکھ کر اُن سے پوچھا: یہ خوشبوئیں کیسی ہیں؟ جواب دیا" بتلاوۃِ القرآنِ والصیامِ " تلاوتِ قرآن اور روزے کی۔

(کتاب التہجد وقیام اللیل رقم۲۸۷ ج ا ص۳۰۵)

روزہ دل اور بلڈ پریشر کے امراض میں مفید

روزوں کے جسم پر جو مثبت اثرات مرتب ہوتے ہیں ان میں سب سے

زیادہ قابل ذکرخون کے روغنی مادوں میں ہونے والی تبدیلیاں ہیں خصوصاً دل کے لئے مفید چکنائی ’’ایچ ڈی ایل‘‘ کی سطح میں تبدیلی بڑی اہمیت کی حامل ہے کیونکہ اس سے دل اورشریانوں کوتحفظ حاصل ہوتا ہے اسی طرح دومزید چکنائیوں ’’ایل ڈی ایل‘‘اورٹرائی گلیسرائیڈ کی سطحیں بھی معمول پرآ جاتی ہیں اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ رمضان المبارک ہمیں غذائی بے اعتدالیوں پرقابو پانے کا بہترین موقع فراہم کرتا ہے اوراس میں روزوں کی وجہ سے چکنائیوں کے میٹابولزم کی شرح بھی بہت بہتر ہو جاتی ہے۔یاد رہے کہ دوران رمضان چکنائی والی اشیاء کا کثرت استعمال ان فوائد کو مفقود کرسکتا ہے۔دن میں روزے کے دوران خون کی مقدار میں کمی ہوجاتی ہے یہ اثر دل کوانتہائی فائدہ مند آرام مہیا کرتا ہے۔

بیان نمبر 6

سحری و افطاری کا بیان

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سیدِ الاَنْبِیَاءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ ۝ اَمّا بَعْدُ ۝ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم ط بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم ۝ قال اللّٰہُ تعالیٰ فِی کَلَامِہِ المَجِیدِ ۝

وَكُلُوْا وَاشْرَبُوْا حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْاَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْاَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ ۠ ثُمَّ اَتِمُّوا الصِّيَامَ اِلَى الَّيْلِ ۝ وَقَالَ فِیْ مَقَامٍ آخَرْ ۝ اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ ط يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ﴿۵۶﴾

پڑھیے

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیکَ یَا رَسُولَ اللّٰہِ وَعَلٰی آلِکَ وَاَصْحَابِکَ یَا حَبِیبَ اللّٰہِ

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیکَ یَا رَسُولَ اللّٰہِ وَعَلٰی آلِکَ وَاَصْحَابِکَ یَا نُوْرَ اللّٰہِ

ابتِداء رات کو اُٹھ کر سَحَری کرنے کی اِجازت نہیں تھی۔ روزہ رکھنے والے کوغُروبِ آفتاب کے بعد صِرف اُس وَقت تک کھانے پینے کی اِجازت تھی جب تک وہ سونہ جائے ۔اگر سوگیا تو اب بیدار ہوکر کھانا پینا مَمنُوع تھا۔مگر اللہ عَزَّ وَجَلَّ نے اپنے پیارے بندوں پر اِحسانِ عظیم فرماتے ہوئے سَحَری کی اجازت مرحمت فرمادی۔

اللہ تعالیٰ عزوجل قرآن میں ارشاد فرماتا ہے کہ:

وَكُلُوْا وَاشْرَبُوْا حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْاَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْاَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ ۪ ثُمَّ اَتِمُّوا الصِّيَامَ اِلَى الَّيْلِ ۚ

ترجَمہ کنزالایمان: اور کھاؤ اور پیو یہاں تک کہ تمہارے لئے ظاہر ہوجائے سَپیدی کا ڈَورا سیاہی کے ڈَورے سے پَو پھٹ کر ۔ پھر رات آنے تک روزے پُورے کرو۔

(پ ۲ البقرہ:۱۸۷)

اِس آیتِ مُقدَّسہ میں رات کو سِیاہ ڈورہ اور صُبحِ صادِق کو سفید ڈورہ کہا گیا ہے۔ معنٰی یہ ہیں کہ تمہارے لئے رَمَضانُ الْمبارَک کی راتوں میں کھانا پینا جائز قرار دے دیا گیا ہے یعنی سحری کی اجازت ہوگئی۔ اور اس آیت میں روزے کو غروب آفتاب تک پورہ کرنے کا فرمایا گیا۔ لہٰذا اس میں اشارۃً افطاری کا بھی ذکر ہوگیا۔

سَحری کیسے جائز ہوئی

سحری کی اجازت کا سَبَب یُوں ہوا جیسا کہ خَزائنُ الْعر فان میں صدرُ الافاضِل حضرتِ علامہ مولٰینا سیّد محمد نعیم الدّین مُراد آبادی علیہ رحمۃ اللہ الھادی نَقْل کرتے ہیں ۔ حضرتِ سَیِّدُ ناصِر مَہ بن قَیس رضی اللہ عنہما محنَتی شخص تھے۔ ایک دن بحَالتِ روزہ اپنی زمین میں دِن بھر کام کر کے شام کو گھر آئے ۔ اپنی زوجہ محترمہ رضی اللہ عنہا سے کھانا طَلَب کیا، وہ پکانے میں مصروف ہوئیں۔ آپ رضی اللہ عنہ تھکے ہوئے تھے، آنکھ لگ گئی ۔ کھانا تیّار کر کے جب آپ رضی اللہ عنہ کو جگایا گیا تو آپ رضی اللہ عنہ نے کھانے سے

اِنکار کر دیا۔ کیوں کہ اُن دِنوں (غُروبِ آفتاب کے بعد) سوجانے والے کیلئے کھانا پینا ممنُوع ہوجاتا تھا۔ چُنانچِہ کھائے پیئے بِغیر آپ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ نے دوسرے دِن بھی روزہ رکھ لیا۔ آپ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ کمزوری کے سبب بے ہوش ہو گئے

(تفسیر الخازن ج ۱ ص ۱۲۶)

تو ان کے حق میں یہ آیتِ مُقدَّسہ نازِل ہوئی

وَكُلُوْا وَاشْرَبُوْا حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْاَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْاَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ ۪ ثُمَّ اَتِمُّوا الصِّيَامَ اِلَى الَّيْلِ ۚ

ترجَمہ کنزالایمان: اور کھاؤ اور پیو یہاں تک کہ تمہارے لِئے ظاہِر ہوجائے سَپیدی کا ڈَورا سیاہی کے ڈَورے سے پَو پھٹ کر۔ پھر رات آنے تک روزے پُورے کرو۔ (پ ۲ البقرہ: ۱۸۷)

کھجور اور پانی سے سحری سنت ہے

روزہ دار کیلئے سَحَری کرنا سُنَّت ہے اور ہو سکے تو سحری کھجور اور پانی سے کرے کیونکہ کھجور اور پانی سے سَحَری کرنا دوسری بھی سُنَّت ہے۔ کھجور سے سَحَری کرنے کی تو ہمارے آقا و مولیٰ، مدینے والے مصطَفٰے صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم نے ترغیب بھی دلائی ہے۔ چُنانچِہ سَیِّدُ نا سائِب بِن یزید رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ سے مَروی ہے، اللّٰہ کے پیارے حبیب، حبیبِ لبیب، عَزَّ وَجَلَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: "نِعْمَ السَّحُوْرُ التَّمْرُ" یعنی کھجور بہترین سَحَری ہے۔"

(اَلتَّرغیب وَالتَّرھیب ج ۲ ص ۹۰ حدیث ۱۲)

سَحری کا وقت کب ہوتا ہے؟

عَرَبی کی مشہُور کتابِ لُغت ''قامُوس'' میں ہے کہ سَحَر اُس کھانے کو کہتے ہیں جو صُبح کے وَقت کھایا جائے اور مرقاۃ میں ہے کہ مُلّا علی قاری عَلَیہِ رَحمۃُ الْبَاری فرماتے ہیں ''بعضوں کے نزدیک سَحَری کا وَقت آدھی رات سے شُروع ہوجاتا ہے۔''

(مرقاۃالمفاتیح شرح مشکوٰۃالمصابیح ج ۴ ص ۴۷۷)

سحری میں تاخیر افضل

سَحَری میں تاخِیر اَفضل ہے جیسا کہ حدیثِ مُبارَک میں آتا ہے کہ حضرتِ سَیِّدُ نا یَعلٰی بن مُرَّہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ سے رِوایَت ہے کہ مدینے کے تاجدار صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: ''تین چیزوں کو اللہ عَزَّ وَجَلَّ مَحبوب رکھتا ہے(۱)اِفطار میں جلدی (۲)سَحَری میں تاخِیر (۳)نَماز (کے قِیام) میں ہاتھ پر ہاتھ رکھنا۔''

(اَلتَّرغِیب وَالتَّرھِیب ج ۲ ص ۹۱ حدیث ۴)

اَذان ہوتے ہوئے مت کھاو!

صُبحِ صادِق کے بعد فَجر کی اذانیں ہورہی ہوتی ہیں مگر بعض لوگ کھاتے پیتے رہتے ہیں بلکہ یہ مسئلہ بیان کرتے ہوئے نظر آتے ہیں کہ اذان ہوتے ہوئے کھا سکتے ہیں ۔ اگر کھاتے نہیں تَو پانی پی کر اپنی اِصطِلاح میں ''روزہ بند'' ضَرور کرتے ہیں۔آہ! اِس طرح ''روزہ بند'' تو کیا کریں گے روزے کو بِالکل ہی ''کُھلا'' چھوڑ دیتے ہیں اور یوں ان کا روزہ ہوتا ہی نہیں اور سارادن بُھوک پیاس کے سِوا کچھ ہاتھ آتا ہی نہیں۔

اللہ عزوجل ان کو عقلِ سلیم عطا کرے اور ان کو اس مسئلہ کو سمجھنے کی توفیق

عطا فرمائے کہ ’’روزہ بند‘‘ کرنے کا تَعَلُّق اَذانِ فَجر سے نہیں۔ کیونکہ اذان تو ہمیشہ صبح صادق کے بعد ہی دی جاتی ہے جبکہ صُبحِ صادِق سے پہلے پہلے روزے دار کے لیے کھانا پینا بند کرنا ضَروری ہے۔

اِفطار کا بیان

اپنے پاس گھڑی رکھیے جب غُروبِ آفتاب ہوجائے، اِفطَار کرنے میں دیر نہ کریں۔ نہ سائرن کا اِنتِظار کیجئے، نہ اَذان کا۔ فَوراً کوئی چیز کھا یا پی لیجئے۔

افطار میں جلدی کرنی چاہیے

افطار میں جلدی کی ترغیب احادیث میں موجود ہے جیسا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں۔

"قَالَ اللہُ عَزَّوَجَلَّ اِنَّ أَحَبَّ عِبَادِی اِلَیَّ أَعْجَلُهُمْ فِطْرًا"

اللہ عَزَّ وَجَلَّ نے فرمایا: ’’میرے بندوں میں مجھے زیادہ پیارا وہ ہے جو اِفْطَار میں جلدی کرتا ہے۔‘‘

(ترمذی ج ۲ ص ۱۶۴ حدیث ۷۰۰)

مگر کھجور یا چُھوہارہ یا پانی سے اِفطَار کرنا سُنَّت ہے۔ عموماً لوگ افطار سے قبل دعا پڑھتے ہیں مگر کھجور کھا کر یا پانی پی لینے کے بعد یہ دُعاء پڑھی جائے:

"اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ لَكَ صُمْتُ وَبِكَ اٰمَنْتُ وَعَلَيْكَ تَوَكَّلْتُ وَعَلٰی رِزْقِكَ اَفْطَرْتُ"

ترجمہ: اے اللہ عَزَّ وَجَلَّ میں نے تیرے لئے روزہ رکھا اور تجھ پر ایمان لایا اور تجھی پر بھَرَوسہ کیا اور تیرے دیئے ہوئے رِزق سے روزہ اِفطار کیا۔

(عالمگیری ج ۱ ص ۲۰۰)

افطار کے وقت دعا قبول ہوتی ہے

افطار کے وقت اپنی اور ساری امتِ مسلمہ کی بخشش کی دعا ضرور کی جائے ۔کیونکہ اس وقت دعا قبول ہوتی ہے۔

سَیِّدُنا عبداللہ بن عَمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے رِوایَت ہے کہ رَحمۃٌ لِّلْعٰلَمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمانِ دلنشین ہے " اِنَّ لِلصَّآئِمِ عِنْدَ فِطْرِهٖ لَدَعْوَةً مَّا تُرَدُّ" ترجمہ: بے شک روزہ دار کے لئے اِفطار کے وَقت ایک ایسی دُعاء ہوتی ہے جو رَد نہیں کی جاتی۔

(الترغیب والترہیب ج۲ص ۵۳ حدیث ۲۹)

افسوس کہ آج کل ہماری حالت کچھ ایسی عجیب ہو چکی ہے کہ نہ پُوچھو بات! اِفطار کے وَقت ہمارا نَفس بڑی سَخت آزمائش میں پڑ جاتا ہے جیسے ہی سُورج غُروب ہوا، کھانوں اور شربت پر ایسے ٹوٹ پڑتے ہیں کہ دُعاء یاد ہی نہیں رہتی!

بہترین مشورہ

بہتر یہ ہے کہ ایک آدھ کھجور سے اِفطار کر کے فوراً اچّھی طرح مُنہ صاف کر لے اور نَمازِ باجماعت میں شریک ہوجائے ۔ میرے آقا اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: مُتَعَدَّد احادیث میں ارشاد ہوا ہے کہ جب بندہ نَماز کو کھڑا ہوتا ہے فِرِشتہ اس کے منہ پر اپنا منہ رکھتا ہے یہ جو پڑھتا ہے اِس کے منہ سے نکل کر فِرِشتے کے منہ میں جاتا ہے اُس وَقت اگر کھانے کی کوئی شے اُس کے دانتوں میں ہوتی ہے ملائکہ کو اُس سے ایسی سَخت اِیذا ہوتی ہے کہ اور شے سے نہیں ہوتی ۔

(فتاوی رضویہ ج اوّل ص ۶۲۴ تا ۶۲۵)

کسی کا روزہ افطار کروانے کی فضیلت

اللہ عزوجل توفیق دے تو افطار کروایئے کہ اس کا روزہ رکھنے والے مثل اجر ملے گا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"مَنْ جَهَّزَ غَازِياً اَوْحَاجًّا اَوْ خَلَفَه' فِيْ اَهْلِهٖ اَوْ فَطَّرَ صَائِماً كَانَ لَه' مِثْلُ اَجْرِهٖ مِنْ غَيْرِ اَنْ يَّنْقُصَ مِنْ اُجُوْرِهِمْ شَيْئٌ"

ترجَمہ: جس نے کِسی غازی یا حاجی کو سامان (زادِ راہ) دیا یا اسکے پیچھے اسکے گھر والوں کی دیکھ بھال کی یا کسی روزہ دار کا روزہ افطار کروایا تو اُسے بھی انہی کی مِثْل اجر ملے گا بغیر اس کے کہ اُن کے اجر میں کچھ کمی ہو۔

(السُنَن الکبریٰ للنَسائی ج ۲ ص ۲۵۶ حدیث ۳۳۳۰)

بلکہ روزے دار کوصرف پانی پلانے کی عظیم الشان فضیلت ہے کہ حدیث میں ہے،''جو روزہ دار کو پانی پلائے گا اللہ عَزَّ وَجَلَّ اُسے میرے حَوض سے پلائے گا کہ جنَّت میں داخِل ہونے تک پیاسا نہ ہوگا۔''

(صحیح ابن خُزَیمہ،ج ۳ص ۱۹۲ حدیث ۱۸۸۷)

پانی سے افطاری

ہوسکے تو کھجور یا چُھوہارے سے اِفْطار کیا جائے کہ یہ سُنَّت ہے اور اگر کھَجور مُیَسَّر نہ ہو تو پھر پانی سے اِفْطار کر لیجئے کہ اس کا بھی حدیث میں ذکر ہے جیسا کہ حضرتِ سَیِّدُ نا اَنَس رضی اللہ عنہ سے رِوایت ہے۔

"كَانَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُفْطِرُ عَلَى رُطَبَاتٍ قَبْلَ أَنْ يُصَلِّيَ، فَإِنْ لَمْ تَكُنْ رُطَبَاتٌ، فَعَلَى تَمَرَاتٍ، فَإِنْ لَمْ تَكُنْ حَسَا حَسَوَاتٍ مِنْ مَاءٍ"

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز سے پہلے تر کھجوروں سے روزہ اِفطار فرماتے ،تر کھجوریں نہ ہوتیں تو چند خشک کھجوریں یعنی چُھوہاروں سے اور یہ بھی نہ ہوتیں تو چند چُلُّو پانی پیتے۔

(سنن ابوداود ج ۲ ص ۴۴۷ حدیث ۲۳۵۶)

ہماری پہلی کوشش یہ ہونی چاہئے کہ ہمیں اِفطار کیلئے تر کھجور مل جائے جو کہ مکّی مَدَنی مصطفٰے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سُنَّت ہے۔یہ بھی نہ مِلے تو پھر چھوہارا اور یہ بھی مُیَسَّر نہ ہوتو پانی سے روزہ اِفطار کرلیں۔

عجوہ کھجور کا فائدہ

کھجور ہو سکے تو عجوہ استعمال کی جائے کہ مکّی مَدَنی مصطفٰے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے۔

"العَجْوَةُ مِنَ الجَنَّةِ وَفِيهَا شِفَاءٌ مِنَ السُّمِّ"

عَجْوہ کھجور جنّت سے ہے،اس میں زہر سے شِفاء ہے۔

(جامع ترمذی ج ۴ ص ۷ ا حدیث ۲۰۷۳)

اور بخاری شریف میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:

"مَنْ تَصَبَّحَ كُلَّ يَوْمٍ سَبْعَ تَمَرَاتٍ عَجْوَةً، لَمْ يَضُرَّهُ فِي ذَلِكَ اليَوْمِ سُمٌّ وَلاَ سِحْرٌ"

جس نے نہار مُنہ عَجْوہ کھجور کے سات دانے کھالئے اُس دن اسے جادو اور زَہر بھی نقصان نہ دے سکیں گے۔

(صحیح بخاری ج ۳ ص ۵۴۰ حدیث ۵۴۴۵)

درسِ فقہ

احکامِ روزہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سیدِ الْاَنْبِیَاءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ ۝
اَمَّا بَعْدُ ۝ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم ؕ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم ۝
قال اللّٰهُ تعالٰی فِی کَلَامِهِ الْمَجِیدِ ۝

فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ ؕ وَمَنْ كَانَ مَرِيْضًا اَوْ عَلٰى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ اُخَرَ ۝ وَقَالَ فِیْ مَقَامٍ آخَرَ ۝ اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ ؕ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ﴿۵۶﴾

پڑھیے

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلیکَ یَا رَسُولَ اللّٰهِ وَعَلٰی آلِکَ وَاَصْحَابِکَ یَا حَبِیبَ اللّٰهِ
اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلیکَ یَا رَسُولَ اللّٰهِ وَعَلٰی آلِکَ وَاَصْحَابِکَ یَا نُورَ اللّٰهِ

اللہ عزوجل رمضان میں روزوں کے مسائل کو بیان کرتے ہوئے قرآن پاک میں فرماتا ہے کہ

فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ ؕ وَمَنْ كَانَ مَرِيْضًا اَوْ عَلٰى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ اُخَرَ ۝

ترجمہ کنزالایمان: تم میں جو کوئی یہ مہینہ پائے ضرور اس کے روزے رکھے اور جو بیمار یا سفر میں ہو تو اتنے روزے اور دنوں میں رکھے۔ [البقرۃ: 185]

روزہ کی نیت کے مسائل

روزہ کیلئے بھی اُسی طرح نِیَّت شَرط ہے جِس طرح کہ نَماز ، زکٰوۃ وغیرہ کے لئے ۔لہٰذا نیت کئے بغیر اگر صُبحِ صادِق کے بعد سے لے کر غُروبِ آفتاب تک بالکل نہ کھائے پیئے تب بھی اُس کا روزہ نہ ہوگا۔

(رَدُّالمُحتارج ۳ص ۳۳۱)

[1]: وقتِ نیت

رَمَضان شریف کے روزے ہوں یا نَفلی روزہ یا نَذْرِ مُعَیَّن کا روزہ ہو اِن تینوں قِسم کے روزوں کی نیت کا وقت غُروبِ آفتاب کے بعد سے لیکر "نِصفُ النَّھارِ شَرعی" (تقریباً دوپہر) سے پہلے پہلے تک ہے اس وقت میں جب بھی نِیَّت کرلیں روزہ ہوجائے گا۔

(رَدُّالمُحتارج ۳ص ۳۳۲)

ان تین قِسم کے روزوں کے عِلاوہ دیگر جتنی بھی روزہ کی اَقسام ہیں مثلا قَضائے رَمَضان کے روزے ، کَفَّارے کے روزے ،قَضائے نفلی روزہ اور روزہ نَذْرِ غیرِ مُعَیَّن وغیرہ ان سب روزوں کی نیت کا وقت غُروبِ آفتاب کے بعد سے لیکر صُبحِ صادِق تک ہے ۔اس وقت کے اندر اندر نِیَّت کرنا ضروری ہے۔ اِن سب میں عَین صُبح چمکتے وَقت [فجر کا ٹائم شروع ہوتے وقت] یا اس سے پہلے رات میں نِیَّت کرنا ضَروری ہے۔ اگر صُبحِ صادِق ہوگئی تو اب اس روزے کی نِیَّت نہیں ہوسکے گی۔ اور یہ بھی ضَروری ہے کہ جو روزہ رکھنا ہے خاص اُسی مَخصُوص روزے کی نِیَّت کریں۔ اگر اِن روزوں کی نِیَّت دِن میں (یعنی صُبحِ صادِق سے لیکر ضَحوہ کُبریٰ

سے پہلے پہلے) کی تو نَفل ہوئے پھر بھی اِن کا پُورا کرنا ضَروری ہے ۔توڑیں گے تو قَضاء واجِب ہوگی۔اگر چِہ یہ بات آپ کے عِلْم میں ہو کہ میں جو روزہ رکھنا چاہتا تھا یہ وہ روزہ نہیں ہے بلکہ نَفْل ہی ہے۔

(دُرِّمُختار مَعَہ، رَدُّالْمُحتَار ج ۳ ص ۳۴۴)

نیت کی تعریف اور دن کے وقت نیت کیسے کریں

[2]: نِیَّت دِل کے اِرادے کا نام ہے زَبان سے کہنا شَرط نہیں اور نہ ہی عربی میں شرط ہے ،مگر زَبان سے کہہ لینا مُستَحَب ہے۔اگر روزہِ رمضان کی دِن کے وقت نِیَّت کریں تو ضَروری ہے کہ یہ نِیَّت کریں کہ میں صُبح سے روزہ دار ہوں ۔اگر اِس طرح نِیَّت کی کہ اب سے روزہ دار ہوں صُبح سے نہیں ،تَو روزہ نہ ہوا۔

(الجَوْہَرَۃُ النَّیِّرۃ ج ۱ ص ۱۷۵)

دن کے وقت روزے کی کونسی نیت صحیح ہے

[3]: دِن کے وقت وہ نِیَّت صحیح ہے کہ صُبحِ صادِق سے نِیَّت کرتے وَقت تک روزے کے خِلاف کوئی اَمْر نہ پایا گیا ہو مثلا جان بوجھ کر کھایا پیا نہ ہو۔البتّہ اگر صُبحِ صادِق کے بعد بُھول کر کھاپی لیا یا جِماع کرلیا تب بھی نِیَّت صحیح ہوجائے گی۔کیوں کہ بُھول کر اگرکوئی ڈَٹ کربھی کھاپی لے تَو اِس سے روزہ نہیں جاتا۔

(ردالمحتار ج ۳ ص ۳۶۷)

[4]: غُروبِ آفتاب کے بعد سے لیکر رات کے کسی وَقت میں بھی نِیَّت کی پھر

اِس کے بعد رات ہی میں کھایا پیا تَو نِیَّت نہ ٹُوٹی ،وُہی پہلی ہی کافی ہے پھر سے نِیَّت کرنا ضَروری نہیں۔

(الجَوْہَرَۃُ النَّیرۃ ج ۱ ص ۱۷۵)

روزے کی نیت کے بعد روزے کو نہ رکھنے کا ارادہ کرلیا تو؟

[5]: اگرآپ نے رات کے وقت روزہ کی نِیَّت تَو کی مگر پھر راتوں رات پکّا اِرادہ کرڈالا کہ ''روزہ نہیں رکھوں گا۔'' تَو اب وہ آپ کی ،کی ہوئی نِیَّت جاتی رہی ۔اگرنئ نِیَّت نہ کی اور دِن بھر روزہ داروں کی طرح بھوکے پیاسے رہےتب بھی روزہ نہ ہوا۔

(درمُختار مع ردّالمُحتار ج ۳ص ۳۴۵)

سحری نیت ہی ہے

[6]: سَحَری کھانا بھی نِیَّت ہی ہے۔خواہ ماہِ رَمَضان کے روزے کیلئے ہو یا کسی اور روزے کیلئے مگر جب سَحَری کھاتے وَقت یہ اِرادہ ہے کہ صُبح کوروزہ نہ رکھوں گا تَو یہ سَحَری کھانا نِیَّت نہیں۔

(الجَوْہَرَۃُ النَّیِّرۃ ج ۱ ص ۱۷۶)

رمضان المبارک کے ہرروزے کی نئی نیت ضروری

[7]: رَمَضانُ الُمبارَک کے ہرروزے کے لئے نئ نِیَّت ضَروری ہے ۔اگر پوُرے ماہِ رَمَضان کے روزے کی نِیَّت کربھی لی تَو یہ نِیَّت صِرف اُسی ایک دن کےحق میں ہے،باقی دِنوں کیلئے نہیں۔

(الجَوْہَرَۃُ النَّیِّرۃ ج ۱ ص ۱۶۷)

[8]: رات میں آپ نے قَضاء روزے کی نِیَّت کی، اگر اب صُبح شُروع ہو جانے کے بعد اسے نَفْل کرنا چاہتے ہیں تو نہیں کر سکتے۔

(دُرِّمُختَار، رَدُّالْمُحتَار ج ۳ص ۳۴۵)

[9]: دَورانِ نَماز بھی اگر روزے کی نِیَّت کی تو یہ نِیَّت صَحِیح ہے۔

(دُرِّمُختَار، رَدُّالْمُحتَار ج ۳ص ۳۴۵)

کئی روزے قضاء ہوں تو نیت کیسے کریں

[10]: کئی روزے قَضاء ہوں تو نِیَّت میں یہ ہونا چاہیے کہ اُس رَمَضان کے پہلے روزے کی قَضاء، دوسرے کی قَضاء اور اگر کچھ اِس سال کے قَضاء ہوگئے کچھ پچھلے سال کے باقی ہیں تو یہ نِیَّت ہونی چاہئے کہ اِس رَمَضان کی قضاء اور اُس رَمَضان کی قضاء اور اگر دِن کو مُعَیَّن نہ کیا، جب بھی ہو جائیں گے۔

(عالمگیری ج ا ص ۱۹۶)

درسِ فقہ

روزہ توڑنے والے چیزوں کا بیان

[1]: روزہ دار ہونا یاد ہو تو کھانے، پینے یا ہَمبِستری کرنے سے روزہ جاتا رہتا ہے۔

(رَدُّ الْمُحتَار ج ۳ ص ۳۶۵)

سموکنگ کا حکم

[2]: حُقَّہ، سِگار یا سِگریٹ کی سموکنگ وغیرہ سے بھی روزہ جاتا رہتا ہے۔ اگرچِہ اپنے خَیال میں حلق تک دُھواں نہ پہنچتا ہو۔ پان یا صِرف تمبا کو کھانے سے بھی روزہ جاتا رہے گا اگر چِہ آپ بار بار اس کی پِیک تُھوکتے رہیں۔ کیونکہ حَلْق میں اُس کے باریک اَجْزاء ضَرور پہنچتے ہیں۔

(کمافی بہارِ شریعت حصّہ پنجم ص ۱۱۷)

[3]: شَکر وغیرہ ایسی چیزیں جو مُنہ میں رکھنے سے گُھل جاتی ہیں مُنہ میں رکھی اور تُھوک نِگل گئے روزہ جاتا رہا۔ (اَیضاً)

منہ کے اندر سے یا باہر سے کوئی چیز نگلنے کی مقدار

[4]: دانتوں کے دَرمیان کوئی چیز چَنے کے برابر یا زیادہ تھی اُسے کھا گئے یا چنے سے کم ہی تھی مگر مُنہ سے نِکال کر پھر کھالی تو روزہ ٹوٹ گیا۔

(دُرِّ مُختَار ج ۳ ص ۳۹۴)

نوٹ: اسے یاد رکھنا چاہیے کہ اگر کوئی چیز منہ کے اندر ہو اور اسے نگلا جائے تو روزہ ٹوٹنے میں اس کی کم سے کم مقدار چنے کے برابر ہے یعنی اگر چیز چنے کے برابر یا زیادہ ہوگی تو روزہ ٹوٹے گا اس سے کم مقدار کی چیز کے

حلق کے نیچے جانے سے نہیں ٹوٹے گا۔مگر جب منہ سے باہر سے کوئی چیز اندر جائے تو چنے سے کم مقدار چیز کے حلق کے نیچے جانے سے روزہ ٹوٹ جائے گا۔یہ باہر اور اندر کا فرق ہر وقت پیشِ نظر ہونا چاہیے۔

دانتوں کی بلیڈنگ کا حکم

[5]: دانتوں سے خُون نِکل کر حلْق سے نیچے اُترا اور خُون تھُوک سے زیادہ یا برابر یا کم تھا مگر اِس کا مزا حلْق میں مَحسوس ہوا تو روزہ جاتا رہا اور اگر کم تھا اور مزہ بھی حلْق میں مَحسوس نہ ہوا تو روزہ نہ گیا۔

(دُرِّمختار، رَدُّالْمُحتَار ج۳ ص۳۶۸)

حقنہ لینے یا ناک سے میڈیسن کی بھاپ لینے کا حکم

[6]: روزہ کے یاد ہوتے ہوئے حُقنَہ لیا [پیچھے کے مقام سے دواء چڑھائی] یا ناک کے نَتھنوں سے دوائی چڑھائی روزہ جاتا رہا۔

(عالمگیری ج ۱ ص ۲۰۴)

کلی کے دوران پانی اندر چلا گیا تو؟

[7]: کُلّی کرتے ہوئے بِلا قَصد پانی حلْق سے اُتر گیا یا ناک میں پانی چڑھاتے ہوئے دِماغ کو چڑھ گیا روزہ ٹوٹ گیا اگر روزہ یاد ہے۔یُوں ہی روزے دار کی طرف کسی نے کوئی چیز پھینکی وہ اُس کے حلْق میں چلی گئی تو روزہ ٹوٹ گیا۔ (الجوہرۃ النیرۃ ج ۱ ص ۱۷۸)

نیند میں پانی پینے کا حکم

[8]: نیند کی حالت میں پانی پی لیا یا کچھ کھالیا، یا مُنہ کُھلا تھا، پانی کا قَطرہ یا

بارِش کا اَوْ لا حلْق میں چلا گیا تو روزہ ٹوٹ گیا۔

(الجوہرۃ النیرۃ ج ا ص ۱۷۸)

دوسرے کا تھوک نگلنے کا حکم

[9]: دُوسرے کا تُھوک نِگل لیا یا اپنا ہی تُھوک ہاتھ میں لے کر نِگل لیا تَو روزہ جاتا رہا۔ (عالمگیری ج ا ص ۲۰۳)

اپنی بلغم نگلنے کا حکم

[10]: جب تک تُھوک یا بَلْغَم مُنہ کے اندر موجُود ہواُسے نِگل جانے سے روزہ نہیں جاتا، بار بار تُھوکتے رہنا ضَروری نہیں۔ مُنہ میں رَنگین ڈَورا وغیرہ رکھّا جس سے تُھوک رَنگین ہو گیا پھر وُہی رَنگین تُھوک نِگل گئے تَو روزہ ٹوٹ گیا۔

(عالمگیری ج ا ص ۲۰۳)

آنسو منہ میں گئے تو؟

[11]: اگر آپ آنسو نِگل گئے ۔اگر وہ آنسو قَطْرہ دو قَطْرہ ہے تو روزہ نہ ٹوٹا اور زیادہ تھا کہ اُس کی نَمکینی پورے مُنہ میں مَحسوس ہوئی تَو روزہ ٹوٹ گیا۔ پسینہ کا بھی یِہی حُکم ہے۔ (عالمگیری ج ا ص ۲۰۳)

[12]: پچھلا مَقام باہَر نِکل آیا تو حُکم یہ ہے کہ خُوب اچھّی طرح کسی کپڑے وغیرہ سے پُونچھ کر اُٹھیں تاکہ تَری باقی نہ رہے۔اگر کچھ پانی اُس پر باقی تھا اور کھڑے ہوگئے جس کی وجہ سے پانی اندر چلا گیا تَو روزہ ٹوٹ گیا۔ اِسی وجہ سے فُقَہائے کِرام رَحِمَھُمُ اللہُ تعالٰی فرماتے ہیں کہ روزہ دار اِسْتِنْجاء کرنے میں سانس نہ لے ۔ (عالمگیری ج ا ص ۲۰۴)

روزہ میں قے [vomiting] آئے تو اس کے مسائل

بَعض لوگوں کو روزہ میں قَے ہوجاتی ہے تو وہ پریشان ہوجاتے ہیں بلکہ بعض تَو سمجھتے ہیں کہ روزہ میں خُود بخُود قے ہوجانے سے بھی روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔ حالانکہ ایسا نہیں۔اس کے مسائل سیکھنا ضروری ہے جو کہ درج ذیل ہیں۔

[1]: روزہ میں خود بخود کتنی ہی قَے (اُلٹی) ہوجائے (خواہ بالٹی ہی کیوں نہ بھر جائے) اِس سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔ (دُرِّمُختَار ج۳ص ۳۹۲)

[2]: اگر روزہ یاد ہونے کے باوُجود قَصْداً (یعنی جان بُوجھ کر) قَے کی اور اگر وہ مُنہ بھر ہے اور قَے میں کھانا یا پانی یا صَفراء (یعنی کڑوا پانی) یا خُون آیا تو اب روزہ ٹوٹ جائے گا اور اگر قے میں صِرف بَلْغَم نِکلا تو روزہ نہیں ٹوٹے گا۔مُنہ بھر قَے کا مطلب یہ ہے کہ اِسے بِلا تکَلُّف نہ روکا جاسکے۔

(دُرِّمُختَار ج۳ص ۳۹۲)

[3]: قَصْداً قَے کی مگر تھوڑی سی آئی ،مُنہ بھر نہ آئی تَو پھر بھی روزہ نہ ٹوٹا۔

(دُرِّمُختَار ج۳ص ۳۹۳)

[4]: مُنہ بھر قَے بِلا اِختِیار ہوگئی تَو روزہ تَو نہ ٹوٹا البَتّہ اگر اِس میں سے ایک چَنے کے برابر بھی واپَس لوٹا دی تَو روزہ ٹوٹ جائے گا اور ایک چَنے سے کم ہوتَو روزہ نہ ٹوٹا۔ (دُرِّمُختَار ج۳ص ۳۹۲)

[5]: مُنہ بھر سے کم قَے ہوئی اور مُنہ ہی سے دوبارہ لوٹ گئی یا خُود ہی لَوٹا دی، ان دونوں صورتوں میں روزہ نہیں ٹوٹے گا۔

(دُرِّمُختَار ج۳ص ۳۹۳)

درسِ فقہ

روزہ نہ توڑنے والی چیزوں کے بارے میں بیان

بھول کر کھانے پینے کا حکم

اگر بُھول کر کھایا، پیا یا بیوی سے ہمبستری کر لی روزہ نہ ٹوٹا خواہ وہ روزہ فَرض ہو یا نَفْل۔ (دُرِّمُختار، رَدُّ المحتار ج ۳ ص ۳۶۵)

جیسا کہ حضرتِ سَیِّدُنا ابُوہُریرہ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ سے مَروی ہے کہ رحمتِ عالمیان صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم فرماتے ہیں کہ جس روزہ دار نے بُھول کر کھایا پیا وہ اپنے روزہ کو پُورا کرے کہ اُسے اللہ عَزَّ وَجَلَّ نے کِھلایا اور پِلایا۔ (صحیح بُخاری ج ۱ ص ۶۳۶ حدیث ۱۹۳۳)

کِسی روزہ دار کو کھاتے پیتے دیکھیں تَو یاد دِلانا واجِب ہے۔ ہاں اگر روزہ دار بَہُت ہی کمزور ہو کہ یاد دِلانے پر وہ کھانا چھوڑ دے گا جس سے کمزوری اِتنی بڑھ جائے گی کہ اِس کیلئے روزہ رکھنا ہی دُشوار ہوجائے گا۔ لہٰذا اِس صُورت میں یاد نہ دِلانا ہی بہتر ہے۔ (رَدُّالْمُحتَار ج ۳ ص ۳۶۵)

روزے میں دھویں اور غبار کا حکم

روزہ یاد ہونے کے باوُجود بھی مکھّی یا غُبار یا دُھواں حَلْق میں چلے جانے سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔ خواہ غُبار آٹے کا ہو جَو چَکّی پیسنے یا آٹا چھاننے میں اُڑتا ہے یا غَلّہ کا غُبار ہو یا ہَوا سے خاک اُڑی یا جانوروں کے کُھر یا ٹاپ سے۔

(دُرِّمُختار رَدُّالْمُحتَار ج ۳ ص ۳۶۶)

اسی طرح بس یا کار کا دُھواں یا اُن سے غُبار اُڑ کر حَلْق میں پہُنچا اگرچِہ

روزہ دار ہونا یاد تھا، روزہ نہیں ٹوٹے گا۔

اگربتی [Fragrance Sticks] کا حکم

اگربتّی [Fragrance Sticks] سُلگ رہی ہے اور اُس کا دُھواں ناک میں گیا تَو روزہ نہیں ٹوٹے گا۔ ہاں اگر لُوبان یا اگربتّی سُلگ رہی ہو اور روزہ یاد ہونے کے باوُجود مُنہ قریب لے جا کر اُس کا دُھواں ناک سے کھینچا تَو روزہ ٹوٹ جائے گا۔ (رَدُّالْمُحتَار ج۳ ص۳۶۶)

سینگی، تیل اور سرمہ کا حکم

سِینگی لگوائی یا تیل یا سُرمہ لگایا تَو روزہ نہ ٹوٹا اگرچِہ تیل یا سُرمہ کا مزہ حَلْق میں محسوس ہوتا ہو بلکہ تُھوک میں سُرمہ کا رنگ بھی دکھائی دیتا ہو جب بھی روزہ نہیں ٹوٹتا۔
(الجَوْہَرۃ النیرۃ ج ۱ ص ۱۷۹)

غُسل کیا اور پانی کی ٹھنڈک اندر مَحسوس ہوئی جب بھی روزہ نہیں ٹوٹتا۔
(عالمگیری ج ۱ ص ۲۳۰)

کُلّی کی اور پانی منہ سے نکال دیا صِرف کچھ تَری مُنہ میں باقی رہ گئی تھی تُھوک کے ساتھ اِسے نِگل لیا، روزہ نہیں ٹوٹا اور کسی نے دوا کُوٹی اور حَلْق میں اِس کا مزہ محسُوس ہوا روزہ نہیں ٹوٹا۔ (رَدُّالْمُحتَار ج۳ ص۳۶۷)

کان میں پانی ڈالنے، معمولی سی چیز کے اندر جانے کا حکم

کان میں پانی چلا گیا جب بھی روزہ نہیں ٹوٹا۔ بلکہ خود پانی ڈالا جب بھی نہ ٹوٹا۔ تِنکے سے کان کُھجایا اور اُس پر کان کا مَیل لگ گیا پھر وُہی مَیل لگا ہُوا تِنکا کان میں ڈالا اگرچِہ چند بار ایسا کیا ہو جب بھی روزہ نہ ٹوٹا۔ دانت یا مُنہ میں معمولی

سی چیز رہ گئی کہ لُعاب کے ساتھ خود ہی اُتر جائے گی اور وہ اُتر گئی، روزہ نہیں ٹوٹا۔

(دُرِّمُختار ج ۳ص ۳۶۷)

دانتوں سے خُون نِکل کر حَلْق تک پَہُنچا مگر حَلْق سے نیچے نہ اُترا تَو روزہ نہ گیا۔

(فتح القدیر ج ۲ص ۲۵۸)

اگر چہ غِیبت سَخت کبیرہ گُناہ ہے۔ غِیبت کی تَو روزہ نہ ٹوٹا۔

(دُرِّمُختار ج ۳ص ۳۶۲)

غسل فرض ہونے پر روزے کا حکم

غُسل فَرض ہونے کی حالت میں صُبح کی بلکہ اگر چہ سارے دِن بے غُسل رہا روزہ نہ ٹوٹا۔ (دُرِّمُختار ج ۳ص ۳۷۲)

مگر اتنی دیر تک قَصْداً (یعنی جان بُوجھ کر) غُسل نہ کرنا کہ نَماز قَضاء ہوجائے گُناہ وحرام ہے۔ حدیثِ شریف میں فرمایا، جس گھر میں جُنُب ہو اُس میں رَحمت کے فِرِشتے نہیں آتے۔'' (بہارِشریعت حصّہ ۵ص ۱۱۶)

تِل یا تِل کے برابر کوئی چیز چَبائی اور تُھوک کے ساتھ حَلْق سے اُتر گئی تَو روزہ نہ ٹوٹا مگر جب کہ اُس کا مزہ حَلْق میں مَحسُوس ہوتا ہوتو روزہ ٹوٹ گیا۔

(فتح القدیر ج ۲ص ۲۵۹)

تُھوک یا بَلْغَم کو نگلنے کے احکام

تُھوک یا بَلْغَم مُنہ میں آیا پھر اُسے نِگل گئے تَو روزہ نہ گیا۔ اِسی طرح ناک میں رِینٹھ جمع ہوگئی، اگر سانس کے ذَرِیعے کھینچ کر نِگل گئے پھر بھی روزہ نہیں ٹوٹا۔

(رَدُّالْمُحتَار ج ۳ص ۳۷۳)

درسِ فقہ

روزے کے مکروہات کا بیان

اب رَوزہ کے مَکرُوہات کا بَیان کیا جاتا ہے جن کے کرنے سے روزہ ہو تَو جاتا ہے مگر مکروہ ہوتا ہے۔

جُھوٹ ،چُغلی ،غِیبت کا حکم

جُھوٹ ،چُغلی ،غِیبت ،بدنِگاہی، گالی دینا، بِلا اجازتِ شرعی کسی کا دِل دُکھانا، داڑھی مُنڈانا وغیرہ چیزیں ویسے بھی ناجائز وحرام ہیں روزہ میں اور زِیادہ حرام اوران کی وجہ سے روزہ مکروہ ہوجاتا ہے اورروزے کی نورانیَّت چلی جاتی ہے۔

جیسا کہ حدیث میں آیا کہ حضرتِ سَیِّدُنا اَبُوہُرَیرہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ سے رِوایَت ہے ،نُورِ مُجَسَّم، شاہِ بنی آدم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کا فرمان ہے:روزہ سِپَر (یعنی ڈھال) ہے جب تک اُسے پھاڑا نہ ہو۔عَرض کی گئی ،کِس چیز سے پھاڑے گا؟ اِرشاد فرمایا:''جُھوٹ یاغِیبت سے۔'' (الترغیب والترہیب ج ۲ص ۹۴ حدیث ۳)

کوئی چیز چکھنے کا حکم

روزہ دار کا بِلا عُذر کسی چیز کوچَکھنا یا چَبانا مکروہ ہے۔لیکن اگرعورت کا شوہر بدمِزاج ہے کہ نمک کم یازیادہ ہوگا تَو اُس کی ناراضی کا باعِث ہوگا۔اِس وجہ سے عورت کوچکھنے کی اجازت ہے ۔اور اِتنا چھوٹا بَچّہ ہے کہ روٹی نہیں چَبا سکتا اور کوئی نرم غذاء نہیں جو اُسے کِھلائی جاسکے ،نہ حَیض ونِفا س والی یا کوئی اور ایسا ہے کہ اُسے چَبا کر دےتَو بچّہ کو کِھلانے کیلئے روٹی وغیرہ چَبانا مَکرُوہ نہیں اوراسی طرح کوئی چیز خریدی اوراُس کا چکھناضَروری ہے کہ اگر نہ چکھا تَو نقصان ہوگاتَو

ایسی صُورت میں چکھنے میں حَرَج نہیں ۔ (دُرِّمُختار ج ۳ ص ۳۹۵)

مگر چبانے یا چکھنے میں پوری احتیاط رکھئے اگر حَلْق سے نیچے کچھ اُتر گیا تو روزہ ٹوٹ جائے گا۔

روزے میں بیوی کا بوسہ [Kissing] لینے اور گلے لگانے کے احکام

بیوی کا بَوسہ لینا اور گلے لگانا اور بَدَن کو چُھونا مکروہ نہیں۔ہاں اگر یہ اَندیشہ ہوکہ اِنْزال ہوجائے گا یا جِماع میں مُبتَلا ہوگا اور ہَونٹ اور زَبان چُوسنا روزہ میں مُطْلَقاً مکروہ ہیں ۔یُوں ہی مُباشَرتِ فاحِشہ (یعنی شرمگاہ سے شرمگاہ ٹکرانا)مکروہ ہے ۔ (رَدُّالْمُحتار ج ۳ص ۳۹۶)

گُلاب یا مُشک وغیرہ سُونگھنا،داڑھی مُونچھ میں تیل لگانا اور سُرمہ لگانا مکروہ نہیں۔ روزے کی حالت میں ہر قِسم کا عِطْر سُونگھ بھی سکتے ہیں اور کپڑوں پر لگا بھی سکتے ہیں۔ (رَدُّالْمُحتار ج ۳ص ۳۹۷)

روزے میں مسواک کے احکام

روزے میں مِسواک کرنا مکروہ نہیں بلکہ جیسے اور دِنوں میں سُنَّت ہے وَیسے ہی روزہ میں بھی سُنَّت ہے ،مِسواک خُشک ہو یا تَر ،اگر چِہ پانی سے تَر کی ہو،زَوال سے پہلے کریں یا بعد،کسی وَقْت بھی مکروہ نہیں۔ (رَدُّالْمُحتار ج ۳ص ۳۹۹)

حدیث میں آیا کہ حضرتِ سَیِّدُ نا عامِر بن رَبیعہ رضی اللہ عنہما سے رِوایَت ہے:’’میں نے دو جہاں کے مالِک ومختار، شَہَنْشاہِ اَبرار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو روزہ میں مِسواک کرتے دیکھا۔‘‘ (ترمذی ج ۲ص ۱۷۶ الحدیث ۷۲۵)

اکثر لوگوں میں مشہور ہے کہ دوپہر کے بعد روزہ دار کیلئے مِسواک کرنا

مکروہ ہے یہ ہمارے مَذہبِ حنفیہ کے خِلاف ہے۔ اگر مِسواک چبانے سے رَیشے چُھوٹیں یا مزہ مَحسُوس ہوتو ایسی مِسواک روزے میں نہیں کرنا چاہئے۔

(فتاویٰ رضویہ مخرجہ ج ۱۰ ص ۵۱۱)

اگرروزہ یاد ہوتے ہوئے مسواک کا ریشہ یا کوئی جُزحلْق سے نیچے اتر گیا تو روزہ ٹوٹ جائے گا۔

ٹھنڈک کے لیے غسل وکلی کا حکم

وُضو وغُسل کے عِلاوہ ٹھنڈک پہنچانے کی غَرَض سے کُلّی کرنا یا ناک میں پانی چڑھانا یا ٹھنڈک کیلئے نہانا بلکہ بَدَن پر بِھیگا کپڑا لپیٹنا بھی مکروہ نہیں۔ہاں پریشانی ظاہِر کرنے کیلئے بِھیگا کپڑا لپیٹنا مکروہ ہے کہ عِبادَت میں دِل تنگ ہونا اچھّی بات نہیں۔ (رَدُّالْمُحتَار ج ۳ص ۳۹۹)

مُنہ میں تُھوک اِکٹّھا کرکے نِگل جانا،یہ تَو بِغیر روزہ کے بھی ناپسند یدہ ہے اور روزہ میں مکروہ ہے۔ (بہارِشریعت حصّہ ۵ص ۱۲۹)

رمضان میں مشقت والا کام کرنے کا حکم

رَمَضانُ الْمُبارَک کے دِنوں میں ایسا کام کرنا جائز نہیں جس سے ایسی کمزوری آجائے کہ روزہ توڑنے پڑے یا اس کا ظنِ غالب ہو۔لہٰذا نان لگانے والے کو چاہئے کہ دوپہر تک روٹی پکائے پھر باقی دِن میں آرام کرے۔

(دُرِّمُختار ج ۳ص ۴۰۰)

یِہی حُکْم مِعْمار ومزدور اورمَشَقَّت کے کام کرنے والوں کا ہے ۔زیادہ کمزوری کا اَندیشہ ہوتو کام میں کمی کردیں تا کہ روزہ ادا کرسکیں۔

درسِ فقہ

روزہ نہ رکھنے کی مجبوریاں [Excuses]

بعض مجبوریاں ایسی ہیں جن کے سبَب رَمَضانُ المُبارَک میں روزہ نہ رکھنے کی اِجازت ہے۔مگر یہ یادرہے کہ مجبوری میں روزہ مُعاف نہیں وہ مجبوری خَتم ہوجانے کے بعد اس کی قَضاء رکھنا فَرض ہے۔ البتّہ قَضاء کا گُناہ نہیں ہوگا۔وہ مجبوریاں درج ذیل ہیں۔

سفر [Travelling]

[1]: مُسافِر کو روزہ رکھنے یا نہ رکھنے کا اِختِیار ہے۔اگرخوداُس مُسافِر کواوراُس کے ساتھ والے کو روزہ رکھنے میں ضَرَر (یعنی نقصان) نہ پہنچے تو روزہ رکھنا سَفَر میں بہتر ہے اور اگر دونوں یا اُن میں سے کسی ایک کونقصان ہورہا ہوتو روزہ نہ رکھنا بہتر ہے۔ (دُرِّمُختار ج ۳ ص ۴۰۳ سے ۴۰۵)

جیسا کہ سراپا رَحمت، نبی اکرم صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم سے دریافت کیا گیا،سَفر میں روزہ رکھوں؟ آپ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے ارشادفرمایا:''چاہے رکھو، چاہے نہ رکھو۔''

(صحیح بُخاری ج ا ص ۶۴۰ حدیث ۱۹۴۳)

اورحضرتِ سَیِّدُ نا ابُو سَعِید خُدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں،سولھویں رَمَضانُ المُبارَک کو سرورِ کائنات صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے ساتھ ہم جہاد میں گئے،ہم میں بعض نے روزہ رکھا اوربعض نے نہ رکھا۔نہ تو روزہ داروں نے غَیر روزہ داروں پرعَیب لگایا اور نہ اِنھوں نے اُن پر۔ (صحیح مُسلم ص، ۵۶۴ حدیث ۱۱۱۶)

سَفَر کی مِقْدار بھی ذِہن نشین کرلیجئے۔سَیِّدی اعلی حضرت، مولٰینا شاہ احمد

رضا خان علیہ رحمۃُ الرحمٰن کی تحقیق کے مُطابِق شَرْعاً سَفَر کی مِقْدار ساڑھے ستاون میل (یعنی تقریباً بانوے کلومیٹر) ہے جو کوئی اِتنی مِقدار کا فاصِلہ طے کرنے کی غَرَض سے اپنے شہر یا گاؤں کی آبادی سے باہَر نِکل آیا، وہ اب شرعاً مُسافِر ہے۔اُسے روزہ قَضاء کر کے رکھنے کی اِجازت ہے اور نَماز میں بھی وہ قَصر کریگا۔مُسافِر اگر روزہ رکھنا چاہے تَو رکھ سکتا ہے مگر چار رَکْعَت والی فَرض نَمازوں میں اُسے قَصر کرنا واجِب ہے۔نہیں کریگا تَو گُنہگار ہوگا۔اور جَہالَتاً (یعنی علم نہ ہونے کی وجہ سے) پوری (چار) پڑھی تو اس نَماز کا پھیرنا بھی واجب ہے۔

(مُلَخَّصاًفتاوی رضویہ مخرجہ ج۸ص۲۷۰)

[2]: مُسافِر نے ضَحْوَہ کُبریٰ (دوپہر) سے پہلے اِقامت کی اور ابھی کچھ کھایا نہیں تَو روزہ کی نِیَّت کر لینا واجِب ہے۔ (الجَوْہَرۃالنیرۃ ج ا ص۱۸۶)

[3]: دِن میں اگر سَفَر کیا تَو اُس دِن کا روزہ چھوڑ دینے کیلئے آج کا سَفَر عُذر نہیں۔ البَتَّہ اگر دَورانِ سَفر تَوڑ دیں گے تَو کفّارہ لازِم نہ آئے گا مگر گُناہ ضَرور ہوگا۔ اگر سَفَر شُروع کرنے سے پہلے توڑ دیا۔پھر سَفَر کیا تَو شرائط پائے جانے پر کَفّارہ بھی لازِم آئیگا۔ (رَدُّالْمُحتارج ۳ ص۴۱۶)

[4]: اگر دن میں سَفَر شُروع کیا (اور دَورانِ سَفر روزہ توڑا نہ تھا) اور مکان پر کوئی چیز بھول گئے تھے اسے لینے واپَس آئے اور اب اگر آکر روزہ توڑ ڈالا تَو (شرائط پائے جانے کی صورت میں) کفّارہ بھی واجِب ہے۔اگر دَورانِ سَفَر ہی توڑ دیا ہوتا تَو صِرف قضاء رکھنا فَرْض ہوتا۔

(فتاوٰی عالمگیری ج ا ص۲۰۷)

حَمل [PREGNANCY]

حَمل والی یا دُودھ پِلانے والی عورت کو اگر اپنی یا بچّہ کی جان جانے کا صحیح اَندیشہ ہے تو اجازت ہے کہ اِس وقت روزہ نہ رکھے۔خواہ دُودھ پِلانے والی بچّہ کی ماں ہو یا دائی، اگر چہ رَمَضانُ الْمُبارَک میں دُودھ پِلانے کی نوکَری اِختیار کی ہو۔

(دُرِّمُختار، ردُّالْمُحتار ج۳ص۴۰۳)

حضرتِ سَیِّدُنا اَنَس بن مالِک کَعبی رَضِیَ اللہُ عَنْہُ سے رِوایت ہے کہ مدینے کے تاجدار صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ خوشگوار ہے: اللہ عزوجل نے مُسافِر سے آدھی نَماز مُعاف فرمادی۔ (یعنی چار رَکعت والی فَرض نَماز دو رَکعت پڑھے) اور مُسافِر اور دُودھ پِلانے والی حامِلہ سے روزہ مُعاف فرمادیا۔ (کہ اجازت ہے اُس وَقت نہ رکھیں بعد میں وہ مِقدار پُوری کرلیں) (جامع ترمذی ج۲ص۱۷۰ حدیث ۷۱۵)

بھوک اور پیاس [Hunger and Thirst]

بُھوک اور پیاس ایسی ہو کہ ہَلاک کا خوفِ صحیح ہو یا عَقل میں کسی نقصان کا اندیشہ ہو تو روزہ نہ رکھیں۔ (دُرِّمُختار، ردُّالْمُحتار ج۳ص۴۰۲)

مرض [Illness]

مَریض کو مَرض بڑھ جانے یا دیر میں اچھّا ہونے یا تَنْدُرُست کو بیمار ہوجانے کا گُمانِ غالِب ہو تو اِجازت ہے کہ اُس دِن روزہ نہ رکھے۔ (بلکہ بعد میں قَضا کرلے)

(دُرِّمُختار ج۳ص۴۰۳)

اِن صُورتوں میں غالِب گُمان کی قَید ہے، مَحض وَہم ناکافی ہے۔ غالِب گُمان کی تین صُورَتیں ہیں۔ (۱) پہلی صُورت یہ ہے کہ اس کی ظاہِری نِشانی پائی

جاتی ہے(۲)دُوسری یہ کہ اِس شَخص کا ذاتی تجرِبہ ہے ۔ (۳) تیسری یہ کہ کسی مُسلمان حاذِق (یعنی تَجر بہ کار اوراپنے فَنِّ طِب میں ماہر) طَبیبِ مَستُور یعنی غیرِ فاسِق نے اِس کی خبردی ہو۔اور اگر نہ کوئی عَلامَت ہو،نہ تَجرِبہ،نہ اِس قسم کے طَبیب نے اُسے بتایا بلکہ کسی کافِر یافاسِق طَبیب کے کہنے سے اِفطار کرلیا یعنی روزہ توڑ ڈالا تَو شرائط پائے جانے کی صورت میں قَضاء کے ساتھ ساتھ کفّارہ بھی لازِم آئے گا۔

(ردُّ الْمُحتار ج۳ص۴۰۴)

حیض ونفاس[Menstruation]

[1]: حَیض یا نِفاس کی حالت میں نماز، روزہ حرام ہے اور ایسی حالت میں نَماز و روزہ صحیح ہوتے ہی نہیں ۔نیز تِلاوت قُراٰنِ پاک یا قُراٰنِ پاک کی آیاتِ مُقدّسہ یا اُن کا تَرجَمہ چُھونا یہ سب بھی حرام ہے۔

(بہارشریعت حصہ۲ ص۸۹،۸۸)

[2]: حَیض ونِفاس والی کے لئے اِختیار ہے کہ چُھپ کر کھائے یا ظاہِراً۔روزہ دار کی طرح رہنا اُس پرضَروری نہیں ۔مگر چُھپ کر کھانا بہتر ہے خُصُوصاً حَیض والی کے لئے ۔

(الجَوْہَرۃالنیرۃ ج ا ص۱۸۶/بہارشریعت حصہ ۵ ص ۱۳۵)

روزوں کی قضاء کاحکم

جن لوگوں نے اِن مجبوریوں کے سبَب روزہ توڑا اُن پر فَرض ہے کہ اُن روزوں کی قَضَاء رکھیں اور اِن قضاء روزوں میں ترتیب فَرض نہیں ۔ لہٰذا اگر اُن روزوں کی قضا کرنے سے قَبل نَفل روزے رکھےتَو یہ نَفلی روزے ہوگئے،مگر حکم

یہ ہے کہ عُذر جانے کے بعد آئندہ رَمَضانُ الْمُبارَک کے آنے سے پہلے پہلے قَضاء رکھ لیں۔

اگر وَقت گزرتا گیا اور قَضاء روزے نہ رکھے یہاں تک کہ دُوسرا رَمَضان شریف آ گیا تَو اب قَضاء روزے رکھنے کی بجائے پہلے اِسی رَمَضانُ الْمُبارَک کے روزے رکھ لیجئے۔ قَضا ء بعد میں رکھ لیجئے۔ بلکہ اگر غیرِ مَریض و مُسافِر نے قَضاء کی نِیَّت کی جب بھی قَضاء نہیں بلکہ اِسی رَمَضان شریف کے روزے ہیں۔ (دُرِّمُختارج ۳ص ۴۰۵)

شَیخِ فانی [OLDNESS]

''شَیخِ فانی''یعنی وہ مُعَمَّر بُزُرگ جِن کی عُمر اتنی بڑھ چکی ہے کہ اب وہ بے چارے روز بروز کمزور ہی ہوں گے اور اب روزے کی طاقت آنے کی اُمیّد نہ رہی۔ اُنہیں اب روزہ نہ رکھنے کی اِجازت ہے ۔لہٰذا ہر روزہ کے بدلہ میں بطورِ فِدیہ ایک صَدَقہ فِطْر کی مِقدار (دوکلو سے 80 گرام کم) گیہوں یا اُس کا آٹا یا اُن گیہوں کی رقم) مِسکین کو دَیدیں۔ (دُرِّمُختارج ۳ص ۴۱۰)

اگر ایسا بوڑھا گرمیوں میں روزے نہیں رکھ سکتا تو نہ رکھے مگر اِس کے بدلے سردیوں میں رکھنا فرض ہے۔ (ردُّ الْمُحتارج ۳ص ۴۷۲)

فدیہ کے احکام

[1]: اگر فِدْیہ دینے کے بعد روزہ رکھنے کی طاقت آ گئی تَو دیا ہوا فِدْیہ صَدقہ نَفْل ہو گیا۔اُن روزوں کی قَضاء رکھیں۔ (عَالمگیری ج ا ص۲۰۷)

[2]: یہ اِختیار ہے کہ شُروعِ رَمَضان ہی میں پُورے رَمَضان کا ایک دَم

فِدیہ دے دیں یا آخر میں دیں۔ (عالمگیری ج ا ص۲۰۷)

[3]: فِدیہ دینے میں یہ ضَروری نہیں کہ جتنے فِدیے ہوں اُتنے ہی مَساکین کو الگ الگ دیں۔ بلکہ ایک ہی مِسکین کوکئی دِن کے بھی دیئے جاسکتے ہیں۔ (دُرِّمُختارج ۳ص ۴۱۰)

درس فقہ

بعض کام جن کی وجہ سے روزہ توڑنے پر کفارہ وقضاء دونوں واجب ہوتے ہیں

رَمَضانُ الْمُبارَک کا روزہ رکھ کر بغیر کسی صحیح مجبوری کے جان بُوجھ کر توڑ دینے سے بَعض صُورتوں میں قَضاء کے ساتھ ساتھ کفَّارہ بھی لازِم ہوجاتا ہے۔ اِس کے بارے میں مسائل ذکر کیے جاتے ہیں۔ سب سے پہلے روزہ کے کفَّارہ کا طریقہ پڑھ لیجیے۔

روزہ کے کفارہ کا طریقہ

[1]: روزہ توڑنے کا کَفَّارہ یہ ہے کہ مُمکِن ہوتَو ایک باندی یا غُلام آزاد کرے اور یہ نہ کرسکے یعنی غُلام مُیَسَّر نہ ہوں جیسا کہ آج کل لونڈی غُلام نہیں ملتے ۔تَواب پے دَرْ پے ساٹھ روزے رکھے۔ یہ بھی اگر ممکِن نہ ہوتو ساٹھ مِسکِینوں کو پیٹ بھر کر دونوں وَقت کھانا کِھلائے یہ ضروری ہے کہ جس کوایک وقت کھلایا دوسرے وقت بھی اُسی کوکھلائے ۔

[2]: ساٹھ مساکین کوایک ایک صَدَقَۂ فِطر یعنی دوکلو سے 80 گرام کم گندم یا اُس کی رَقم کا مالک کر دیا جائے توبھی کفارہ اداہوجائے گا۔ ایک ہی مسکین کو اکٹھے ساٹھ صَدَقَۂ فِطر نہیں دے سکتے ۔لیکن ایک ہی کوساٹھ

دن تک روزانہ ایک ایک صَدَقَہ فِطر دیں تو جائز ہے۔

[3]: رَوزوں کی صُورت میں (دَورانِ کَفَّارہ) اگر درمیان میں ایک دِن کا بھی روزہ چُھوٹ گیا تَو پھر نئے سرے سے ساٹھ روزے رکھنے ہوں گے، پہلے کے روزے شامِلِ حِساب نہ ہوں گے اگر چِہ اُنسٹھ رکھ چُکا تھا۔ چاہے بیماری وغیرہ کسی بھی عُذْر کے سبب چُھوٹا ہو۔ ہاں عورت کو اگر حَیض آجائے تَو حَیض کی وجہ سے جتنے ناغے ہوئے، یہ ناغے شُمار نہیں کئے جائیں گے۔ یعنی پہلے کے روزے اور حَیض کے بعد والے دونوں مِل کر ساٹھ ہوجانے سے کَفَّارہ ادا ہوجائے گا۔

(مُلَخَّص از ردالمحتار ج۳ ص ۳۹۰)

شرائط کفارہ

ان میں سے کسی ایک بھی شرط کے نہ پائے جانے سے کفارہ ساقط ہوجائے گا۔ اور سب شرائط کے پائے جانے سے قضاء کے ساتھ ساتھ کفارہ بھی واجب ہوگا۔

[1]: کفارہ رمضان کا ایسا روزہ توڑنے پر واجب ہوگا جس روزے کی نیت رات کو یعنی غروب آفتاب سے لے کر طلوع فجر کے درمیان کسی بھی ٹائم میں کی گئی ہوگی اور عموما لوگ نیت اسی وقت ہی کرتے ہیں۔

[2]: ایسی چیز سے روزہ توڑنے پر کفارہ واجب ہوگا جس سے طبیعت نفرت نہ کرتی ہو۔

[3]: قصدًا جان بوجھ کر روزہ توڑنے سے کفارہ واجب ہوگا۔

[4]: کسی شرعی مجبوری کے بغیر روزہ توڑنے پر کفارہ واجب ہوگا۔

[5]: روزہ توڑنے کے بعد غروب آفتاب تک کوئی ایسا اَمر واقع نہ ہوا ہو جو

روزہ کے مُنافی ہے۔مثلاً روزہ توڑنے کے بعد عورت کو اس دن حیض یا نفاس آ گیا یا روزہ توڑنے کے بعد اسی دن میں ایسا بیمار ہوا جس میں روزہ نہ رکھنے کی اجازت ہے تو کفّارہ ساقِط ہو گیا۔

آیئے ان شرائط کے پیشِ نظر ہم چند مسائل بیان کرتے ہیں۔

[1]: ردالمحتار میں علامہ شامی فرماتے ہیں کہ رَمَضانُ المُبارَک میں کسی عاقِل بالِغ مُقیم (یعنی جو مُسافِر نہ ہو) نے ادائے روزہ رَمَضان کی نِیَّت سے روزہ رکھااور بِغیر کِسی صحیح مجبوری کے جان بُوجھ کر جماع کیا یا کروایا ، یا کوئی بھی چیز لذّت کیلئے کھائی یا پی تَو روزہ ٹوٹ گیااور اِس کی قضاء اور کَفّارہ دونوں لازِم ہیں۔ (رَدُّالمُحتَار ج ۳ص۳۸۸)

[2]: جس جگہ سے روزہ توڑنے سے کَفّارہ لازِم آتا ہے،اُس میں شرط یہ ہے کہ رات ہی سے رَمَضانُ المُبَارَک کے روزہ کی نِیَّت کی ہو۔اگر دِن میں نیَّت کی اورتوڑ دیا تو کفّارہ لازم نہیں۔صرف قَضاء کافی ہے۔

(الجوہرۃ النیرۃ ج ا ص۱۸۰)

[3]: اپنا لُعاب تُھوک کر چاٹ لیایا دُوسرے کا تُھوک نِگل لیا تَو کَفّارہ نہیں [کیونکہ تھوک سے طبیعت گھن کرتی ہے] مگر محبوب کالذّت یا مُعَظّمِ دینی (یعنی بُزُرگ) کاتبَرُّک کےطور پرتُھوک نِگل لیاتَو کَفّارہ لازِم ہے۔

(عالمگیری ج ا ص۲۰۳)

[4]: خَربُوزہ یا تَربُوز کا چِھلکا کھایا۔اگر خُشک ہو یا ایسا ہوکہ لوگ اِس کے کھانے سے گِھن کرتے ہوں،تو کَفّارہ نہیں،ورنہ ہے۔

(عالمگیری ج ا ص۲۰۲)

[5]: کچّے چاول، باجرہ، مَسُوْر، مُونگ کھائی تَو کَفّارہ لازِم نہیں، یہی حکم کچّے جَو کا ہے اور بُھنے ہوئے ہوں تو کفّارہ لازِم ہے۔ (عالمگیری ج ا ص ۲۰۲)

[6]: سَحَری کا نِوالہ مُنہ میں تھا کہ صُبحِ صادِق کا وَقْت ہوگیا، یا بُھول کر کھا رہے تھے، نِوالہ مُنہ میں تھا کہ یاد آ گیا، پھر بھی نِگل لیا تو اِن دونوں صُورتوں میں کَفّارہ واجِب ہے اور اگر نوالہ مُنہ سے نِکال کر پھر کھالیا ہوتو صِرف قَضاء واجِب ہوگی کَفّارہ نہیں۔ (عالمگیری ج ا ص ۲۰۳)

[7]: باری سے بُخار آتا تھا اور آج باری کا دِن تھالہٰذا یہ گُمان کر کے کہ بُخار آئے گا، روزہ قصْداً توڑ دیا تَو اِس صُورت میں کَفّارہ ساقِط ہے یُوں ہی عورت کو مُعَیَّن تارِیخ پر حَیض آتا تھا اور آج حَیض آنے کا دِن تھا اُس نے قَصْداً روزہ توڑ دیا اور حیض نہ آیا تَو کَفّارہ ساقِط ہوگیا۔ (یعنی کَفّارہ کی ضَرورت نہیں صرف قَضاء کافی ہے) (دُرِّمُختار، رَدُّالْمُحتَار ج ۳ص ۳۹۱)

[8]: کَفّارہ لازِم ہونے کے لئے یہ بھی ضَروری ہے کہ روزہ توڑنے کے بعدکوئی ایسا اَمْر واقِع نہ ہوا ہوجو روزہ کے مُنافی ہے یا بِغیر اختیار ایسا اَمْر نہ پایا گیا ہوجس کی وجہ سے روزہ توڑنے کی رخصت ہوتی مثلاً عورت کو اس دن حیض یا نفاس آ گیا یا روزہ توڑنے کے بعد اسی دن میں ایسا بیمار ہوا جس میں روزہ نہ رکھنے کی اجازت ہے تو کفّارہ ساقِط ہے اور سفر سے ساقِط نہ ہوگا کہ یہ اختیاری اَمْر ہے۔ (الجَوْہَرۃ النیرۃ ج ا ص ۱۸۱)

[9]: جن صورتوں میں روزہ توڑنے پر کفّارہ لازِم نہیں ان میں شرط ہے کہ ایک بار ایسا ہوا ہو اور معصیّت (یعنی نافرمانی) کا قصد (ارادہ) نہ کیا ہو ورنہ ان میں کفّارہ دینا ہوگا۔ (اَلدُّرُالْمُخْتَار و رَدُّالْمُحْتَار ج ۳ص ۴۴۰)

[10]: اِحتِلام ہوا اور اسے معلوم بھی تھا کہ روزہ نہ گیا اِس کے باوُجود کھالیا تو کَفّارہ لازِم ہے۔ (رَدُّالْمُحتَار ج ۳ص ۳۷۵)

[11]: قے آئی یا بُھول کر کھایا یا جِماع کیا اور اِن سب صُورتوں میں اِسے معلوم تھا کہ روزہ نہ گیا پھر بھی کھالیا تو کَفّارہ لازِم نہیں۔

(رَدُّالْمُحتَار ج ۳ص ۳۷۵)

ایک ہی رمضان کے کئی روزوں کا کفارہ ایک ہے

اگر دو روزے توڑے تو دونوں کیلئے دو کَفّارے دے اگرچِہ پہلے کا اَبھی کَفّارہ ادا نہ کیا تھا جبکہ دونوں دورَمَضان کے ہوں اور اگر دونوں روزے ایک ہی رَمَضان کے ہوں اور پہلے کا کَفّارہ نہ ادا کیا ہو تو ایک ہی کَفّارہ دونوں کیلئے کافی ہے۔

(الجَوْہَرۃ النیرۃ ج ا ص ۱۸۲)

درسِ فقہ

بعض کام جن کی وجہ روزہ توڑنے پر صرف قضاء واجب ہوتی ہے

کسی شرعی مجبوری کے باعث روزہ توڑنا

[1]: کسی چیز کے کھانے پر قتل یا عُضو کاٹ ڈالنے یا شدید مار لگانے کی صحیح دھمکی دی گئی ہو یعنی اِکْراہِ شرعی پایا گیا ہو۔ اس صورت میں روزہ توڑنے پر صرف قضاء ہی لازم ہوگی۔ اگرچہ اپنے ہاتھ سے ہی کھایا ہو۔

(دُرِّ مُختار ج ۳ص ۴۰۲)

[2]: دِن میں اگر سَفر کیا تو اُس دِن کا روزہ چھوڑ دینے کیلئے آج کا سَفر عُذر نہیں۔ البتّہ اگر دَورانِ سَفر توڑ دیں گے تو کفّارہ لازِم نہ آئے گا صرف

قضاء ہو گی مگر گُناہ ضَرور ہوگا۔ (رَدُّالمُحتَارج ۳ ص ۴۱۶)

[3]: سانپ نے ڈَس لیا اور جان خَطرے میں پڑگئی تَو روزہ توڑدے۔ اس کی صرف قضاء واجب ہوگی کفارہ نہیں۔ (رَدُّالمُحتَارج ۳ص ۴۰۲)

[4]: اسی طرح ہی بخار یا کسی اور مرض کی وجہ سے جان خطرے میں پڑ گئی مریض روزہ توڑسکتا ہے اس کی صرف قضاء واجب ہوگی۔

ناک میں دوائی چڑھانے سے صرف قضاء واجب

روزہ کی حالت میں ناک میں دَوا چڑھائی تَو روزہ ٹوٹ گیااور اِس کی قَضاء لازِم ہے۔ (دُرِّمُختارج ۳ص ۳۷۶)

ایسی چیز کھانا جن سے لوگ گِھن کھاتے ہوں

پتھّر ،کنکر ،ایسی مِٹّی (جو عادَتاًنہ کھائی جاتی ہو)رُوئی ،گھاس ،کاغذ وغیرہ ایسی چیزیں کھائیں جن سے لوگ گِھن کرتے ہوں۔اِن سے بھی روزہ تَو ٹوٹ گیامگر صِرف قَضاء کرنا ہوگا۔اسی طرح بَہُت سارا پسینہ یا آنسو نِگل لیا تَو روزہ ٹوٹ گیا،قَضاء کرنا ہوگا۔ (دُرِّمُختارج ۳ص۳۷۷سے ۳۷۸)

بلااختیار وقصد روزے کا ٹوٹ جانا

بارِش کا پانی یا اَوْلا حلْق میں چلا گیا تَو روزہ ٹوٹ گیا اور قَضاء لازِم ہے۔ (دُرِّمُختارج ۳ص ۳۷۸)

وُضُو کررہے تھے پانی ناک میں ڈالا اور دِماغ تک چڑھ گیا یاحَلْق کے نیچے اُتر گیا،روزہ دار ہونا یادتھا تَو روزہ ٹوٹ گیا اور قَضاء لازِم ہے۔ ہاں اگر اُس وَقْت روزہ دار ہونا یادنہیں تھا تَو روزہ نہ گیا۔ (عالمگیری ج ا ص ۲۰۲)

گمان میں غلطی کی وجہ سے روزہ توڑنا

گُمان کیا کہ ابھی تَو رات باقی ہے، سَحَری کھاتے رہے اور بعد میں پتا چلا کہ سَحَری کا وَقْت خَتْم ہو چُکا تھا۔ اِس صُورت میں بھی روزہ گیا اور قَضاء کرنا ہوگا۔

(رَدُّالْمُحتَارج ۳ص ۳۸۰)

اِسی طرح گمان کر کے کہ سُورج غُروب ہو چُکا ہے۔ کھا پی لیا اور بعد میں معلوم ہوا کہ سورج نہیں ڈوبا تھا جب بھی روزہ ٹوٹ گیا اور قضاء کریں۔

(رَدُّالْمُحتَارج ۳ص ۳۸۰)

اگر غُروبِ آفتاب سے پہلے ہی سائرن کی آواز گُونج اُٹھی یا اذانِ مَغْرِب شُروع ہوگئی اور آپ نے روزہ اِفْطَار کرلیا۔ اور پھر بعد میں معلوم ہوا کہ سائرن یا اَذان تَو وَقْت سے پہلے ہی شُروع ہوگئے تھے۔ اِس میں آپ کا قُصُور ہو یا نہ ہو بَہر حال روزہ ٹوٹ گیا اِسے قضاء کرنا ہوگا۔

(ماخوذ مِن رَدِّالْمُحتَارج ۳ص ۳۸۳)

اگر کسی نے یہ گُمان کیا کہ صُبْح نہیں ہوئی اور کھایا، پیا یا، جماع کیا بعد کو معلوم ہوا کہ صُبْح ہو چکی تھی تَو روزہ نہ ہوا، اِس روزہ کی قَضاء کرنا ضَروری ہے یعنی رمضان کے بعد اِس روزہ کے بدلے میں ایک روزہ رکھنا ہوگا۔

(رَدُّالْمُحتَارج ۳ص ۳۸۰)

بُھول کر کھایا، پیا یا جماع کیا تھا یا نظر کرنے سے اِنْزال ہوا تھا یا اِحتِلام ہوا یا قَے ہوئی اور ان سب صُورَتوں میں یہ گُمان کیا کہ روزہ ٹوٹ گیا [حالانکہ اس سے روزہ نہیں ٹوٹتا]۔ اب قَصْداً کھالیا تَو صِرف قَضاء فَرض ہے۔ (دُرِّ مُختارج ۳ص ۳۷۵)

درسِ فقہ

نفل روزے کے بارے میں شرعی احکام

[1]: نَفْل روزہ قَصْداً شُروع کرنے والے پر اب پُورا کرنا واجِب ہوجاتا ہے کہ توڑ دیا تو قَضاء واجِب ہوگی۔ (رَدُّالْمُحتَارج ۳ص ۴۱۱)

[2]: نَفل روزہ قَصْداً نہیں توڑا بلکہ بِلا اِختیار ٹوٹ گیا۔مَثَلاً دَورانِ روزہ عورت کوحَیض آ گیا، جب بھی قَضاء واجِب ہے۔

(دُرِّمُختارج ۳ص ۴۱۲)

[3]: عیدُ الفِطر یا بَقَر عید کے چار دِن یعنی ۱۰،۱۱، ۱۲، ۱۳ ذُوالحِجّۃِ الْحرام میں سے کسی بھی دِن کا روزہ نَفْل رکھا تو چُونکہ اِن پانچ دِنوں میں روزہ رکھنا حرام ہے لہٰذا اِس روزہ کا پورا کرنا واجِب نہیں ۔نہ اِس کے توڑنے پر قضاء واجِب ، بلکہ اِس کا توڑ دینا ہی واجِب ہے ۔اور اگر اِن دِنوں میں روزہ رکھنے کی مَنَّت مانی تو مَنَّت پُوری کرنی واجِب ہے مگر اِن دِنوں میں نہیں، بلکہ اور دِنوں میں۔ (ردُّالْمحتارج ۳ص ۴۱۲)

کن روزوں کے لیے اجازت ضروری ہے کن کے لیے نہیں

[1]: رَمَضانُ الْمُبارَک اور قَضائے رَمَضانُ الْمُبارَک کیلئے شوہَر کی اِجازت کی کچھ ضَرورت نہیں بلکہ اُس کی مُمانَعت پر بھی رکھے۔

(درمختار، ردالمحتارج ۳ص ۴۱۵)

[2]: اگرآپ کسی کے ملازِم ہیں یا اُس کے یہاں مزدُوری پر کام کرتے ہیں تو اُس کی اِجازت کے بِغیر نَفل روزہ نہیں رکھ سکتے کیوں کہ روزہ کی وجہ

سے کام میں سُستی آئے گی۔ہاں۔اگر روزہ رکھنے کے باوُجُود آپ باقاعِدہ کام کرسکتے ہیں،اُس کے کام میں کسی قِسم کی کوتاہی نہیں ہوتی،کام پُورا ہوجاتا ہے۔تَواب نَفل روزہ کی اِجازت لینے کی ضَرورت نہیں۔

(رَدُّالْمُحتَار ج ۳ص ۴۱۶)

[3]: ماں باپ اگر بیٹے کو روزہ نَفل سے مَنع کردیں اِس وجہ سے کہ مَرَض کا اندیشہ ہے تو ماں باپ کی اِطاعت کرے۔ (رَدُّالْمُحتَار ج ۳ص ۴۱۶)

نفل روزہ توڑنے کے اعذار [Excuses]

[1]: نَفل روزہ بِلاعُذْر توڑ دینا ناجائز ہے۔مہمان کے ساتھ اگر مَیز بان نہ کھائے گا تو اُسے ناگوار ہوگا یا مہمان اگر کھانا نہ کھائے گا تو میزبان کو اَذِیَّت ہوگی تو نفل روزہ توڑدینے کیلئے یہ عُذر ہے۔بَشَرطیکہ یہ بَھروسہ ہو کہ اِس کی قَضاء رکھ لے گا اور ضَحْوَہ کُبرٰی سے پہلے توڑدے اس کے بعد اجازت نہیں۔ (عالمگیری ج ا ص ۲۰۸)

[2]: دعوت کے سبب ضَحْوَہ کُبرٰی سے پہلے روزہ توڑسکتا ہے جبکہ دعوت کرنے والا اس کے نہ کھانے کے سبب ناراض ہو بشرطیکہ یہ بھروسہ ہو کہ بعد میں رکھ لے گا،لہٰذا اب روزہ توڑ لے اور اُس کی قضا رکھے۔لیکن اگر دعوت کرنے والا مَحض اس کی موجودگی پر راضی ہو جائے اور نہ کھانے پر ناراض نہ ہو تو روزہ توڑنے کی اجازت نہیں ہے۔

(فتاویٰ عالمگیری، ج ا ،ص ۲۰۸)

[3]: نَفْل روزہ زَوَال کے بعد ماں باپ کی ناراضی کے سَبَب توڑسکتا ہے۔

اور اِس میں عَصر سے پہلے تک توڑ سکتا ہے بعدِ عصر نہیں۔

(دُرِّمُختار، رَدُّالْمُحتَار ج ۳ص ۴۱۴)

[4]: عورت بِغیر شَوہَر کی اِجازت کے نَفل اور مَنَّت وقَسم کے روزے نہ رکھّے اور رکھ لئے تو شَوہَر تڑواسکتا ہے مگر توڑے گی تو قَضاء واجِب ہوگی مگر اِس کی قضاء میں بھی شوہَر کی اِجازت دَرْکار ہے۔ ہاں اگر روزہ رکھنے میں شَوہَر کا کچھ حَرَج نہ ہو،مَثَلاً وہ سَفر میں ہے یا بیمار ہے یا اِحرام میں ہے تَو ان حالتوں میں بِغیر اِجازت کے بھی قضاء رکھ سکتی ہے بلکہ وہ مَنْع کرے جب بھی رکھ سکتی ہے۔البتَّہ اِن دنوں میں بھی شوہَر کی اِجازت کے بِغیر نَفل روزہ نہیں رکھ سکتی۔ (ردُّالْمحتار ج ۳ص ۴۱۵)

روزے کے جدید مسائل کے بارے میں سوال جواب

سوال: روزہ کا لغوی معنی کیا ہے؟

جواب: لغت میں صوم کا مطلب ہے اَلْاِمْسَاکُ وَالْکَفُ عَن الشَّیئِ کسی شے سے رک جانا اور کسے شے سے باز رہنا۔ اور اصطلاحی تعریف "الامساکُ نَھَاراعَنِ الْمُفَطِّرَاتِ بِنِیَّۃٍ مِنْ اَھْلِه مِنْ طُلُوْعِ الْفَجْرِاِلٰی غُرُوْبِ الشَّمْس" شریعت میں روزہ سے مراد یہ ہے کہ طلوعِ فجر سے لے غروبِ شمس تک ایسی تمام چیزوں سے باز رہنا جن سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے اس کی طرف سے جو روزہ کی نیت کا اہل ہو۔ ایسی حیثیت کو روزہ کہا جاتا ہے۔ (اللُباب 162)

اس تعریف میں تھوڑی سی توجہ طلب بات یہ ہے کہ کھانے پینے اور جماع

سے رکنے کے ساتھ ساتھ نیت کا اہل ہونا بھی ضروری ہے۔ مطلب یہ ہے کہ اگر کافر آدمی صبح سے لے کر شام تک ان تینوں کاموں سے رکا رہے تو روزہ دار نہیں کہلائے گا کیونکہ وہ نیت کا اہل نہیں۔ اسی طرح حائضہ اور نفسا عورتیں صبح سے لے کر شام تک رکی رہیں تو روزہ دار نہیں کہلائیں گے کیونکہ وہ نیت کی اہل نہیں۔ تو نیت کی اہلیت کا ہونا ضروری ہے۔

روزے کی حالت میں بام یا وکس سونگھنا

سوال: کیا زکام کی حالت میں ناک کھولنے کے لیے روزہ دار کو بام یا وکس سونگھنا جائز ہے؟

جواب: بام یا وکس کا بھی وہی حکم ہے جو عطر کا ہے یعنی بلا قصد اس کے سونگھنے سے روزہ نہ جائے گا کیونکہ اس کے سونگھنے سے کوئی ایسی شے حلق میں نہیں جاتی جو روزہ ٹوٹنے کا باعث ہو چنانچہ روزے کی حالت میں اس کا سونگھنا جائز اور ایسی وکس جو سر درد کی صورت میں پیشانی پر لگائے جاتے ہیں یا کسی عضو میں درد ہو تو اس پر لگائے جاتے ہیں اس سے روزہ فاسد نہیں ہوتا کیونکہ بدن کے مساموں کے ذریعے پانی تیل یا کوئی اور چیز اندر جائے تو اس سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔

اور ہاں اگر وکس نتھنوں کے اندر لگایا گیا اور اس کے اجزاء حلق کے راستے اندر چلے گئے تو روزہ ٹوٹ جائے گا۔

اور وکس کی بھاپ لینا دھوئیں کی طرح ہے اور اس سے روزہ ٹوٹ جائے گا۔

روزے کی حالت میں انجکشن کا حکم

سوال: کیا روزے کی حالت میں انجکشن لگوانا جائز ہے؟ کیا اس سے روزہ نہیں ٹوٹتا؟

جواب: روزے کی حالت میں انجکشن لگوانے سے روزہ نہیں ٹوٹتا خواہ وہ رگ میں لگایا جانے والا انجکشن ہو یا پٹھوں میں۔ہم اس پر تین دلائل پیش کرتے ہیں۔

[1]: سانپ کے کاٹنے سے روزہ نہیں ٹوٹتا حالانکہ سانپ کے کاٹنے پر بھی زہر جسم میں داخل ہو جاتا ہے مگر اس کے باوجود فقہائے کرام نے اسے مفسد صوم نہیں کہا بلکہ اسے ان اعذار میں شمار فرمایا کہ جن کی وجہ سے روزہ افطار کرنا جائز ہوتا ہے۔

الدر المختار میں روزہ توڑنے کے اعذار کو بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ:

"فَصْلٌ فِي الْعَوَارِضِ الْمُبِيحَةِ لِعَدَمِ الصَّوْمِ وَقَدْ ذَكَرَ الْمُصَنِّفُ مِنْهَا خَمْسَةً وَبَقِيَ الْإِكْرَاهُ وَخَوْفُ هَلَاكٍ أَوْ نُقْصَانُ عَقْلٍ وَلَوْ بِعَطَشٍ أَوْ جُوعٍ شَدِيدٍ وَلَسْعَةِ حَيَّةٍ"

ترجمہ: اور مصنف نے روزہ توڑنے کے اعذار میں سے پانچ ذکر کیے ہیں اور باقی یہ ہیں اکراہ اور ہلاکت کا خوف یا عقل کے ضائع ہو جانے کا خوف اگرچہ پیاس یا شدید بھوک کی وجہ سے ہو اور سانپ کے کاٹنے کی وجہ سے۔

(الدر المختار مع حاشیہ الطحاوی جلد 1 صفحہ 438)

علامہ سید احمد طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ لسعۃ حیہ کی شرح میں فرماتے ہیں۔

"اِنْ الرجل اِذَا لَدَغَتْهُ حَيَّةٌ فَاَفْطَرَ لِيَشْرَبَ الدَّوَاءَ"

یعنی اگر کسی آدمی کو سانپ کاٹ لے تو دوا پینے کے لیے روزہ توڑنا جائز ہے۔

(حاشیہ الطحطاوی علی الدرالمختار جلد 1 صفحہ 438)

مذکورہ بالا عبارت سے واضح ہوا کہ سانپ کے کاٹنے سے روزہ نہیں جاتا بلکہ اس کے بعد دوا پی کر روزہ کو توڑنے کی اجازت ہے اور انجکشن بھی سانپ کے کاٹنے کی مثل ہے لہٰذا اگر کسی ضرورت کی وجہ سے انجکشن لگوایا جائے تو بلا کراہت جائز ہے۔

[2]: اور معدے میں انجکشن کے ذریعے دوا نہیں بلکہ اس کا اثر پہنچتا ہے۔اس وجہ سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔اگر ہم مان لیں کہ دوا ہی معدے تک جاتی ہے تو یہ رگوں یا پٹھوں کے مسام کے ذریعے پہنچتی ہے اور یہ فقہ حنفی کا مسلمہ قاعدہ ہے کہ جو چیز جوف میں مساموں کے ذریعے سے داخل ہو وہ روزے کو فاسد نہیں کرتی۔جیسا کہ تیل لگانے اور سرمہ لگانے سے روزہ نہیں ٹوٹتا اگرچہ اس کا ذائقہ حلق میں محسوس ہو اور اگرچہ سرمہ کا رنگ تھوک میں پایا جائے۔کیونکہ یہ اس کا اثر ہے جو ڈائریکٹ یا کسی مَنْفَذْ [سوراخ] حلق تک نہیں بلکہ مساموں کے ذریعے حلق تک پہنچتا ہے جیسا کہ درمختار میں ہے کہ

"أَوْ أَدْهَنَ أَوْ اكْتَحَلَ أَوْ احْتَجَمَ وَإِنْ وَجَدَ طَعْمَهُ اى طَعْمَ الْكُحْلِ أَوْ الدُّهْنِ فِي حَلْقِهِ كَمَا فِي السِّرَاجِ وَكَذَا لَوْ بَزَقَ فَوَجَدَ لَوْنَهُ فِي الْأَصَحِّ بَحْرٌ قَالَ فِي النَّهْرِ؛ لِأَنَّ الْمَوْجُودَ فِي حَلْقِهِ أَثَرٌ دَاخِلٌ مِنْ الْمَسَامِّ الَّذِى هُوَ خَلَلُ الْبَدَنِ وَالْمُفْطِرُ إنَّمَا هُوَ الدَّاخِلُ مِنْ الْمَنَافِذِ"

اگر کسی نے تیل یا سرمہ یا پچھنا لگایا اس کا روزہ نہیں ٹوٹے گا اگرچہ تیل

یا سرمہ کا ذائقہ حلق میں محسوس ہو جیسا کہ سراج میں ہے اور اسی طرح ہی جب وہ تھوکے تو سرمہ کا رنگ نظر آئے تو بھی روزہ نہیں ٹوٹے گا اور نہر میں ہے کیونکہ حلق میں مسام کے ذریعے اثر پہنچا ہے جب کہ روزہ تو اس وقت ٹوٹتا ہے جب کوئی چیز منافذ کے ذریعے اندر جائے۔

[3]: اور ہماری فقہ کی کتابوں میں ہے کہ غسل کرنے سے روزہ نہیں ٹوٹتا اگرچہ اس کی ٹھنڈک محسوس کرے۔ حالانکہ غسل کرنے سے پانی جسم کی جلد میں موجود باریک سوراخوں کے ذریعے جسم کے اندر جاتا ہے اس سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔

جیسا کہ فتاوی شامی میں ہے کہ "لِاتِّفَاقِ عَلَى أَنَّ مَنْ اغْتَسَلَ فِي مَاءٍ فَوَجَدَ بَرْدَهُ فِي بَاطِنِهِ أَنَّهُ لَا يُفْطِرُ" کہ اس پر اتفاق ہے کہ اگر کوئی پانی میں غسل کرے اور وہ اس کی ٹھنڈک پیٹ میں محسوس کرے پھر بھی اس کا روزہ نہیں ٹوٹے گا۔

[ردالمحتار باب مایفسدالصوم ومالا یفسدہ ج 2 ص 396]

اور اسی طرح ہی بحر میں ہے کہ

"وَالدَّاخِلُ مِنْ الْمَسَامِّ لَا مِنْ الْمَسَالِكِ فَلَا يُنَافِيهِ كَمَا لَوْ اغْتَسَلَ بِالْمَاءِ الْبَارِدِ، وَوَجَدَ بَرْدَهُ فِي كَبِدِهِ"

[بحرالرائق باب مایفسدالصوم ومالا یفسدہ ج 2 ص 293]

حالت روزہ میں ڈرپ لگوانا

سوال: کیا روزہ کی حالت میں ڈرپ لگوا سکتے ہیں؟

جواب: روزہ کی حالت میں ڈرپ لگوانا جائز ہے اس سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔ اس کے وہی دلائل ہیں جو انجکشن لگانے کے ہیں۔

لوبان، اگر بتی، روم اسپرے اور عطر کا مسئلہ

سوال: اگر روزہ دار کسی ایسے کمرے میں داخل ہو جائے جہاں لوبان یا اگر بتی جل رہی ہو یا کمرے میں روم اسپرے کیا ہوا ہو یا اپنے ہاتھ یا کپڑوں پر عطر لگا کر یا شیشی پر ناک رکھ کر سونگھے تو کیا روزہ برقرار رہے گا؟

جواب: لوبان اور اگر بتی کا وہی حکم ہے جو دھوئیں اور غبار کا ہے۔ یعنی اگر روزہ یاد ہونے کی صورت میں دھواں اندر لے جانے کی نیت سے ناک قریب کر کے سونگھا تو روزہ ٹوٹ جائے گا اور اگر روزہ دار ہونا یاد نہ ہو یعنی بھولے سے سونگھا تو روزہ نہ جائے گا۔ جبکہ روم اسپرے کی کمرے میں پھیلی ہوئی خوشبو یا عطر سونگھنے سے مطلقاً روزہ نہ ٹوٹے گا کیونکہ عطر سونگھنے سے کوئی ایسی مادی چیز حلق میں نہیں جاتی جو ٹوٹنے کا باعث بن سکے خواہ عطر کی شیشی کے منہ پر ناک رکھ کر سونگھا جائے یا کپڑوں اور ہاتھوں پر لگا کر سونگھا جائے۔

چنانچہ علامہ ابن عابدین شامی فرماتے ہیں:

"حَتّٰی لَوْ تَبَخَّرَ بُخُوْرٌ فَاٰوَاہُ اِلٰی نفسہٖ وَ اَشْتَمَہٗ ذَاکِراً لِصومِہٖ لا مکانِ التَحَرُّزِ عنہُ و ھٰذا مِمَّا یُغْفَلُ کَثِیْرٌ مِنَ النَّاسِ وَ لَا یَتَوَھَّمُ اَنَّہٗ کشَمِّ الوردِ وَ مَائِہٖ وَالْمِسْكِ لِوُضُوْحِ الْفَرْقِ بَیْنَ ھَوَائٍ تَطَیَّبَ بِرِیْحِ الْمِسْكِ وَ شِبْھِہٖ وَ بَیْنَ جوھرِ دُخَانٍ وَصَلَ اِلٰی جَوْفِہٖ بِفِعْلِہٖ"

ترجمہ: ''حتی کہ اگر خوشبو سلگ رہی تھی اور اس نے روزہ یاد ہوتے ہوئے اسے قریب کیا اور سونگھا تو روزہ ٹوٹ جائے گا کیونکہ اس سے بچنا ممکن ہے۔

یہ وہ بات ہے کہ جس سے بہت سے لوگ غافل ہیں۔ یہ وہم نہ کیا جائے کہ یہ گلاب یا اس کے عرق یا مشک کے سونگھنے کی طرح ہے کیونکہ ایسی ہوا جو کہ مشک یا اس کے مشابہ شے سے معطر ہو اور اس کے دھوئیں کے مابین واضح فرق ہے۔ (ردِ المحتار جلد 3 صفحہ 366 مطبوعہ مکتبہ امدادیہ)

روزے کی حالت میں خون کا نکالنا

سوال: روزے کی حالت میں بعض امراض کی تشخیص کے لیے مریض کے جسم سے خون نکالنا کیسا ہے؟

جواب: اس قسم کی ضرورت کے لیے روزہ دار کے جسم سے خون نکالنا بلا کراہت جائز ہے اور اس عمل سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔ ہاں البتہ اتنی مقدار میں خون نکالنا جو کہ کمزوری کا باعث ہو مکروہ ہے۔ اس مسئلے کی مثال کتب فقہ میں سینگی لگوانے کا مسئلہ ہے جو کہ قدیم طبی طریقہ کار تھا۔

چنانچہ فتاویٰ عالمگیری میں ہے:

"وَلَا بَأْسَ بِالْحَجَامَةِ اِمِنَ عَلٰی نَفْسِہِ الضُعْفَ اَمَّا اِذَا خَافَ فَاِنَّہٗ یَکْرَہُ"

ترجمہ: اگر کمزوری کا خوف نہ ہو تو سینگی لگوانے میں کوئی حرج نہیں۔ اگر کمزوری کا خوف ہو تو مکروہ ہے۔ (فتاویٰ عالمگیری جلد 1 ص 200-199)

آنکھ یا کان میں دوا ڈالنے کا مسئلہ

سوال: کیا روزے کی حالت میں کان یا آنکھ میں دوا ڈالنے سے روزہ ٹوٹ جائے گا؟

جواب: جدید طبی تحقیقات کے مطابق آنکھ میں دوا ڈالنے سے روزہ ٹوٹ جائے گا اور کان میں دوا ڈالنے سے روزہ نہیں ٹوٹے گا۔ کیونکہ آنکھ اور حلق کے درمیان

منفذ ہے اور کان اور حلق کے درمیان منفذ (Route) نہیں ہے۔

(دلائل کی وضاحت کے لیے تفہیم المسائل جلد 1 ص 192، مطبوعہ ضیاء القرآن پبلی کیشنز) اور (روزے کے جدید فقہی مسائل صفحہ 51 مطبوعہ نشر الاسلام پبلشرز کراچی) سے رجوع کریں۔

سرمہ لگانے کا مسئلہ

سوال: سرمہ لگانے سے روزہ کیوں نہیں ٹوٹتا؟

جواب: چونکہ روزے کی حالت میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے سرمہ لگانے کی اجازت دی ہے اور وہ شارع مجاز ہیں، لہٰذا خلافِ قیاس استحساناً سرمہ لگانے سے روزہ نہیں ٹوٹے گا۔

"رُوِیَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللہُ عَنْهَا اَنَّهُ اِکْتَحَلَ وَهُوَ صَائِمٌ"

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے سرمہ لگایا اس حال میں کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم روزہ دار تھے۔

(بحوالہ حاشیہ نورالایضاح صفحہ 155 مطبوعہ ضیاء العلوم پبلی کیشنز)

کان کا پردہ پھٹ جائے تو دوا یا تیل ڈالنے کا حکم

سوال: کیا اگر کان کا پردہ پھٹا ہوا ہو تو پھر دوا یا تیل ڈالنے سے روزہ ٹوٹ جائے گا؟

جواب: جی ہاں کان کا پردہ پھٹا ہوا ہو تو پھر دوا یا تیل ڈالنے سے روزہ ٹوٹ جائے گا کیونکہ پھر کان اور حلق کے درمیان منفذ بن جاتا ہے۔

ان ہیلر (INHALER) سے سانس لینا

سوال: دمے کے مریض عام طور پر سانس کو بحال رکھنے کے لیے دن میں متعدد

بار پمپ (Inhaler Oxigen)) کے ذریعے سے آکسیجن لیتے ہیں۔ کیا روزہ اس سے ٹوٹ جائے گا؟

جواب: ان ھیلر کے ذریعے سے سانس لینے سے روزہ ٹوٹ جائے گا کیونکہ یہ بات مشاہدے سے ثابت ہے کہ ان ھیلر میں موجود مادہ مائع کی صورت میں ہوتا ہے۔ اس مادہ کے اجزاء مریض کے پھیپھڑوں میں پہنچتے ہیں اور نالیاں کھل جاتی ہیں اور مریض آسانی سے سانس لینے لگتا ہے۔ لہٰذا ان ھیلر کے استعمال سے روزہ ٹوٹ جائے گا اور یہ مسئلہ قصداً دھواں لینے کی طرح ہے۔

دوا (Medicin) کے ذریعے حیض و نفاس بند کر لینا

سوال: اگر کوئی عورت دوا کھا کر حیض و نفاس بند کر لے تو کیا اس کے لیے روزہ رکھنا جائز ہے؟

جواب: اگر دوا کھانے سے یا کسی اور وجہ سے حیض و نفاس بند ہو جائیں تو روزہ رکھنا جائز ہے۔

نوٹ: خیال رہے کہ اس طرح حیض و نفاس کو روکنا طبی نقطہ نظر سے سخت نقصان دہ ہے۔

رخصت روزہ اور آج کل کے آسان سفر

سوال: دورِ حاضر میں بعض صورتوں میں سفر بہت پر سہولت ہو گیا ہے۔ بطورِ خاص ایئر کنڈیشنڈ بس یا ٹرین کی ایئر کنڈیشنڈ بوگی یا جہاز میں تو کوئی زیادہ مشقت پیش نہیں آتی۔ کیا ان صورتوں میں بھی روزہ چھوڑنا جائز ہے؟

جواب: بلا شبہ فی زمانہ بعض صورتوں میں سفر بہت پر سکون ہو گیا ہے مگر اس

سکون و آسانی کے باوجود بھی مسافر پر لازم نہیں ہے کہ اس سفر میں روزہ رکھے کیونکہ سفر میں روزہ نہ رکھنے کی رخصت نص قطعی سے ثابت ہے۔ اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے:

فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَرِيْضًا اَوْ عَلٰى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ اُخَرَ

ترجمہ **کنز الایمان:** ''تو تم میں جو کوئی بیمار یا سفر میں ہو تو اتنے روزے اور دنوں میں رکھ لے۔ (پارہ 2 سورۃ البقرۃ: آیت 184)

سوال: **بعض بیماریوں میں بھوک، پیاس تو نقصان دہ نہیں ہوتی لیکن اگر دوا نہ کھائی جائے تو سخت تکلیف کا اندیشہ ہوتا ہے یا مرض دیر سے صحیح ہوگا۔ تو کیا ایسی صورت میں روزہ چھوڑنا جائز ہے؟**

جواب: اس صورت میں اگر مریض کو گمان غالب ہو یا تجربہ سے یہ بات معلوم ہو چکی ہو یا غیر فاسق ماہر ڈاکٹر نے بتایا ہو کہ روزہ رکھنا مریض کے لیے سخت ضرر کا باعث ہے یا مرض دیر سے صحیح ہوگا تو اسے اجازت ہے کہ روزہ نہ رکھے اور بعد میں قضاء کر لے۔ جوہرہ نیرہ میں ہے:

"وَمَنْ كَانَ مَرِيْضًا فِيْ شَهْرِ رَمَضَانَ فَخَافَ اِنْ صَامَ زَادَ مَرَضُهٗ اَفْطَرَ وَقَضٰى"

ترجمہ: جو رمضان کے مہینے میں بیمار ہو اور روزہ رکھنے سے مرض کے بڑھنے کا خوف ہو تو روزہ نہ رکھے بعد میں قضاء کرے۔ (جوہرہ حصہ 1 ص 17)

اور اسی میں ہے:

"كَذَا اِذْ كَانَ صَامَ يَتَاَخَّرُ عَنْهُ الْبُرْءُ يَجُوْزُ لَهٗ اَنْ يُّفْطِرَ"

اسی طرح اگر روزہ رکھے گا تو مرض دیر سے درست

ہوگا تواس کے لیے روزہ چھوڑنا جائز ہے۔

(جوہرہ حصہ 1 ص 17)

صدر الشریعہ مولانا امجد علی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ مریض کو مرض بڑھ جانے یا دیر میں اچھا ہونے یا تندرست کو بیمار ہوجانے کا گمان غالب ہو یا خادم یا خادمہ کو نا قابل برداشت ضعف کا غالب گمان ہوتو ان سب کو اجازت ہے کہ اس دن روزہ نہ رکھیں۔ (بہارِشریعت جلد نمبر 1 حصہ صفحہ 66)

کسی اور ملک میں روزے پورے کرآیا مگر پاکستان میں رمضان ہو

سوال: اگر کوئی شخص سعودی عرب میں عید کا چاند دیکھ کر پاکستان آیا مگر یہاں ابھی ایک اور روزہ باقی تھا تو کیا وہ ایک روزہ رکھے گا؟

جواب: وہ شخص ایک روزہ مزید رکھے گا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ

ترجمہ **کنز الایمان:** ''تو تم میں جو کوئی یہ مہینے پائے ضرور اس کے روزے رکھے۔

حدیث پاک میں ہے:

''عَنْ اَبِی هُرَیْرَةَ رضی الله عنه اَنَّ النَّبِیَّ قَالَ الصَّوْمِ یَوْمَ تَصُوْمُوْنَ وَالْفِطْرُ یَوْمَ تَفْطِرُوْنَ وَالْاَضْحٰی یَوْمَ تضحون'' (ترمذی شریف صفحہ 88)

ترجمہ: ''حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ روزہ اس دن ہے جب تم لوگ روزہ رکھو اور افطار اس دن ہے جب تم افطار کرو اور قربانی اس دن ہے جب تم قربانی کرو۔''

پس جب یہ شخص دن میں پاکستان پہنچے گا تو یہاں لوگ روزے سے ہوں گے اور رات میں آیا تو اگلے دن روزہ رکھیں گے۔ چنانچہ حدیث شریف کے مطابق اس پر بھی روزہ لازم ہو جائے گا۔

نیز یہ کہ پاکستان اور سعودی عرب میں عملاً اختلاف مطالع معتبر ہے حتی کہ اگر پاکستان میں شرعی طریقے سے بھی سعودی عرب کا چاند ثابت ہو جائے تو لوگ اس کے مطابق روزہ نہیں رکھتے بلکہ پاکستان میں چاند نظر آنے کا انتظار کرتے ہیں چنانچہ اس اعتبار سے اس شخص پر یہاں کے مطلع کے احکام لازم ہوں گے اور وہ روزہ رکھے گا۔

اور اسی طرح ہی یہ پاکستان سے ستائیس یا اٹھائیس رمضان کو سعودی عرب جائے اور وہاں عید ہوگی تو ظاہر ہے کہ سعودی عرب کے اعتبار سے اس کا ایک یا دو روزے کم ہوں گے۔ چنانچہ جب اس شخص کے اٹھائیس روزے ہوں گے وہاں انتیس یا تیس روزے ہو چکے ہوں گے۔اگر وہاں انتیس ہوئے تو اس شخص پر ایک روزے کی قضاء اور اگر وہاں تیس روزے ہوئے تو اس پر دو روزوں کی قضا لازم ہوگی کیونکہ اب اس پر سعودی عرب کے مطلع کے احکام جاری ہوں گے۔

سوال: جہاں چھ ماہ کا دن اور چھ ماہ کی راتیں ہوں وہاں روزے کا کیا حکم ہے؟

جواب: ان علاقوں میں رہنے والے عاقل بالغ مسلمان اگر رمضان کا مہینہ پا لیں تو ان پر روزہ فرض ہوگا۔اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ

ترجمہ کنزالایمان: ''تو تم میں جو کوئی یہ مہینے پائے ضرور اس کے روزے رکھے۔

اس آیت کے مطابق ہر اس مسلمان پر روزہ فرض ہے جو اس مہینے کو پا لے اور اس ماہ کو پانے سے مراد اسی مہینے میں مکلف شرعی ہونا ہے چنانچہ ان علاقوں میں رہنے والے تمام عاقل بالغ مسلمان جو رمضان کا مہینہ پائیں، ان پر روزہ فرض ہے مگر چونکہ ان کے علاقوں میں سحری اور افطاری کا وقت نہیں آتا چنانچہ وہ لوگ قریب کے شہروں کے مطابق روزہ رکھیں گے اور اسی کے مطابق افطار کریں گے۔ جیسا کہ علامہ سید احمد طحطاوی فرماتے ہیں:

"یَقْدِرُوْنَ فِی الصَّوْمِ لَیْلَهُمْ بِاَقْرَبِ بَلَدٍ یَلِیْهِمْ ثُمَّ یُمْسِکُوْنَ اِلَی الْغُرُوْبِ بِاَقْرَبِ بَلَدٍ اِلَیْهِمْ"

ترجمہ: "اور روزے میں اپنی رات کا اندازہ قریب کے شہر سے کریں گے پھر اپنے قریب کے شہر کے وقت مغرب تک رکے رہیں گے۔" (یعنی روزہ رکھیں گے)

روزے کی حالت میں لپ اسٹک لگانا

سوال: روزے کی حالت میں لپ اسٹک لگانا کیسا ہے؟ کیا اس کے ذرات پیٹ میں جانے سے روزہ ٹوٹ جائے گا؟

جواب: ویسے تو لپ اسٹک مفسد صوم نہیں ہے لیکن اگر ہونٹوں پر زبان پھیرنے کی عادت ہے اور اس سے لپ اسٹک کے ذرات پیٹ میں چلے جاتے ہیں تو روزہ ٹوٹ جائے گا۔ لہٰذا احتیاط بہتر ہے۔

مشت زنی اور غیر سبیلین میں جماع کرنا

سوال: کیا مشت زنی یا غیر سبیلین (اگلی یا پچھلی شرم گاہ کے علاوہ) کے مقام میں جماع کیا اور انزال ہو گیا تو روزہ فاسد ہو جائے گا؟

جواب: اگر مشت زنی یا غیر سبیلین میں جماع کرنے سے انزال ہو گیا تو روزہ

ٹوٹ جائے گا اور اگر انزال نہ ہوا تو روزہ نہ جائے گا۔ جیسا کہ علامہ علاؤ الدین الحصکفی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"اَوْ جَامَعَ فِیْمَا دُوْنَ الْفَرْجِ وَ لَمْ یَنْزِلْ یعنی فِیْ غَیْرِ سَبِیْلَیْنِ کَسُرَّۃٍ وَ فَخْذٍ وَ کَذَا الاستمناء بِالْکَفِّ وَ اِنْ کُرِہَ تَحْرِیْماً لِحَدِیْثِ نَاکِحِ الْیَدِ مَلْعُوْنٌ"

(الدر المختار مع ردِ المحتار: جلد 3 ص 370,371)

ترجمہ: ''اور اگر شرمگاہ کے علاوہ مثلاً ناف یا ران میں جماع کیا مگر انزال نہ ہوا تو روزہ نہیں ٹوٹے گا اور یہی حکم مشت زنی کا ہے۔ اگرچہ یہ فعل مکروہِ تحریمی ہے۔ حدیث شریف ''مشت زن لعنتی ہے'' کی وجہ سے۔

مسوڑھوں سے خون نکلنا

سوال: کیا مسوڑھوں سے اگر خون نکلا اور حلق سے نیچے اترا تو روزہ ٹوٹ جائے گا؟

جواب: صدر الشریعہ بدر الطریقہ مولانا امجد علی اعظمی رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں۔ دانتوں سے خون نکل کر حلق سے نیچے اترا اور خون تھوک سے زیادہ یا برابر یا کم تھا مگر اس کا مزہ حلق میں محسوس ہوا تو ان سب صورتوں میں روزہ جاتا رہا اور اگر کم تھا اور مزہ بھی محسوس نہ ہوا تو نہیں ٹوٹا۔

(بہارِ شریعت جلد 1 حصہ 5 صفحہ 59)

ہائی بلڈ پریشر اور ذیابیطس (شوگر) والے مریض

سوال: جب مریض کو شوگر زیادہ ہو اور گولیاں زیادہ لینی پڑتی ہوں جس سے وقفہ وقفہ سے بھوک لگتی ہو۔ اسی طرح جب بلڈ پریشر ہائی ہو تو مریض کو پانی زیادہ پینا پڑتا ہے۔ ان دونوں مریضوں کے لیے روزے کا کیا حکم ہے؟

جواب: ماہِ رمضان شریف کے روزوں کی فرضیت قطعی ہے اور احادیث میں اس

کے روزے رکھنے کی بہت زیادہ تاکید آئی ہے۔کوشش یہی کرنی چاہیے کہ روزہ رکھا جائے صرف ڈاکٹروں کے کہنے پر اکتفاء نہ کیا جائے ہاں اگر روزہ رکھنے سے مرض میں اضافہ ہو رہا ہے تو روزہ نہ رکھے بعد میں صحت یابی کے بعد پورے کر لے ۔اگر روزہ رکھنے سے مرض میں اضافہ نہیں ہو رہا تو ضرور ضرور روزہ رکھیے کہ روزہ صحت جسمانی کا بھی ضامن ہے۔آقا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا''تَصُوْمُوْا تَصِحُّوا ''روزہ رکھو صحت حاصل کرو۔

حالت روزہ میں ٹوتھ پیسٹ کا حکم

سوال: کیا روزے کی حالت میں ٹوتھ پیسٹ کر سکتے ہیں؟

جواب: روزہ کی حالت میں ٹوتھ پیسٹ کرنا منع ہے کہ اس کے باریک اجزاء حلق میں جانے کا اندیشہ ہوتا ہے اور اگر اس کے اجزاء اندر چلے گئے تو روزہ ٹوٹ جائے گا۔

بیان نمبر 7

فرض زکوۃ کا بیان

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سیدِالاَنْبِیَاءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ۝

اَمَّا بَعْدُ۝ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم ط بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم۝

قال اللّٰہُ تعالٰی فِی کَلَامِہِ المَجِیدِ۝

وَالَّذِیْنَ یَکْنِزُوْنَ الذَّھَبَ وَالْفِضَّۃَ وَلَا یُنْفِقُوْنَھَا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ لا فَبَشِّرْھُمْ بِعَذَابٍ اَلِیْمٍ ﴿۳۴﴾ وَقَالَ فِیْ مَقَامٍ آخَرَ۝ اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ ط یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا ﴿۵۶﴾

پڑھیے

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلیکَ یَا رَسُولَ اللّٰہِ وَعَلٰی آلِکَ وَاَصحَابِکَ یَا حَبِیبَ اللّٰہِ

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلیکَ یَا رَسُولَ اللّٰہِ وَعَلٰی آلِکَ وَاَصحَابِکَ یَا نُورَ اللّٰہِ

حمد و صلٰوۃ کے بعد سامعین کرام اور میرے مسلمان بھائیو! آیت کریمہ آپ کے سامنے تلاوت فرمائی کہ اللہ عزوجل فرماتا ہے کہ

وَالَّذِیْنَ یَکْنِزُوْنَ الذَّھَبَ وَالْفِضَّۃَ وَلَا یُنْفِقُوْنَھَا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ لا فَبَشِّرْھُمْ بِعَذَابٍ اَلِیْمٍ ﴿۳۴﴾ یَّوْمَ یُحْمٰی عَلَیْھَا فِیْ نَارِ جَھَنَّمَ فَتُکْوٰی بِھَا جِبَاھُھُمْ وَجُنُوْبُھُمْ وَظُھُوْرُھُمْ ط ھٰذَا مَا کَنَزْتُمْ لِاَنْفُسِکُمْ فَذُوْقُوْا مَا کُنْتُمْ تَکْنِزُوْنَ ﴿۳۵﴾

جو لوگ سونا اور چاندی جمع کرتے اور اُسے اللہ (عزوجل) کی راہ میں خرچ نہیں کرتے ہیں، انھیں دردناک عذاب کی خوشخبری سنادو، جس دن آتش جہنم میں وہ تپائے جائیں گے اور اُن سے اُن کی پیشانیاں اور کروٹیں اور پیٹھیں داغی جائیں گی (اور اُن سے کہا جائے گا) یہ وہ ہے جو تم نے اپنے نفس کے لیے جمع کیا تھا تو اب چکھو جو جمع کرتے تھے۔ [پ۱۰ التوبۃ: ۳۴۔۳۵]

زکوۃ نہ دینے والے کا انجام

صحیح مسلم شریف میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں۔

"مَا مِنْ صَاحِبِ ذَهَبٍ وَلَا فِضَّةٍ، لَا يُؤَدِّي مِنْهَا حَقَّهَا، إِلَّا إِذَا كَانَ يَوْمُ الْقِيَامَةِ، صُفِّحَتْ لَهُ صَفَائِحُ مِنْ نَارٍ، فَأُحْمِيَ عَلَيْهَا فِي نَارِ جَهَنَّمَ، فَيُكْوَى بِهَا جَنْبُهُ وَجَبِينُهُ وَظَهْرُهُ"

جو شخص سونے چاندی کا مالک ہو اور اس کا حق ادا نہ کرے تو جب قیامت کا دن ہوگا اس کے لیے آگ کے پتّر بنائے جائیں گے ان پر جہنم کی آگ بھڑکائی جائے گی اور اُن سے اُس کی کروٹ اور پیشانی اور پیٹھ داغی جائے گی۔

"كُلَّمَا بَرَدَتْ أُعِيدَتْ لَهُ، فِي يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهُ خَمْسِينَ أَلْفَ سَنَةٍ، حَتَّى يُقْضَى بَيْنَ الْعِبَادِ، فَيَرَى سَبِيلَهُ، إِمَّا إِلَى الْجَنَّةِ، وَإِمَّا إِلَى النَّارِ"

جب ٹھنڈے ہونے پر آئیں گے پھر ویسے ہی کردیے جائیں گے۔ یہ معاملہ اس دن کا ہے جس کی مقدار پچاس ہزار برس ہے یہاں تک کہ بندوں کے درمیان فیصلہ ہوجائے، اب وہ اپنی راہ دیکھے گا خواہ جنت کی طرف جائے یا جہنم کی طرف۔

اور اونٹ کے بارے میں فرمایا: جو اس کا حق نہیں ادا کرتا، قیامت کے دن ہموار میدان میں لٹا دیا جائے گا اور وہ اونٹ سب کے سب نہایت فربہ ہو کر آئیں گے، پاؤں سے اُسے روندیں گے اور مونھ سے کاٹیں گے، جب ان کی پچھلی جماعت گزر جائے گی، پہلی لوٹے گی اور گائے اور بکریوں کے بارے میں فرمایا: کہ اس شخص کو ہموار میدان میں لٹائیں گے اور وہ سب کی سب آئیں گی، نہ ان میں مُڑے ہوئے سینگ کی کوئی ہوگی، نہ بے سینگ کی، نہ ٹوٹے سینگ کی اور سینگوں سے ماریں گی اور کھروں سے روندیں گی۔

[''صحیح مسلم''، کتاب الزکاۃ، باب إثم مانع الزکاۃ، الحدیث: ۹۸۷، ص ۴۹۱]

کنجوسی کا انجام

حضرت سیدنا یزید بن میسرہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''ہم سے پہلی امتوں میں ایک شخص تھا جس نے بہت زیادہ مال ومتاع جمع کیا ہوا تھا، اور اس کی اولاد بھی کافی تھی، طرح طرح کی نعمتیں اسے میسر تھیں، کثیر مال ہونے کے باوجود وہ انتہائی کنجوس تھا۔ اللہ عزوجل کی راہ میں کچھ بھی خرچ نہ کرتا، ہر وقت اسی کوشش میں رہتا کہ کسی طرح میری دولت میں اضافہ ہوجائے۔ جب وہ بہت زیادہ مال جمع کر چکا تو اپنے آپ سے کہنے لگا: 'اب تو میں خوب عیش وعشرت کی زندگی گزاروں گا۔ چنانچہ وہ اپنے اہل وعیال کے ساتھ خوب عیش وعشرت سے رہنے لگا۔

بہت سے خُدّام ہر وقت ہاتھ باندھے اس کے حکم کے منتظر رہتے، الغرض! وہ ان دنیاوی آسائشوں میں ایسا مگن ہوا کہ اپنی موت کو بالکل بھول گیا۔ ایک دن ملک الموت حضرت سیدنا عزرائیل علیہ السلام ایک فقیر کی صورت میں اس کے گھر

آئے، اور دروازہ کھٹکھٹایا۔ غلام فوراً دروازے کی طرف دوڑے، اور جیسے ہی دروازہ کھولا تو سامنے ایک فقیر کو پایا، اُس سے پوچھا: ''تو یہاں کس لئے آیا ہے؟'' ملک الموت علیہ السلام نے جواب دیا: ''جاؤ، اپنے مالک کو باہر بھیجو مجھے اُسی سے کام ہے۔''

خادموں نے جھوٹ بولتے ہوئے کہا: ''وہ تو تیرے ہی جیسے کسی فقیر کی مدد کرنے باہر گئے ہیں۔''

''حضرت سیدنا ملک الموت علیہ السلام یہ سن کر وہاں سے چلے گئے۔'' کچھ دیر بعد دوبارہ آئے اور دروازہ کھٹکھٹایا، غلام باہر آئے تو ان سے کہا: '' جاؤ، اور اپنے آقا سے کہو: مَیں ملک الموت علیہ السلام ہوں۔''

جب اس مالدار شخص نے یہ بات سنی تو بہت خوف زدہ ہوا اور اپنے غلاموں سے کہا: ''جاؤ، اور ان سے بہت نرمی سے گفتگو کرو۔'' خدام باہر آئے اور حضرت سیدنا ملک الموت علیہ السلام سے کہنے لگے: ''آپ ہمارے آقا کے بدلے کسی اور کی روح قبض کرلیں اور اسے چھوڑ دیں، اللہ عزوجل آپ کو برکتیں عطا فرمائے۔''

حضرت سیدنا ملک الموت علیہ السلام نے فرمایا: ''ایسا ہرگز نہیں ہوسکتا۔'' پھر ملک الموت علیہ السلام اندر تشریف لے گئے، اور اس مالدار شخص سے کہا: '' تجھے جو وصیت کرنی ہے کرلے، میں تیری روح قبض کئے بغیر یہاں سے نہیں جاؤں گا۔''

یہ سن کر سب گھر والے چیخ اُٹھے، اور رونا دھونا شروع کردیا، اس شخص نے اپنے گھر والوں اور غلاموں سے کہا: ''سونے چاندی سے بھرے ہوئے

صندوق اور تابوت کھول دو، اور میری تمام دولت میرے سامنے لے آؤ۔'' فوراً حکم کی تعمیل ہوئی ،اور سارا خزانہ اس کے قدموں میں ڈھیر کردیا گیا۔ وہ شخص سونے چاندی کے ڈھیر کے پاس آیا اور کہنے لگا:''اے ذلیل وبدترین مال! تجھ پر لعنت ہو،تو نے ہی مجھے پروردگار عزوجل کے ذکر سے غافل رکھا،تو نے ہی مجھے آخرت کی تیاری سے روکے رکھا۔'' یہ سن کر وہ مال اس سے کہنے لگا:'' تو مجھے ملامت نہ کر، کیا تو وہی نہیں کہ دنیاداروں کی نظروں میں حقیر تھا؟ میں نے تیری عزت بڑھائی۔ میری ہی وجہ سے تیری رسائی بادشاہوں کے دربار تک ہوئی ورنہ غریب ونیک لوگ تو وہاں تک پہنچ ہی نہیں سکتے، میری ہی وجہ سے تیرا نکاح شہزادیوں اور امیرزادیوں سے ہوا۔ ورنہ غریب لوگ ان سے کہاں شادی کر سکتے ہیں۔ اب یہ تو تیری بدبختی ہے کہ تو نے مجھے شیطانی کاموں میں خرچ کیا۔اگر تو مجھے اللہ عزوجل کے کاموں میں خرچ کرتا تو یہ ذلت ورسوائی تیرا مقدر نہ بنتی۔کیا میں نے تجھ سے کہا تھا کہ تو مجھے نیک کاموں میں خرچ نہ کر؟ آج کے دن میں نہیں بلکہ تو زیادہ ملامت ولعنت کا مستحق ہے۔ [عیون الحکایات ج1 ص75]

اجل نے نہ کسریٰ ہی چھوڑا نہ دارا اسی سے سکندر سا فاتح بھی ہارا
ہر اک لے کے کیا کیا نہ حسرت سدھارا پڑا رہ گیا سب یونہی ٹھاٹھ سارا
جگہ جی لگانے کی دنیا نہیں ہے یہ عبرت کی جا ہے تماشا نہیں ہے

موت کے وقت کنجوس بندے کی جانے والی حسرت کو اللہ تعالی عزوجل بیان کرتے ہوئے فرماتا ہے۔

''وَ اَنۡفِقُوۡا مِنۡ مَّا رَزَقۡنٰکُمۡ مِّنۡ قَبۡلِ اَنۡ یَّاۡتِیَ اَحَدَکُمُ الۡمَوۡتُ فَیَقُوۡلَ رَبِّ لَوۡ

لَآ اَخَّرْتَنِیْٓ اِلٰٓی اَجَلٍ قَرِیْبٍ ۙ فَاَصَّدَّقَ وَ اَكُنْ مِّنَ الصّٰلِحِیْنَ ﴿۱۰﴾ وَلَنْ يُّؤَخِّرَ اللّٰهُ نَفْسًا اِذَا جَآءَ اَجَلُهَا ؕ وَاللّٰهُ خَبِیْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۱﴾ "

ترجمہ کنزالایمان : اور ہمارے دیئے میں سے کچھ ہماری راہ میں خرچ کرو قبل اس کے کہ تم میں کسی کو موت آئے پھر کہنے لگے اے میرے رب تو نے مجھے تھوڑی مدت تک کیوں مہلت نہ دی کہ میں صدقہ دیتا اور نیکوں میں ہوتا اور ہرگز اللہ کسی جان کو مہلت نہ دے گا جب اس کا وعدہ آجائے اور اللہ کو تمہارے کاموں کی خبر ہے۔ [المنافقون: 11-10]

بادل کو حکم کہ فلاں کے کھیت کو سیراب کر

اللہ عزوجل کی راہ میں خرچ کرنے سے مال کم نہیں ہوتا بلکہ غائب سے اس کی روزی کے انتظامات ہوتے ہیں۔جیسا کہ صحیح مسلم شریف میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں:

"بَیْنَا رَجُلٌ بِفَلَاةٍ مِنَ الْاَرْضِ، فَسَمِعَ صَوْتًا فِی سَحَابَةٍ اسْقِ حَدِیقَةَ فُلَانٍ"

''ایک شخص جنگل میں تھا، اُس نے اَبر میں ایک آواز سُنی کہ فلاں کے باغ کو سیراب کر، وہ اَبر ایک کنارہ کو ہوگیا اور اُس نے پانی سنگستان میں گرایا اور ایک نالی نے وہ سارا پانی لے لیا، وہ شخص پانی کے پیچھے ہولیا، ایک شخص کو دیکھا کہ اپنے باغ میں کھڑا ہوا کُھرپیا سے پانی پھیر رہا ہے۔ اُس نے کہا، اے اللہ (عزوجل) کے بندے! تیرا کیا نام ہے؟ اُس نے کہا، فلاں نام، وہی نام جو اُس نے اَبر میں سے سُنا۔ اُس نے کہا، اے اللہ (عزوجل) کے بندے! تُو میرا نام کیوں پوچھتا ہے؟ اُس نے کہا، میں نے اُس اَبر میں سے جس کا یہ پانی ہے، ایک

آواز سُنی کہ وہ تیرا نام لے کر کہتا ہے، فلاں کے باغ کو سیراب کر۔

"فَمَا تَصْنَعُ فِيهَا" تو تُو کیا کرتا ہے (کہ تیرا نام لے کر پانی بھیجا جاتا ہے)؟ جواب دیا کہ جو کچھ پیدا ہوتا اس کے [تین حصے کرتا ہوں]۔" فَأَتَصَدَّقُ بِثُلُثِهِ، وَآكُلُ أَنَا وَعِيَالِي ثُلُثًا، وَأَرُدُّ فِيهَا ثُلُثَهُ" ایک تہائی خیرات کرتا ہوں اور ایک تہائی میں اور میرے بال بچے کھاتے ہیں اور ایک تہائی بونے کے لیے رکھتا ہوں۔

[''صحیح مسلم''، کتاب الزھد والرقائق، باب فضل الانفاق علی المساکین وابن السبیل، الحدیث: ۲۹۸۴، ص ۱۵۹۳]

بعض اوقات اللہ عزوجل مال دے کر آزماتا ہے۔اب آیئے میں آپ کو وہ واقعہ سناوں جس کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیان فرمایا اور صحابہ کرام نے سنا اور جو بخاری و مسلم دونوں کتابوں میں موجود ہے۔

برص والا، گنجا، اور اندھا

صحیحین میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں:

"إِنَّ ثَلَاثَةً فِي بَنِي إِسْرَائِيلَ أَبْرَصَ، وَأَقْرَعَ، وَأَعْمَى، فَأَرَادَ اللهُ أَنْ يَبْتَلِيَهُمْ، فَبَعَثَ إِلَيْهِمْ مَلَكًا"

بنی اسرائیل میں تین شخص تھے۔ایک برص والا، دوسرا گنجا، تیسرا اندھا۔ اللہ عزوجل نے ان کا امتحان لینا چاہا، ان کے پاس ایک فرشتہ بھیجا۔

"فَأَتَى الْأَبْرَصَ، فَقَالَ أَيُّ شَيْءٍ أَحَبُّ إِلَيْكَ قَالَ لَوْنٌ حَسَنٌ، وَجِلْدٌ حَسَنٌ"

وہ فرشتہ برص والے کے پاس آیا۔ اس سے پوچھا، تجھے کیا چیز زیادہ محبوب ہے؟ اُس نے کہا: اچھا رنگ اور اچھا چمڑا اور یہ بات

جاتی رہے، جس سے لوگ گھن کرتے ہیں۔ فرشتہ نے اس پر ہاتھ
پھیرا، وہ گھن کی چیز جاتی رہی اور اچھا رنگ اور اچھی کھال اسے
دی گئی، فرشتے نے کہا: تجھے کونسا مال زیادہ محبوب ہے؟ اُس نے
اونٹ کہا۔ اُسے دس ۱۰ مہینے کی حاملہ اونٹنی دی اور کہا کہ اللہ تعالیٰ
تیرے لیے اس میں برکت دے۔

" فَأَتَى الْأَقْرَعَ، فَقَالَ أَيُّ شَيْءٍ أَحَبُّ إِلَيْكَ، قَالَ شَعَرٌ حَسَنٌ "
پھر گنجے کے پاس آیا، اُس سے کہا: تجھے کیا شے زیادہ محبوب
ہے؟ اُس نے کہا: خوبصورت بال اور یہ جاتا رہے، جس سے
لوگ مجھ سے گھن کرتے ہیں۔

فَمَسَحَهُ فَذَهَبَ عَنْهُ فرشتے نے اس پر ہاتھ پھیرا، وہ بات جاتی رہی اور
خوبصورت بال اُسے دیے گئے، اُس سے کہا: تجھے کون سا مال محبوب ہے؟ اُس
نے گائے بتائی۔ ایک گابھن گائے اُسے دی گئی اور کہا اللہ تعالیٰ تیرے لیے اس
میں برکت دے۔

" فَأَتَى الْأَعْمَى، فَقَالَ أَيُّ شَيْءٍ أَحَبُّ إِلَيْكَ قَالَ أَنْ يَرُدَّ اللهُ إِلَيَّ بَصَرِى "
پھر اندھے کے پاس آیا اور کہا: تجھے کیا چیز زیادہ محبوب ہے؟ اُس نے
کہا: یہ کہ اللہ تعالیٰ میری نگاہ واپس دے کہ میں لوگوں کو دیکھوں۔ فرشتہ نے ہاتھ
پھیرا، اللہ تعالیٰ نے اُس کی نگاہ واپس دی۔ فرشتہ نے پوچھا، تجھے کونسا مال زیادہ
پسند ہے؟ اُس نے کہا: بکری۔ اُسے ایک گابھن بکری دی۔ اب اونٹنی اور گائے اور
بکری سب کے بچے ہوئے، ایک کے لیے اونٹوں سے جنگل بھر گیا۔ دوسرے

کے لیے گائے سے، تیسرے کے لیے بکریوں سے۔

پھر وہ فرشتہ برص والے کے پاس اُس کی صورت اور ہیئات میں ہوکر آیا (یعنی برص والا بن کر) اور کہا: میں مردِ مسکین ہوں، میرے سفر میں وسائل منقطع ہو گئے، پہنچنے کی صورت میرے لیے آج نظر نہیں آتی، مگر اللہ (عزوجل) کی مدد سے پھر تیری مدد سے، میں اُس کے واسطے سے جس نے تجھے خوبصورت رنگ اور اچھا چمڑا اور مال دیا ہے۔ ایک اونٹ کا سوال کرتا ہوں، جس سے میں سفر میں مقصد تک پہنچ جاؤں۔ اُس نے جواب دیا: حقوق بہت ہیں۔ فرشتے نے کہا: گویا میں تجھے پہچانتا ہوں، کیا تو کوڑھی نہ تھا کہ لوگ تجھ سے گھن کرتے تھے، فقیر نہ تھا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے تجھے مال دیا، اُس نے کہا: میں تو اس مال کا نسلاً بعد نسلٍ وارث کیا گیا ہوں۔

"فَقَالَ إِنْ كُنْتَ كَاذِبًا، فَصَيَّرَكَ اللهُ إِلَى مَا كُنْتَ"

فرشتہ نے کہا: اگر تو جھوٹا ہے تو اللہ تعالیٰ تجھے ویسا ہی کر دے جیسا تُو تھا۔

پھر گنجے کے پاس اُسی کی صورت بن کر آیا، اُس سے بھی وہی کہا: اُس نے بھی ویسا ہی جواب دیا۔ فرشتے نے کہا: اگر تو جھوٹا ہے تو اللہ تعالیٰ تجھے ویسا ہی کر دے، جیسا تُو تھا۔

پھر اندھے کے پاس اس کی صورت وہیئات بن کر آیا اور کہا: میں مسکین شخص اور مسافر ہوں، میرے سفر میں وسائل منقطع ہو گئے، آج پہنچنے کی صورت نہیں، مگر اللہ (عزوجل) کی مدد سے پھر تیری مدد سے میں اس کے وسیلہ سے جس نے تجھے نگاہ واپس دی، ایک بکری کا سوال کرتا ہوں جس کی وجہ سے میں اپنے سفر میں مقصد تک پہنچ جاؤں۔

اُس نے کہا:

"قَدْ كُنْتُ أَعْمَى فَرَدَّ اللهُ إِلَيَّ بَصَرِي، فَخُذْ مَا شِئْتَ، وَدَعْ مَا شِئْتَ"

میں اندھا تھا، اللہ تعالیٰ نے مجھے آنکھیں دیں تُو جو چاہے لے لے اور جتنا چاہے چھوڑ دے۔ خدا کی قسم! اللہ (عزوجل) کے لیے تُو جو کچھ لے گا، میں تجھ پر مشقت نہ ڈالوں گا۔ فرشتے نے کہا: تُو اپنا مال اپنے قبضہ میں رکھ، بات یہ ہے کہ تم تینوں شخصوں کا امتحان تھا، تیرے لیے اللہ (عزوجل) کی رضا ہے اور ان دونوں کے لیے ناراضی۔

["صحیح مسلم"، کتاب الزهد... الخ، باب الدنیا سجن للمؤمن... إلخ، الحدیث: ۲۹۶۴، ص ۱۵۸۴ و "صحیح البخاري"، کتاب احادیث الأنبیاء، باب حدیث أبرص وأعمی وأقرع في بني إسرائیل، الحدیث: ۳۴۶۴، ج ۲، ص ۴۶۳]

درس فقہ

زکوٰۃ کی تعریف

علامہ شیخ نظام الدین حنفی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۱۱۶۱ھ فرماتے ہیں:

"هِيَ تَمْلِيْكُ الْمَالِ مِنْ فَقِيْرٍ مُسْلِمٍ غَيْرِ هَاشِمِيٍّ، وَلَا مَوْلَاهُ بِشَرْطِ قَطْعِ الْمَنْفَعَةِ عَنِ الْمِلْكِ مِنْ كُلِّ وَجْهٍ لِلّٰهِ تَعَالٰى،"

یعنی، زکوٰۃ شرع میں اللہ کے لئے مال کے ایک حصہ کا جو شرع نے مقرر کیا ہے مسلمان فقیر کو مالک کر دینا ہے اور فقیر نہ ہاشمی ہو نہ ہاشمی کا آزاد کردہ غلام اور اپنا نفع اس سے بالکل جُدا کر لے۔

(الفتاوی الهندیة، کتاب الزکاة، الباب الأول في تفسیرها... إلخ، ج ۱، ص ۱۷۰)

مسائل زکوۃ

(۱) زکوۃ ۲ ہجری میں روزوں سے قبل فرض ہوئی جیسا کہ علامہ علاء الدین حصکفی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ، فُرِضَتْ فِي السَّنَةِ الثَّانِيَةِ قَبْلَ فَرْضِ رَمَضَانَ۔ (الدر المختار مع رد المحتار، کتاب الزکاۃ، ج ۳، ص ۱۲۶)

(۲) ادائیگی زکوٰۃ کے لئے ضروری ہے کہ جسے دے رہا ہے اسے مالک بنادے چنانچہ علامہ ابو البرکات عبد اللہ بن احمد نسفی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۷۱۰ھ فرماتے ہیں:

"هِيَ تَمْلِيْكُ الْمَالِ مِنْ فَقِيْرٍ مُسْلِمٍ"

(کنز الدقائق مع البحر الرائق، کتاب الزکاۃ، ج ۲، ص ۳۵۲)

(۳) ادائیگی زکوٰۃ کے لئے ضروری ہے کہ بوقتِ ادائیگی زکوٰۃ کی نیت بھی ہو اور اگر دیتے وقت نیت نہ کی مگر دینے کے بعد نیت کی جبکہ مال فقیر کے ہاتھ میں موجود ہو یا وکیل (برائے ادائیگی زکوٰۃ) کو مال دیتے وقت زکوٰۃ کی نیت کرلے پھر وکیل فقیر کو بلا نیت ہی مال دیدے تو دونوں صورتوں میں زکوٰۃ کی ادائیگی درست ہوگی۔

چنانچہ علامہ علاؤ الدین حصکفی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"لَوْ دَفَعَ بِلَا نِيَّةٍ ثُمَّ نَوٰى وَالْمَالُ قَائِمٌ فِي يَدِ الْفَقِيْرِ، أَوْ نَوٰى عِنْدَ الدَّفْعِ لِلْوَكِيْلِ ثُمَّ دَفَعَ الْوَكِيْلُ بِلَا نِيَّةٍ، جَازَ نِيَّةُ الْآمِرِ (ملخصاً)"

(الدر المختار مع رد المحتار، کتاب الزکاۃ، ج ۳، ص ۱۲۷)

(۴) مباح کر دینے سے زکوٰۃ ادا نہ ہوگی مثلاً فقیر کو بہ نیت زکوٰۃ کھانا کھلا دیا زکوٰۃ ادا نہ ہوئی کہ مالک کر دینا نہیں پایا گیا ہاں اگر کھانا دیدیا کہ چاہے کھائے یا لے جائے تو ادا ہوگئی۔ یونہی بہ نیت زکوٰۃ فقیر کو کپڑا دے دیا یا پہنا دیا ادا ہوگئی۔

(بہارِ شریعت بحوالہ درِمختار، حصہ پنجم، ص ۸)

(۵) فقیر کو بہ نیت زکوٰۃ مکان رہنے کو دیا، زکوٰۃ ادا نہ ہوئی کہ مال کا کوئی حصہ اسے نہ دیا بلکہ منفعت کا مالک کیا۔

(۶) زکوٰۃ کی فرضیت کی شرائط میں سے عاقل ہونا، بالغ ہونا، مسلمان ہونا، آزاد ہونا اور قرض اور حاجتِ اصلیہ سے فارغ بقدر نصاب مال نامی (بڑھنے والا مال) جس پر سال گزر چکا ہو، کا مالک ہونا ہے۔

چنانچہ علامہ ابوالبرکات عبداللہ بن احمد نسفی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۷۱۰ھ فرماتے ہیں:

"شَرْطُ وُجُوْبِهَا الْعَقْلُ وَالْبُلُوْغُ وَالْإِسْلَامُ وَالْحُرِّيَةُ وَمِلْكُ نِصَابٍ حَوْلِيٍّ فَارِغٍ عَنِ الدَّيْنِ وَحَاجَتِهِ الْاَصْلِيَةِ نَامٍ وَلَوْ تَقْدِيْراً"

(کنز الدقائق مع البحر الرائق، کتاب الزکاۃ، ج ۲، ص ۳۵۳۔۳۵۵)

(۷) مال اگر ہلاک ہوگیا تو زکوٰۃ نہیں چنانچہ علامہ ابو الحسن علی بن ابی بکر مرغینانی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۵۹۳ھ فرماتے ہیں، "لَا تُضْمَنُ بِهَلَاكِ الْنِصَابِ بَعْدَ الْتَفْرِيْط"

(الھدایۃ، کتاب الزکاۃ، الجزء ا، ج ا، ص ۱۰۳)

(۸) بچے اور مجنون کی ملکیت میں چاہے جتنا بھی مال ہو اس پر زکوٰۃ فرض

نہیں کیونکہ زکوٰۃ ایسی عبادت ہے جو اختیاری طور پر ادا کی جاتی ہے جبکہ بچہ اور مجنون عدمِ عقل کی وجہ سے کوئی اختیار نہیں رکھتے۔ علامہ مرغینانی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ فرماتے ہیں،

وَلَيْسَ عَلَى الصَّبِيِّ وَالْمَجْنُوْنِ زَكَاةٌ لِاَنَّهَا عِبَادَةٌ فَلَا تَتَاَدّٰى اِلَّا بِالْاِخْتِيَارِ تَحْقِيْقاً لِمَعْنَى الْاِبْتِلَاءِ وَلَا اِخْتِيَارَ لَهُمَا لِعَدْمِ الْعَقْلِ

(الهداية، كتاب الزكاة، الجزء ١، ج ١، ص١٠٣)

(١٠) مالک کرنے میں یہ بھی ضروری ہے کہ ایسے کو دے جو قبضہ کرنا جانتا ہو یعنی ایسا نہ ہو کہ پھینک دے یا دھوکہ کھائے ورنہ ادا نہ ہوگی مثلاً نہایت چھوٹے بچہ یا پاگل کو دینا اور اگر بچہ کو اتنی عقل نہ ہوتو اس کی طرف سے اس کا باپ جو فقیر ہو یا وصی یا جس کی نگرانی میں ہے قبضہ کریں۔

(بہارِ شریعت بحوالہ درمختار و رد المحتار، حصہ پنجم، ص ٨)

(١١) جو مال گم گیا یا دریا میں گر گیا یا کسی نے غصب کرلیا اور اس کے پاس غصب کے گواہ نہ ہوں یا جنگل میں دفن کردیا تھا اور یہ یاد نہ رہا کہ کہاں دفن کیا تھا، یا انجان کے پاس امانت رکھی تھی اور یہ یاد نہ رہا کہ وہ کون ہے یا مدیون (مقروض) نے دَین (قرض) سے انکار کردیا اور اس کے پاس گواہ نہیں پھر یہ اموال مل گئے تو جب تک نہ ملے تھے اس زمانے کی زکوٰۃ واجب نہیں۔

(بہارِ شریعت بحوالہ درمختار و رد المحتار، حصہ پنجم، ص ٩)

(١٢) اگر دین (قرض) ایسے پر ہے جو اس کا اقرار کرتا ہے مگر ادا میں دیر کرتا

ہے یا نادار ہے یا قاضی کے یہاں اس کے مفلس ہونے کا حکم ہو چکا یا وہ منکر ہے مگر اس کے پاس گواہ موجود ہیں تو جب مال ملے گا سالہائے گزشتہ کی بھی زکوٰۃ واجب ہے۔

(بہارِ شریعت بحوالہ تنویر الابصار، حصہ پنجم، ص ۹)

(۱۶) نصاب کا مالک ہے مگر اس پر دَین (یعنی قرض) ہے کہ ادا کرنے کے بعد نصاب نہیں رہتی تو زکوٰۃ واجب (یعنی فرض) نہیں۔

(بہارِ شریعت، حصہ پنجم، ص ۹)

علامہ ابو الحسن علی بن ابی بکر مرغینانی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۵۹۳ھ فرماتے ہیں، (الاصل فیہ قولہ تعالیٰ:

"إِنَّمَا الصَّدَقٰتُ لِلْفُقَرَاءِ وَالْمَسٰكِينِ الآية، فَهٰذِهٖ ثَمَانِيَةُ اَصْنَافٍ، وَقَدْ سَقَطَ مِنْهَا الْمُؤَلَّفَةُ قُلُوْبُهُمْ، لِأَنَّ اللهَ تَعَالىٰ اَعَزَّ الْاِسْلَامَ وَاَغْنٰى عَنْهُمْ) وَعَلٰى ذٰلِكَ اِنْعَقَدَ الْاِجْمَاعُ وَالْفَقِيْرُ مَنْ لَهٗ اَدْنٰى شَيْئٍ، وَالْمِسْكِيْنُ مَنْ لَا شَيْءَ لَهٗ وَهٰذَا مَرْوِيٌّ عَنْ أَبِيْ حَنِيْفَةَ رَحِمَهُ اللهُ؛ وَقَدْ قِيْلَ عَلَى الْعَكْسِ ۱۰ـ"

یعنی، مصارفِ زکاۃ میں اصل (دلیل) اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے، زکوٰۃ تو انہیں لوگوں کے لئے ہے محتاج اور نرے نادار (کنزالایمان)، تو یہ آٹھ مصارف ہیں اور ان مصارف سے المؤلفۃ قلوبھم، یعنی، جن کے دلوں کو اسلام سے الفت دی جائے، ساقط ہو گیا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اسلام کو عزّت بخشی اور ان لوگوں سے غنی فرما دیا اور اسی پر اجماع ہے۔ فقیر وہ ہے جس کے پاس ادنی چیز ہو اور مسکین وہ ہے جس کے پاس کچھ بھی نہ ہو، یہ فرمان امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

سے مروی ہے، جبکہ (فقیر و مسکین کی تعریف میں) اس کے برعکس بھی فرمایا گیا۔

بنی ہاشم سادات کرام کو صدقہ دینا جائز نہیں۔ چنانچہ علامہ ابوالحسن علی بن ابی بکر مرغینانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں وَلَا تُدْفَعُ إِلیٰ بَنِیْ هَاشِمٍ لِقَوْلِهٖ عَلَیْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ: "یَا بَنِیْ هَاشِمٍ اِنَّ اللهَ تَعَالیٰ حَرَّمَ عَلَیْکُمْ غُسَالَةَ النَّاسِ وَاَوْسَاخُهُمْ وَعُوَّضَکُمْ مِنْهَا بِخُمْسِ الْخُمْسِ" بِخِلَافِ التَّطَوُّعِ؛ لِاَنَّ الْمَالَ هٰهُنَا کَالْمَاءِ یَتَدَنَّسُ بِاِسْقَاطِ الْفَرْضِ اَمَّا التَّطَوُّعُ فَبِمَنْزِلَةِ التَّبَرُّدِ بِالْمَاءِ اور صدقات (واجبہ) بنی ہاشم کو نہ دیئے جائیں کیونکہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''اے بنو ہاشم بے شک اللہ تعالیٰ نے تم پر لوگوں کا دھوون، ان کے اوساخ (یعنی میل) حرام فرمائے ہیں اور تمہارے لئے اس کے بدلے غنیمت کا پانچواں حصہ مقرر فرمایا۔'' بخلاف نفلی صدقات کے، کیونکہ مال زکوٰۃ کی صورت میں اس پانی کی مثل ہے جو فرض ساقط ہونے سے میلا ہوتا ہے، جبکہ نفلی صدقہ کا معاملہ پانی سے ٹھنڈک حاصل کرنے کی مقام میں ہے۔

(الهداية، كتاب الزكاة، باب من يجوز دفع الصدقة إليه ومن لا يجوز، الجزء ا، ج ا، ص ۱۲۰)

اور بنو ہاشم کی وضاحت کرتے ہوئے علامہ مرغینانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں۔

وَهُمْ آلُ عَلِیٍّ وَآلُ عَبَّاسٍ وَآلُ جَعْفَرٍ وَآلُ عَقِیْلٍ وَآلُ حَارِثِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ وَمَوَالِیْهِمْ اَمَّا هٰؤُلَاءِ فَلِاَنَّهُمْ یُنْسَبُوْنَ اِلیٰ هَاشِمِ بْنِ عَبْدِ مَنَافٍ، وَنِسْبَةِ الْقَبِیْلَةِ اِلَیْهِ وَاَمَّا مَوَالِیْهِمْ فَلِمَا رُوِیَ اَنَّ مَوْلیٰ لِرَسُوْلِ الله صلی الله تعالیٰ علیه وآله وسلم سَاَلَهٗ اَتَحِلُّ لِیَ الصَّدَقَةُ؟ فَقَالَ لَا، اَنْتَ مَوْلَانَا

یعنی، بنو ہاشم اولادِ علی، اولادعباس، اولادِ جعفر، اولادعقیل، اولادحارث بن عبد المطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین اور ان کے آزاد کردہ غلام ہیں۔ جہاں تک تعلق بنی ہاشم کا ہے تو اس کی وجہ ان کا ہاشم بن عبد مناف کی جانب منسوب ہونا ہے، اور قبیلہ کی نسبت بھی ہاشم بن عبد مناف کی جانب ہے۔ اور رہا سوال ان کے آزاد کردہ غلاموں کا

(الهداية، كتاب الزكاة، باب من يجوز دفع الصدقة إليه ومن لا يجوز، الجزء ١، ج ١، ص ١٢٠)

تو وہ (یعنی ان کو زکوٰۃ دینا) اس لئے ممنوع ہے کہ مروی ہے کہ اللہ عزوجل کے مَحبوب، دانائے غُیوب، مُنَزَّہ عَنِ الْعُیوب صلّی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلّم کے آزاد کردہ غلام نے آپ سے پوچھا، کہ کیا میرے لئے صدقہ لینا جائز ہے؟ تو آپ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلّم نے فرمایا، نہیں تم ہمارے آزاد کردہ غلام ہو۔

حدیث شریف میں ہے:

"عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ أَخَذَ حَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ مِنْ تَمَرِ الصَّدَقَةِ فَجَعَلَهَا فِيْ فِيه، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كِخْ كِخْ لِيطْرَحَهَا، ثُمَّ قَالَ أَمَا شَعَرْتَ أَنَّا لَا نَأْكُلُ الصَّدَقَةَ؟!"

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے، فرماتے ہیں، حضرت حسن بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے صدقے کے چھوہاروں میں سے ایک چھوہارا لے کر اپنے منہ میں ڈال لیا تو نبی کریم صلّی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلّم نے فرمایا، کِخ کِخ تاکہ وہ اسے تھوک دیں پھر فرمایا، کیا تمہیں خبر نہیں کہ ہم صدقہ نہیں کھایا کرتے۔

(صحيح البخاري، كتاب الزكاة، باب ما يذكر في الصدقة للنبي صلى الله تعالىٰ عليه وآله وسلم، الحديث: ١٤٩١، ج ١، ص ٣٦٧)

''اس حدیث نے فیصلہ فرمادیا کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی اولاد کو زکوٰۃ لینا حرام ہے اُبَدًا جمع فرما کر تا قیامت اپنی اولاد کو شامل فرمالیا، یہ ہی حق ہے اسی پر فتویٰ ہے۔

بعض لوگ جو کہتے ہیں کہ یہ حکم اس زمانہ میں تھا اب سید زکوٰۃ لے سکتے ہیں یا سید کی زکوٰۃ سید لے سکتے ہیں، یہ تمام مرجوح اقوال ہیں، فتویٰ اس پر نہیں خیال رہے کہ بنی ہاشم سے مراد آل عباس، آل جعفر، آل عقیل، آل حارث بن مطلب اور آل رسول ہیں ابولہب کی مسلمان اولاد اگرچہ بنی ہاشم تو ہیں مگر یہ زکوٰۃ لے سکتے تھے اور لے سکتے ہیں، کیونکہ زکوٰۃ کی حرمت کرامت وعزّت کے لئے ہے، ابولہب حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ایذاء کی کوشش میں رہا اسی لئے وہ اور اس کی اولاد اس عظمت کی مستحق نہ ہوئی۔

(مرآۃ المناجیح، ج ۳، ص ۴۶)

بیان نمبر 8

تراویح

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سیدِ الاَنْبِیَاءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ ۝ اَمَّابَعْدُ ۝ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم ؕ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم ۝ قال اللّٰہُ تعالٰی فِی کَلَامِہِ المَجِیدِ ۝

وَ عِبَادُ الرَّحْمٰنِ الَّذِیْنَ یَمْشُوْنَ عَلَی الْاَرْضِ هَوْنًا وَّ اِذَا خَاطَبَهُمُ الْجٰهِلُوْنَ قَالُوْا سَلٰمًا ﴿۶۳﴾ وَالَّذِیْنَ یَبِیْتُوْنَ لِرَبِّهِمْ سُجَّدًا وَّ قِیَامًا ﴿۶۴﴾ وَقَالَ فِیْ مَقَامٍ آخَرَ ۝ اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓىِٕكَتَهٗ یُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِیِّ ؕ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا ﴿۵۶﴾

پڑھیے

اَلصّلوٰۃُ وَالسَّلَامُ عَلیکَ یَا رَسُولَ اللّٰہِ وَعَلٰی آلِکَ وَاَصحَابِکَ یَا حَبِیبَ اللّٰہِ

اَلصّلوٰۃُ وَالسَّلَامُ عَلیکَ یَا رَسُولَ اللّٰہِ وَعَلٰی آلِکَ وَاَصحَابِکَ یَا نُورَ اللّٰہِ

رَمَضانُ الْمبارَک میں جہاں ہمیں بے شمار عبادت وثواب آخرت کی نعمتیں مُیسَّر آئی ہیں انہی میں تراویح کی سنّت بھی شامل ہے۔اللہ عزوجل قرآن پاک میں ان بندوں کو اپنا خاص بندہ فرماتا ہے جو رات کو اللہ کی بارگاہ میں سجدے اور قیام کرتے ہیں۔جیسا کہ وہ فرماتا ہے کہ:

وَ عِبَادُ الرَّحْمٰنِ الَّذِیْنَ یَمْشُوْنَ عَلَی الْاَرْضِ هَوْنًا

وَّ اِذَا خَاطَبَهُمُ الْجٰهِلُوْنَ قَالُوْا سَلٰمًا ﴿۶۳﴾

ترجمہ کنزالایمان: اور رحمٰن کے وہ بندے کہ زمین پر آہستہ چلتے ہیں اور جب جاہل ان سے بات کرتے ہیں تو کہتے ہیں بس سلام

وَالَّذِیْنَ یَبِیْتُوْنَ لِرَبِّهِمْ سُجَّدًا وَّ قِیَامًا ﴿۶۴﴾

ترجمہ کنزالایمان: اور وہ جو رات کاٹتے ہیں اپنے رب کے لئے سجدے اور قیام میں۔ [الفرقان:64]

بیس رکعت تراویح سنّتِ مُؤَکَّدہ ہے۔اللہ عزوجل کے محبوب ،دانائے غُیُوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خود بھی بیس رکعت تراویح ادا فرمائی اوراس کو پسند بھی فرمایا۔

چُنانچِہ صاحِبِ قراٰن، مدینے کے سلطان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمانِ عالیشان ہے

"مَنْ قَامَ رَمَضَانَ إِیمَانًا وَاحْتِسَابًا، غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ"

جو ایمان وطلبِ ثَواب کے سبب سے رَمَضان میں قِیام کرے اُس کے اگلے پچھلے گناہ (یعنی صغیرہ گناہ) بخش دیئے جائیں گے۔

[الصحیح البخاری باب تطوع قیام رمضان من الایمان رقم الحدیث 37]

پھراس اندیشے کی وجہ سے اس کی جماعت کوترک فرمادیا کہ کہیں امّت پر (تراویح) فرض نہ کردی جائے۔

بعد ازیں امیرُ الْمُؤمنین حضرتِ سیّدُنا عُمر فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ نے اپنے دورِ خِلافت میں ماہِ رَمَضان المُبارَک کی ایک رات مسجد میں دیکھا کہ لوگ جُدا جُدا انداز پر تراویح ادا کررہے ہیں ،کوئی اکیلا تو کچھ حضرات کسی کی اقتداء میں پڑھ رہے ہیں۔ یہ دیکھ کرآپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

"إِنِّي أَرَى لَوْ جَمَعْتُ هَؤُلاَءِ عَلَى قَارِئٍ وَاحِدٍ، لَكَانَ أَمْثَلَ ثُمَّ عَزَمَ، فَجَمَعَهُمْ عَلَى أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ، ثُمَّ خَرَجْتُ مَعَهُ لَيْلَةً أُخْرَى، وَالنَّاسُ يُصَلُّونَ بِصَلاَةِ قَارِئِهِمْ"

میں مناسِب خیال کرتا ہوں کہ ان سب کو ایک امام کے ساتھ جمع کر دوں۔ لھٰذا آپ رضی اللہ عنہ نے حضرت سیدُ نا اُبَیّ ابنِ کَعب رضی اللہ عنہ کو سب کا امام بنا دیا۔ پھر جب دوسری رات تشریف لائے تو اور دیکھا کہ لوگ باجماعت (تراویح) ادا کر رہے ہیں (تو بہت خوش ہوئے اور) فرمایا۔

"نِعْمَ الْبِدْعَةُ هٰذِهٖ"

یعنی یہ اچھی بدعت ہے۔ (صحیح بخاری ج ا ص۲۵۸ حدیث ۲۰۱۰)

اِس حدیثِ پاک سے بعض شیطان خیال لوگوں کا رد بھی ہو گیا۔ وہ لوگ جو ان دو احادیث مبارکہ کو پڑھ کر لوگوں کو گمراہ کرتے ہیں۔

(۱) "كُلُّ بِدْعَةٍ ضَلاَلَةٌ وَّ كُلُّ ضَلاَلَةٍ فِي النّار"

یعنی ہر بدعت (نئی بات) گمراہی ہے اور ہر گمراہی جہنّم میں (لے جانے والی) ہے۔ (سُنَنُ النَّسائی ج ۲ ص ۱۸۹)

"شَرَّ الْاُمُوْرِ مُحْدَثَاتُهَا وَكُلُّ بِدْعَةٍ ضَلالة"

یعنی بدترین کام نئے طریقے ہیں ہر بدعت (نئی بات) گمراہی ہے۔

(صحیح مسلم ص ۴۳۰ حدیث ۸۶۷)

ان کا جواب یہ ہے کہ دونوں احادیثِ مبارکہ حق ہیں۔ یہاں بدعت سے مُراد بدعتِ سَیِّئَہ یعنی بُری بدعت ہے اور یقینا ہر وہ بدعت بُری ہے جو کسی

سنّت کے خِلاف یا سنّت کو مٹانے والی ہو۔جیسا کہ دیگر احادیث میں اس مسئلے کی مزید وضاحت موجود ہے۔

چنانچہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"مَنِ ابْتَدَعَ بِدْعَةً لَا يَرْضَاهَا اللّٰهُ وَرَسُولُهُ كَانَ عَلَيْهِ مِثْلُ أَوْزَارِ النَّاسِ"

ہروہ گمراہ کرنے والی بدعت جس سے اللہ اوراس کا رسول راضی نہ ہوتو اس گمراہی والی بدعت کو جاری کرنے والے پر اس بدعت پر عمل کرنے والوں کی مثل گناہ ہے، اسے گناہ مل جانا لوگوں کے گناہوں میں کمی نہیں کریگا۔

[جامع ترمذی ج۴ص ۳۰۹ حدیث۲۶۸۶]

حضرتِ سیّدُ نا شیخ عبدُ الحق مُحدِّث دِہلوی علیہ رحمۃ اللہِ القوی حدیثِ پاک "وَ کُلُّ ضَلالۃٍ فِی النّار" کے تحت فرماتے ہیں،جو بِدعت کہ اُصول اور قواعدِ سنّت کے مُوافق اور اُس کے مطابِق قِیاس کی ہوئی ہے (یعنی شریعت وسنّت سے نہیں ٹکراتی) اُس کو بدعتِ حَسَنہ کہتے ہیں اور جو اس کے خلاف ہے وہ بدعتِ ضَلالت یعنی گمراہی والی بدعت کہلاتی ہے۔ [اَشِعَّۃُ اللَّمعات ج اوّل ص ۱۳۵]

بلکہ سرکارِ عالمِ مدار صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے تا قِیا مت ایسے اچّھے اچّھے کام جاری کرتے رہنے کی اپنی حیاتِ ظاہری میں ہی اجازت مَرحمت فرمادی تھی۔

حُضُورِ اکرم،شافِعِ اُمَم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا فرمانِ مُعظّم ہے:

"مَنْ سَنَّ فِي الْإِسْلَامِ سُنَّةً حَسَنَةً، فَلَهُ أَجْرُهَا، وَأَجْرُ مَنْ عَمِلَ بِهَا بَعْدَهُ، مِنْ غَيْرِ أَنْ يَنْقُصَ مِنْ أُجُورِهِمْ شَيْءٌ، وَمَنْ سَنَّ فِي الْإِسْلَامِ

سُنَّةً سَيِّئَةً، كَانَ عَلَيْهِ وِزْرُهَا وَوِزْرُ مَنْ عَمِلَ بِهَا مِنْ بَعْدِهِ، مِنْ غَيْرِ أَنْ يَنْقُصَ مِنْ أَوْزَارِهِمْ شَيْءٌ"

جو کوئی اسلام میں اچّھا طریقہ جاری کرے اُس کو اس کا ثواب ملے گا اور اُس کا بھی جو (لوگ) اِس کے بعد اُس پر عمل کریں گے اور اُن کے ثواب سے کچھ کم نہ ہوگا اور جو شخص اِسلام میں بُرا طریقہ جاری کرے اُس پر اس کا گناہ بھی ہے اور ان (لوگوں) کا بھی جو اِس کے بعد اِس پر عمل کریں اور اُن کے گناہ میں کچھ کمی نہ ہوگی۔

(صحیح مُسلم ص ۱۴۳۸، الحدیث ۱۰۱۷)

اِس حدیثِ مبارَک سے معلوم ہوا، قِیامت تک اسلام میں اچّھے اچّھے نئے طریقے نکالنے کی اجازت ہے۔

تراویح کی باقاعِدہ جماعت سرکارِ نامدار ﷺ بھی جاری فرما سکتے تھے مگر نہ فرمائی اور یوں اسلام میں اچّھے اچّھے طریقے رائج کرنے کا اپنے غلاموں کو موقع فراہم کیا۔ جو کام شاہِ خیرُ الانام ﷺ نے نہیں کیا وہ کام سیِّدُ نا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ نے جاری فرمایا اور کیا انہوں نے اپنی مرضی سے ایسا کیا؟ نہیں۔ انہوں نے اسی حدیث پر عمل کیا جو ابھی بیان ہوئی کہ جو اسلام میں اچھا طریقہ رائج کرے۔

صحابہ وتابعین کی ایجاد کردہ اچھی بدعات

سیدی امیر اہلسنت فیضان سنت میں بدعت حسنہ کی چند امثلہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ

(۱) امیرُ الْمُؤمِنِین حضرتِ سیِّدُ نا عُمر فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ نے تراویح کی باقاعِدہ

جماعت کا اہتمام کیا اور اس کو خود اچّھی بدعت بھی قرار دیا۔

(۲) مسجِد میں امام کیلئے طاق نُما محراب نہیں ہوتی تھی سب سے پہلے حضرت سیّدُ نا عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ نے مسجدُ النَّبوِی الشّریف علٰی صاحِبِہا الصَّلٰوۃُ وَالسَّلام میں محراب بنانے کی سعادت حاصل کی اِس نئی ایجاد (بدعتِ حَسَنہ) کو اس قدَر مقبولیّت حاصل ہے کہ اب دنیا بھر میں مسجد کی پہچان اِسی سے ہے۔

(۳) اِسی طرح مساجِد پر گُنبد و مینار بنانا بھی بعد کی ایجاد ہے۔ بلکہ کعبے کے مَنارے بھی سرکار مدینہ وصحابہ کرام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دَور میں نہیں تھے۔

(۴) ایمانِ مُفَصَّل

(۵) ایمانِ مُجْمَل

(۶) چھ کلمے ان کی تعداد وترکیب کہ یہ پہلا یہ دوسرا اور ان کے نام۔

(۷) قراٰنِ پاک کے تیس پارے بنانا، اِعراب لگانا ان میں رُکوع بنانا، رُموزِ اَوقاف کی علامات لگانا۔ بلکہ نُقطے بھی بعد میں لگائے گئے، خوبصورت جِلدیں چھاپنا وغیرہ۔ [فیضانِ سنت ص 1107]

تراویح کی رکعتوں کا مسئلہ

بیس رکعت تراویح سنتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے اور اسی پر صحابہ وتابعین کا عمل رہا اور آج تک تمام مسلمانوں کا ہے۔ عرب شریف میں بھی شروع سے لے کر آج تک بیس ہی تراویح پڑھی جاتی ہے۔

نبی کریم ﷺ کی سنت بیس تراویح

امام طبرانی نے اپنی کتاب معجم الکبیر میں اور امام بیہقی نے اپنی کتاب السنن الکبری میں اور علامہ ابی ابی شیبہ نے اپنی کتاب مصنف میں اور مسندِ ابن حمید اور امام بغوی نے صحابی رسول حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔

"عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُصَلِّيْ فِيْ رَمَضَانَ عِشْرِينَ رَكْعَةً سِوَى الْوِتْرِ"

بلاشبہ نبی کریم ﷺ رمضان میں بیس رکعتیں وتر کے علاوہ پڑھتے تھے۔

[السنن الکبری للبیہقی ج 2ص 494رقم الحدیث 4391 /المعجم الکبیرج 11ص 393رقم الحدیث 12102 /مصنف ابن ابی شیبہ ج 2ص 164رقم الحدیث 7692 /مسند ابن حمیدج 1 ص 218رقم الحدیث 353 /مجمع الزوائد ج 3ص 172]

یہ حدیث مختلف اسناد کے ساتھ آئی ہے اگر ان کو علیحدہ علیحدہ شمار کریں تو 7 سے زائد احادیث ہوں گی۔مگر ہم نے ان کو متن کے اعتبار سے ایک ہی شمار کرتے ہیں۔

اور یہ بھی پتہ چلا کہ نبی کریم ﷺ خود بیس رکعتیں تراویح ادا فرمایا کرتے تھے۔اگرچہ اس وقت ان کو تراویح نہیں کہا جاتا تھا۔اور جن احادیث میں یہ ذکر آیا کہ نبی اقدس ﷺ نے تین دن تراویح ادا فرمائی ان سے مراد باجماعت ادا فرمانا ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں صحابہ کا عمل

امام مالک جیسے جلیل القدر بزرگ اپنی کتاب موطا میں خود یزید بن رومان سے اور امام بیہقی السنن الکبری میں روایت کرتے ہیں۔

"كَانَ النَّاسُ يَقُومُونَ فِي زَمَانِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فِي رَمَضَانَ بِثَلَاثٍ وَعِشْرِينَ رَكْعَةً"

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں لوگ رمضان المبارک میں تین اور بیس رکعتیں یعنی کل تئیس رکعتیں پڑھا کرتے تھے۔

[موطاامام مالک کتاب الصلوۃ باب الترغیب فی الصلوۃ۔ ج 1 ص 115 رقم الحدیث 253 /السنن الکبری للبیہقی ج 2 ص 496 رقم الحدیث 4394]

علامہ عبداللہ بن احمد بن قدامہ اس روایت کے بعد تحریر فرماتے ہیں کہ وھذا کالاجماع۔ تراویح کی بیس رکعتوں کا موقف تو اجماع کی طرح ہے۔

[المغنی ج 1 ص 456 بیروت]

امام بیہقی معرفہ السنن والآثار اور السنن الصغیر میں بسندِ صحیح سائب بن یزید سے روایت کرتے ہیں کہ

"عَنِ السَّائِبِ بْنِ يَزِيدَ قَالَ "كُنَّا نَقُومُ فِي زَمَانِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ بِعِشْرِينَ رَكْعَةً وَالْوِتْرِ"

سائب بن یزید کہتے ہیں کہ ہم [صحابہ کرام] اکٹھے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں بیس رکعت اور وتر پڑھا کرتے تھے۔

[معرفة السنن والآثار باب قیام رمضان ج 4 ص 42 رقم الحدیث 5409 /السنن الصغیر باب قیام شهر رمضان ج 1 ص 297]

دورِ فاروقی میں بیس رکعت تراویح کی جماعت کا آغاز

صحابی رسول حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ

"أَنَّ عُمَرَ أَمَرَ أُبَيًّا أَنْ يُصَلِّيَ بِالنَّاسِ فِي رَمَضَانَ فَقَالَ إِنَّ النَّاسَ يَصُومُونَ النَّهَار وَلَا يحسنون أَن (يقرؤا) فَلَوْ قَرَأْتَ الْقُرْآنَ عَلَيْهِمْ بِاللَّيْلِ فَقَالَ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ هَذَا (شَيْءٌ) لَمْ يَكُنْ فَقَالَ قَدْ عَلِمْتُ وَلَكِنَّهُ أَحْسَنُ فَصَلَّى بِهِمْ عِشْرِينَ رَكْعَة (إِسْنَادہ حسن) "

کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مجھے حکم دیا کہ میں رمضان میں لوگوں کو تراویح کی جماعت کرواوں آپ نے فرمایا کہ لوگ دن میں روزہ رکھتے ہیں اور قرآن اچھی طرح نہیں پڑھ سکتے ۔آپ ان پر رات کو قرآن پڑھیں تو ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یا امیر المومنین یہ پہلے نہ تھا تو آپ نے جواب دیا کہ میں جانتا ہوں لیکن یہ اچھا ہے تو پھر حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو بیس رکعتیں پڑھائیں۔

[الاحادیث المختارہ باب آخر ج 3 ص 367]

اس سے یہ بھی پتا چلا جو اچھا کام ہو اس کو رائج کرنا سنتِ فاروقی ہے۔ جب حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یہ پہلے نہ تھا تو آپ نے فرمایا کہ اگرچہ پہلے نہ تھا مگر اچھا ہے اس لیے میں اس کو رائج کر رہا ہوں۔

دورِ فاروقی اور دورِ عثمانی میں بیس رکعت

امام بیہقی سائب بن یزید سے روایت کرتے ہیں کہ

" كَانُوا يَقُومُونَ عَلَى عَهْدِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فِي شَهْرِ رَمَضَانَ بِعِشْرِينَ رَكْعَةً سُوَرَةٌ قَالَ سُوَرَةٌ وَكَانُوا يَقْرَءُونَ بِالْمَئِينِ، وَكَانُوا يَتَوَكَّئُونَ عَلَى عِصِيِّهِمْ فِي عَهْدِ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ مِنْ شِدَّةِ الْقِيَامِ "

حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے عہدِ مبارک میں لوگ رمضان شریف میں بیس رکعتیں پڑھتے تھے۔ وہ ان تراویح میں سو آیات والی سورتیں پڑھتے تھے۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے زمانہ مبارک میں وہ شدت قیام کی وجہ سے اپنی لاٹھیوں پر ٹیک لگاتے تھے۔

[السنن الکبری ج 2 ص 496 رقم الحدیث 4393 بیروت]

دورِ مولا علی مشکل کشا میں بیس رکعت

حضرت امام بیہقی نے اپنی کتاب السنن الکبری میں حضرت ابوعبدالرحمن سلمی سے روایت کرتے ہیں کہ

"اَنَّ عَلِیَ ابْنَ اَبِی طالب دَعَا الْقُرَّاءَ فِی رَمَضَانَ فَأَمَرَ مِنْهُمْ رَجُلًا یُصَلِّیْ بِالنَّاسِ عِشْرِینَ رَکْعَةً"

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے رمضان شریف میں قاریوں کو بلایا اور ان میں سے ایک شخص کو حکم دیا کہ وہ لوگوں کو بیس رکعت تراویح پڑھائے۔

[السنن الکبری ج 2 ص 496 رقم الحدیث 4396 بیروت]

امام ترمذی کا فرمان

امام ترمذی فرماتے ہیں کہ

"وَأَکْثَرُ أَهْلِ الْعِلْمِ عَلَی مَا رُوِیَ عَنْ عُمَرَ، وَعَلِیٍّ، وَغَیْرِهِمَا مِنْ أَصْحَابِ النَّبِیِّ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عِشْرِینَ رَکْعَةً، وَهُوَ قَوْلُ الثَّوْرِیِّ، وَابْنِ الْمُبَارَكِ، وَالشَّافِعِیِّ وقَالَ الشَّافِعِیُّ وَهَکَذَا أَدْرَکْتُ بِبَلَدِنَا بِمَکَّةَ یُصَلُّونَ عِشْرِینَ رَکْعَةً"

اور اکثر اہل علم ان احادیث کی بنا پر جو حضرت عمر، حضرت علی
اور دوسرے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے مروی ہے بیس رکعت
کے قائل ہیں۔ یہ سفیان ثوری، ابن مبارک اور شافعی کا قول
ہے۔ اور شافعی کہتے ہیں: اسی طرح سے میں نے اپنے شہر
مکے میں پایا ہے کہ بیس رکعتیں پڑھتے تھے۔

[سنن الترمذی باب ما جاء في قیام ش، ر رمضان رقم الحدیث 806]

حضرت سوید بن غفلۃ رضی اللہ عنہ کا عمل

امام بیہقی اپنی کتاب السنن الکبری میں تحریر فرماتے ہیں کہ

"أنبأ أَبُو الْخَصِيبِ قَالَ ''كَانَ يَؤُمُّنَا سُوَيْدُ بْنُ غَفَلَةَ فِي رَمَضَانَ فَيُصَلِّي خَمْسَ تَرْوِيحَاتٍ عِشْرِينَ رَكْعَةً''

حضرت ابوخصیب فرماتے ہیں کہ ہمیں سوید بن غفلۃ رمضان میں پانچ تراویح یعنی بیس رکعتیں پڑھاتے تھے۔

[السنن الکبری ج 2 ص 496 رقم الحدیث 4395 بیروت]

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا اپنا عمل

علامہ ابن ابی شیبہ حضرت شتیر سے روایت کرتے ہیں کہ

عَنْ شُتَيْرِ بْنِ شَكَلٍ، وَكَانَ مِنْ أَصْحَابِ عَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ ''أَنَّهُ كَانَ يَؤُمُّهُمْ فِي شَهْرِ رَمَضَانَ بِعِشْرِينَ رَكْعَةً، وَيُوتِرُ بِثَلَاثٍ''

حضرت شتیر سے روایت ہے جو کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے اصحاب سے تھے کہ حضرت علی کرم اللہ تعالی وجھہ الکریم رمضان میں بیس تراویح اور تین وتر پڑھاتے تھے۔

[مصنف ابن ابی شیبہ ج 2 ص 163 رقم الحدیث 7680]

حضرت ابن ابی ملیکہ رضی اللہ عنہ کا عمل

علامہ ابن ابی شیبہ حضرت نافع سے روایت کرتے ہیں کہ

عَنْ نَافِعِ بْنِ عُمَرَ قَالَ ''كَانَ ابْنُ أَبِي مُلَيْكَةَ يُصَلِّي بِنَا فِي رَمَضَانَ عِشْرِينَ رَكْعَةً، وَيَقْرَأُ بِحَمْدِ الْمَلَائِكَةِ فِي رَكْعَةٍ''

صحابی رسول حضرت ابن ابی ملیکہ ہمیں رمضان میں تراویح کی بیس رکعتیں پڑھایا کرتے تھے۔

[مصنف ابن ابی شیبہ ج 2 ص 163 رقم الحدیث 7683]

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا عمل

"قَالَ الْأَعْمَشُ كَانَ يُصَلِّي عِشْرِينَ رَكْعَةً وَيُوتِرُ بِثَلَاثٍ"

امام اعمش کہتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ تراویح کی بیس رکعت اور تین وتر پڑھا کرتے تھے۔ [قیام رمضان لمحمد بن نصر ج 1 ص 221]

اس کے علاوہ تین مزید روایات درج ذیل ہیں۔اور بہت سی ایسی ہیں جن کو طوالت کے خوف سے چھوڑ رہا ہوں۔

"عَنْ أَبِي الْحَسْنَاءِ سُوَرَةٌ أَنَّ عَلِيًّا رَضِيَ اللهُ عَنْهُ ''أَمَرَ رَجُلًا أَنْ يُصَلِّيَ بِالنَّاسِ فِي رَمَضَانَ خَمْسَ تَرْوِيحَاتٍ عِشْرِينَ رَكْعَةً"

[السنن الکبری ج 2 ص 496 رقم الحدیث 4396 بیروت]

"عَنِ السَّائِبِ بْنِ يَزِيدَ قَالَ ''كَانُوا يَقُومُونَ عَلَى عَهْدِ عُمَرَ فِي شَهْرِ رَمَضَانَ بِعِشْرِينَ رَكْعَةً، وَإِنْ كَانُوا لَيَقْرَءُونَ بِالْمِئِينَ مِنَ الْقُرْآنِ"

[السنن الکبری ج 2 ص 496 رقم الحدیث 4393 بیروت]

"عَنِ الْحَارِثِ أَنَّهُ كَانَ يَؤُمُّ النَّاسَ فِي رَمَضَانَ بِاللَّيْلِ بِعِشْرِينَ رَكْعَةً، وَيُوتِرُ بِثَلَاثٍ، وَيَقْنُتُ قَبْلَ الرُّكُوعِ"

[السنن الکبری ج 2 ص 496 رقم الحدیث 2276 بیروت]

وھابیہ کی دلیل کا جواب

وھابیہ آٹھ رکعت تراویح پر سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنھا کی روایت پیش کرتے ہیں، وہ درج ذیل ہے۔

"مَا كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَزِيدُ فِي رَمَضَانَ وَلَا فِي غَيْرِهِ عَلَى إِحْدَى عَشْرَةَ رَكْعَةً"

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رمضان اور اس کے علاوہ گیارہ سے زائد نہ فرماتے تھے۔

[الصحیح البخاری ج 2 ص 53]

جواب: وہابیہ کا اس روایت کو اپنی دلیل بنانا بالکل درست نہیں کیونکہ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا ایسی نماز کا ذکر فرمارہی ہیں جو رمضان میں بھی پڑھی جاتی ہے اور اس کے علاوہ مہینوں میں پڑھی جاتی ہے اور وہ ہے تہجّد۔ کیونکہ تراویح صرف رمضان میں پڑھی جاتی ہے اور تہجد رمضان اور اس کے علاوہ مہینوں میں پڑھی جاتی ہے۔

درسِ فقہ

تراویح کے مسائلِ فقہیہ

[1]: تراویح ہر عاقِل و بالِغ مرد اور عورت کیلئے سنّتِ مُؤَکَّدہ ہے۔ اور اس کی جماعت سنّتِ مُؤَکَّدہ علَی الْکِفَایہ ہے۔ اگر مسجد کے سارے لوگوں نے چھوڑ دی تو سب اِساءَت کے مُرتکِب ہوئے یعنی سب نے بُرا کیا اور اگر چند افراد نے با جماعت پڑھ لی تو تنہا پڑھنے والا جماعت کی فضیلت سے محروم رہا۔ (الدُرُّالْمُخْتار ج ۲ ص ۴۹۳/ھِدایہ ج ۱ ص ۷۰)

[2]: تراویح کا وقت عِشاء کے فرض پڑھنے کے بعد سے صُبحِ صادِق تک ہے۔ عشاء کے فرض ادا کرنے سے پہلے اگر پڑھ لی تو نہ ہوگی۔

(فتاوی ہندیہ ج ۱ ص ۱۱۵)

[3]: عشاء کے فرض و وِتْر کے بعد بھی تراویح پڑھی جا سکتی ہے۔ مُستَحَب یہ ہے تراویح میں تہائی رات تک تاخیر کریں اگر آدھی رات کے بعد پڑھیں تب بھی کراہت نہیں۔ (الدُرُّالْمُخْتار ج ۲ ص ۴۹۴ تا ۴۹۵)

[4]: تراویح اگر رہ گئی تو اس کی قضاء نہیں۔ (الدُّرُّ الْمُخْتار ج ۲ ص ۴۹۴)

[5]: تراویح کی بیس رَکْعَتیں ایک سلام کے ساتھ بھی ادا کی جاسکتی ہیں، مگر ایسا کرنا مکروہ ہے، ہر دو رَکْعَت پر قعدہ کرنا فَرض ہے۔ ہر قَعدہ میں التحیات کے بعد دُرُود شریف بھی پڑھے اور طاق رَکْعَت (یعنی پہلی، تیسری، پانچویں وغیرہ) میں ثَناء پڑھے اور امام تَعَوُّذ وتَسمِیَہ بھی پڑھے۔

(الدُّرُّالْمُخْتار ج ۲ ص ۴۹۶)

[6]: ہر دو رَکْعت پر الگ الگ نیّت کرے اور اگر بیس رَکْعتوں کی ایک ساتھ نیّت کر لی تب بھی جائز ہے۔

(الدُّرُّالْمُختار ج ۲ ص ۴۹۴)

[7]: تراویح بِلا عُذر تراویح بیٹھ کر پڑھنا مکروہ ہے بلکہ بعض فُقَہائے کِرام رَحِمَھُمُ اللہ کے نزدیک تو ہوتی ہی نہیں۔

(الدُّرُّالْمُختار ج ۲ ص ۴۹۹)

[8]: تراویح مسجِد میں با جماعت ادا کرنا افضل ہے۔ اگر گھر میں با جماعت ادا کی تو تَرْکِ جماعت کا گناہ نہ ہوا مگر وہ ثواب نہ ملے گا جو مسجد میں پڑھنے کا تھا۔

(عالمگیری ج ا ص ۱۱۶)

[9]: نابالِغ امام کے پیچھے صرف نابالِغان ہی تراویح پڑھ سکتے ہیں۔ بالِغ کی تراویح (بلکہ کوئی بھی نماز حتّٰی کہ نَفْل بھی) نابالِغ کے پیچھے نہیں ہوتی۔ تراویح میں پورا کلام اللہ شریف پڑھنا اور سننا سنّتِ مُؤَکَّدہ ہے۔

(فتاویٰ رضویہ مخرجہ ج ۷ ص ۴۵۸)

[10]: ایک بار "بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ" اُونچی آواز سے پڑھنا سنّت ہے اور ہر سُورۃ کی ابتِدا میں آہستہ پڑھنا مُستَحَب ہے۔ متأخرین (یعنی بعد میں آنے والے فُقَہائے کرام رَحِمَھُمُ اللہُ تعالیٰ) نے خَتْم تراویح میں تین بار قُلْ ھُوَ اللہ شریف پڑھنا مُستَحَب کہا نیز بہتر یہ ہے کہ خَتْم کے دن پچھلی رَکْعت میں الٓمّٓ سے مُفْلِحُون تک پڑھے۔

(بہارِ شریعت حصّہ ۴، ص ۳۷)

[11]: اگر کسی وجہ سے (تراویح) کی نَماز ٹوٹ جائے تو جتنا قراٰنِ پاک اُن رَکعتوں میں پڑھا تھا اُن کا اِعادہ کریں تا کہ خَتمِ قرآن میں کچھ کمی نہ رہے۔

(عالمگیری ج ا ص ۱۱۸)

[12]: کبھی کسی مسجد میں اور کبھی کسی میں تراویح پڑھ سکتا ہے جبکہ خَتمِ قراٰن میں کمی نہ ہو۔

[13]: دو رَکعت پر بیٹھنا بھول گیا تو جب تک تیسری کا سَجدہ نہ کیا ہو بیٹھ جائے آخر میں سَجدہ سَہو کر لے۔ اور اگر تیسری کا سَجدہ کر لیا تو چار پوری کر لے مگر یہ دو شمار ہوں گی۔ ہاں اگر دو پر قعدہ کیا تھا تو چار ہوئیں۔

(عالمگیری ج ا ص ۱۱۸)

[14]: تین رَکعَتَیں پڑھ کر سلام پھیرا اگر دوسری پر بیٹھا نہیں تھا تو نہ ہوئیں ان کے بدلے کی دو رَکعَتَیں دوبارہ پڑھے۔

(عالمگیری ج ا ص ۱۱۸)

[15]: سلام پھیرنے کے بعد کوئی کہتا ہے دو ہوئیں کوئی کہتا ہے تین، تو امام کو جو یاد ہو اُس کا اعتِبار ہے، اگر امام خود بھی تَذَبذُب کا شکار ہو تو جس پر اعتِماد ہو اُس کی بات مان لے۔ اگر لوگوں کو شک ہو کہ بیس ہوئیں یا اٹھارہ؟ تو دو رَکعت تنہا تنہا پڑھیں۔

(عالمگیری ج ا ص ۱۱۷)

[16]: اگر ہر دو رکعت پر مکمل درود شریف اور دعا پڑھنا مقتدیوں پر گراں ہو رہا ہو تو تَشَہُّد کے بعد ''اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ'' پڑھ کر سلام پھیر دینا بھی جائز ہے۔ (الدُرِّالمُختار ج ۲ ص ۴۹۹)

[17]: ہر چار رَکعَتوں کے بعد اُتنی دیر آرام لینے کیلئے بیٹھنا مُستحَب ہے جتنی دیر میں چار رَکعات پڑھی ہیں۔اِس وَقفے کوتَرْوِیحَہ کہتے ہیں۔

(عالمگیری ج ا ص ۱۱۵)

[18]: تَرْوِیحَہ کے دَوران اختیار ہے کہ چُپ بیٹھا رہے یا ذِکر و دُرُود اور تِلاوت کرے یا تنہا نَفل پڑھے

(دُرِّمُختار ج ۲ ص ۴۹۷)

یہ تسبیح بھی پڑھ سکتے ہیں:

"سُبْحٰنَ ذِی الْمُلْكِ وَالْمَلَكُوْتِ، سُبْحٰنَ ذِی الْعِزَّةِ وَالْعَظَمَةِ وَالْهَيْبَةِ وَالْقُدْرَةِ وَالْكِبْرِيَآءِ وَالْجَبَرُوْتِ، سُبْحٰنَ الْمَلِكِ الْحَيِّ الَّذِی لَا يَنَامُ وَلَا يَمُوْتُ، سُبُّوْحٌ قُدُّوْسٌ رَبُّ الْمَلٰٓئِكَةِ وَالرُّوْحِ اَللّٰهُمَّ اَجِرْنِیْ مِنَ النَّارِ يَا مُجِيْرُ يَا مُجِيْرُ يَا مُجِيْرُ۔ بِرَحْمَتِكَ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ"

بیس رَکعَتیں ہو چکنے کے بعد پانچواں ترویحہ بھی مُستَحَب ہے،اگر لوگوں پر گراں ہوتو پانچویں بار نہ بیٹھے۔ (عالمگیری ج ا ص ۱۱۵)

[19]: بعض مُقتدی بیٹھے رہتے ہیں جب امام رُکُوع کرنے والا ہوتا ہے اُس وَقت کھڑے ہوتے ہیں۔ یہ مُنافقین کی مُشابَہَت ہے۔چُنانچِہ سورۃُ النِّساء کی آیت نمبر ۱۴۲ میں ہے۔

وَاِذَا قَامُوْٓا اِلَى الصَّلٰوةِ قَامُوْا كُسَالٰى ۙ

ترجَمہ کنز الایمان: اور (منافق) جب نَماز کو کھڑے ہوں تو ہارے جی سے۔

فرض کی جماعت میں بھی اگر امام رُکوع سے اُٹھ گیا تو سَجدوں وغیرہ میں

فورًا شریک ہو جائیں نیز امام قعدہ اُولیٰ میں ہو تب بھی اُس کے کھڑے ہونے کا اِنتِظار نہ کریں بلکہ شامل ہو جائیں۔ اگر قعدہ میں شامل ہو گئے اور امام کھڑا ہو گیا تو اَلتَّحِیَّاتُ پوری کیئے۔بغیر نہ کھڑے ہوں۔

[بہارِ شریعت حصّہ ۴، ص ۳۶]

[20]: ایک امام کے پیچھے عشاء کے فرض ،دوسرے امام کے پیچھے تراویح اور تیسرے امام کے پیچھے وِتْر پڑھے اِس میں حرج نہیں۔حضرت سیّدُ نا عمرِ فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ فرض و وِتْر کی جماعت کرواتے تھے۔اور حضرتِ سیّدُ نا ابی بْنِ کَعْب رضی اللہ عنہ تراویح پڑھاتے۔

(عالمگیری ج ا ص ۱۱۶)

[21]: رَمَضان شریف میں وِتْر جماعت سے پڑھنا افضل ہے۔مگر جس نے عشاء کے فرض بغیر جماعت کے پڑھے وہ وِتْر بھی تنہا پڑھے۔

(بہارِ شریعت حصّہ ۴، ص ۳۶)

اگر کسی نے بھول کر جماعت سے پڑھ لیے تو اس میں کوئی حرج نہیں اس کے وتر بھی ہو جائیں گے۔

بیان نمبر 9

جنگِ بدر

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سیدِ الاَنْبِیَاءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ ۝

اَمّابَعْدُ ۝ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم ط بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم ۝

قال اللّٰهُ تعالیٰ فِی کَلَامِہِ الْمَجِیدِ ۝

وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّةٌ ۚ فَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿۱۲۳﴾ وَقَالَ فِیْ مَقَامٍ آخَرَ ۝ اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ ط يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ﴿۵۶﴾

پڑھیے

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلیکَ یَا رَسُولَ اللّٰهِ وَعَلٰی آلِکَ وَاَصْحَابِکَ یَا حَبِیبَ اللّٰهِ

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلیکَ یَا رَسُولَ اللّٰهِ وَعَلٰی آلِکَ وَاَصْحَابِکَ یَا نُوْرَ اللّٰهِ

''بدر'' مدینہ منورہ سے تقریباً اسّی میل کے فاصلہ پر ایک گاؤں کا نام ہے جہاں زمانۂ جاہلیت میں سالانہ میلہ لگتا تھا۔ یہاں ایک کنواں بھی تھا جس کے مالک کا نام ''بدر'' تھا اسی کے نام پر اس جگہ کا نام ''بدر'' رکھ دیا گیا۔ اسی مقام پر جنگِ بدر کا وہ عظیم معرکہ ہوا جس میں کفارِ قریش اور مسلمانوں کے درمیان سخت خونریزی ہوئی اور مسلمانوں کو وہ عظیم الشان فتح مبین نصیب ہوئی۔ اللہ تعالیٰ نے جنگ بدر کے دن کا نام ''یومُ الفرقان'' رکھا۔

قرآن کی سورۂ انفال میں تفصیل کے ساتھ اور دوسری سورتوں میں اجمالاً بار بار اس معرکہ کا ذکر فرمایا اور اس جنگ میں مسلمانوں کی فتح مبین کے بارے میں احسان جتاتے ہوئے اللہ تعالی نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا کہ

وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّةٌ ۚ فَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿۱۲۳﴾

ترجمہ کنزالایمان: اور یقینا خداوند تعالٰی نے تم لوگوں کی مدد فرمائی بدر میں جبکہ تم لوگ کمزور اور بے سروسامان تھے تو تم لوگ اللہ سے ڈرتے رہو تا کہ تم لوگ شکر گزار ہو جاؤ۔

جنگ بدر کا سبب

جنگِ بدر کا اصلی سبب تو ''عمرو بن الحضرمی'' کے قتل سے کفار قریش میں پھیلا ہوا زبردست اشتعال تھا جس سے ہر کافر کی زبان پر یہی ایک نعرہ تھا کہ ''خون کا بدلہ خون لے کر رہیں گے۔''

مگر بالکل ناگہاں یہ صورت پیش آگئی کہ قریش کا وہ قافلہ جس کی تلاش میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم مقام ''ذی العشیر ۃ'' تک تشریف لے گئے تھے مگر وہ قافلہ ہاتھ نہیں آیا تھا بالکل اچانک مدینہ میں خبر ملی کہ اب وہی قافلہ ملک شام سے لوٹ کر مکہ جانے والا ہے اور یہ بھی پتہ چل گیا کہ اس قافلہ میں ابوسفیان بن حرب وعمرو بن العاص وغیرہ کل تیس یا چالیس آدمی ہیں اور کفار قریش کا مال تجارت جو اس قافلہ میں ہے وہ بہت زیادہ ہے۔حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے اپنے اصحاب سے فرمایا کہ

کفارقریش کی ٹولیاں لوٹ مار کی نیت سے مدینہ کے اطراف میں آتی رہتی ہیں۔ لہٰذا کیوں نہ ہم بھی کفارقریش کے اس قافلہ پرحملہ کرکے اس کولوٹ لیں تاکہ کفارقریش کی شامی تجارت بند ہوجائے اور وہ مجبور ہوکر ہم سے صلح کرلیں۔حضورصلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ ارشادگرامی سن کرانصار ومہاجرین اس کے لیے تیار ہوگئے۔

مدینہ سے روانگی

چنانچہ ۱۲ رمضان ۲ھ کو بڑی تیزی سے صحابہ کرام چل پڑے۔اس لشکر میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ نہ زیادہ ہتھیار تھے نہ فوجی راشن کی کوئی بڑی مقدار تھی کیونکہ کسی کوگمان بھی نہ تھا کہ اس سفر میں کوئی بڑی جنگ ہوگی۔

مگر جب مکہ میں یہ خبر پھیلی کہ مسلمان مسلح ہوکرقریش کا قافلہ لوٹنے کے لئے مدینہ سے چل پڑے ہیں تو مکہ میں ایک جوش پھیل گیا اور ایک دم کفارقریش مسلمانوں پرحملہ کرنے کے لیے تیار ہوگئے۔جب حضورصلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کواس کی اطلاع ملی توآپ نے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کوجمع فرما کرصورتِ حال سے آگاہ کیا اور صاف صاف فرمادیا کہ ممکن ہے کہ اس سفر میں کفارقریش کے قافلہ سے ملاقات ہوجائے اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ کفار مکہ کے لشکر سے جنگ کی نوبت آجائے۔ارشادگرامی سن کرحضرت ابوبکرصدیق وحضرت عمرفاروق اور دوسرے مہاجرین نے بڑے جوش وخروش کا اظہار کیا مگرحضورصلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انصار کا منہ دیکھ رہے تھے کیونکہ انصار نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دست مبارک پر بیعت کرتے وقت اس بات کا عہد کیا تھا کہ وہ اس وقت تلوار اٹھائیں گے جب کفار مدینہ پر چڑھ آئیں گے اور یہاں مدینہ سے باہر نکل کر جنگ کرنے کا معاملہ تھا۔

انصار کا جوش وخروش

انصار میں سے قبیلۂ خزرج کے سردار حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا چہرۂ انور دیکھ کر بول اٹھے کہ یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیا آپ کا اشارہ ہماری طرف ہے؟ خدا کی قسم! ہم وہ جاں نثار ہیں کہ اگر آپ کا حکم ہوتو ہم سمندر میں کود پڑیں۔

اسی طرح انصار کے ایک اور معزز سردار حضرت مقداد بن اسود رضی اللہ عنہ نے جوش میں آ کر عرض کیا

"لاَ نَقُولُ كَمَا قَالَ قَوْمُ مُوسَى اذْهَبْ أَنْتَ وَرَبُّكَ فَقَاتِلاَ، وَلَكِنَّا نُقَاتِلُ عَنْ يَمِينِكَ، وَعَنْ شِمَالِكَ، وَبَيْنَ يَدَيْكَ وَخَلْفَكَ فَرَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَشْرَقَ وَجْهُهُ وَسَرَّهُ"

یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہم حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم کی طرح یہ نہ کہیں گے کہ آپ اور آپ کا خدا جا کر لڑیں بلکہ ہم لوگ آپ کے دائیں سے، بائیں سے، آگے سے، پیچھے سے لڑیں گے۔ انصار کے ان دونو ں سرداروں کی تقریر سن کر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا چہرہ خوشی سے چمک اٹھا۔

(بخاری غزوہ بدرج ۲ ص ۵۶۴)

[صحیح البخاری، کتاب المغازی، باب ۴، قول اللہ تعالیٰ، الحدیث: ۳۹۵۲، ج ۳، ص ۵]

مدینہ سے ایک میل دور چل کر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے لشکر کا جائزہ لیا، جو لوگ کم عمر تھے ان کو واپس کر دینے کا حکم دیا کیونکہ جنگ کے پر خطر موقع پر بھلا بچوں کا کیا کام؟

ننھا سپاہی

مگر انہی بچوں میں حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے چھوٹے بھائی حضرت عمیر بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ جب ان سے واپس ہونے کو کہا گیا تو وہ پھوٹ پھوٹ کر رونے لگے اور کسی طرح واپس ہونے پر تیار نہ ہوئے۔ انہیں دیکھ رحمت عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قلب نازک متاثر ہو گیا۔

اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کو ساتھ چلنے کی اجازت دے دی۔ چنانچہ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے اس ننھے سپاہی کے گلے میں بھی ایک تلوار حمائل کر دی مدینہ سے روانہ ہونے کے وقت نمازوں کے لئے حضرت ابن اُمِ مکتوم رضی اللہ عنہ کو آپ نے مسجد نبوی کا امام مقرر فرما دیا تھا لیکن جب آپ مقام ''روحا'' میں پہنچے تو منافقین اور یہودیوں کی طرف سے کچھ خطرہ محسوس فرمایا اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ابولبابہ بن عبدالمنذر رضی اللہ عنہ کو مدینہ کا حاکم مقرر فرما کر ان کو مدینہ واپس جانے کا حکم دیا۔

کفار مکہ کے آنے کی خبر تھی۔ اب کل فوج کی تعداد تین سو تیرہ تھی جن میں ساٹھ مہاجر اور باقی انصار تھے۔ منزل بہ منزل سفر فرماتے ہوئے جب آپ مقام ''صفرا'' میں پہنچے تو دو آدمیوں کو جاسوسی کے لئے روانہ فرمایا تا کہ وہ قافلہ کا پتہ چلائیں کہ وہ کدھر ہے؟ اور کہاں تک پہنچا ہے؟

[کتاب المغازی للواقدی، باب بدرالقتال، ج ۱، ص ۱۲ وشرح الزرقانی علی المواهب ج 1 ص 411]

ابوسفیان کی چالاکی

جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینہ سے روانہ ہوئے تو ابوسفیان کو اس کی خبر مل گئی۔ اس نے فوراً ہی ''ضمضم بن عمرو غفاری'' کو مکہ بھیجا کہ وہ قریش کو اس کی خبر کر دے تاکہ وہ اپنے قافلہ کی حفاظت کا انتظام کریں اور خود راستہ بدل کر قافلہ کو سمندر کی جانب لے کر روانہ ہو گیا۔ ابوسفیان کا قاصد ضمضم بن عمرو غفاری جب مکہ پہنچا تو اس وقت کے دستور کے مطابق کہ جب کوئی خوفناک خبر سنانی ہوتی تو خبر سنانے والا اپنے کپڑے پھاڑ کر اور اونٹ کی پیٹھ پر کھڑا ہو کر چلا چلا کر خبر سنایا کرتا تھا۔ ضمضم بن عمرو غفاری نے اپنا کرتا پھاڑ ڈالا اور اونٹ کی پیٹھ پر کھڑا ہو کر زور زور سے چلانے لگا کہ اے اہل مکہ! تمہارا سارا مال تجارت ابوسفیان کے قافلہ میں ہے اور مسلمانوں نے اس قافلہ کا راستہ روک کر قافلہ کو لوٹ لینے کا عزم کر لیا ہے لہٰذا جلدی کرو اور بہت جلد اپنے اس قافلہ کو بچانے کے لئے ہتھیار لے کر دوڑ پڑو۔

[شرح الزرقانی علی المواهب ج 1 ص 411]

کفار قریش کا جوش

جب مکہ میں یہ خوفناک خبر پہنچی تو اس قدر ہل چل مچ گئی کہ سرداران مکہ میں سے صرف ابولہب اپنی بیماری کی وجہ سے نہیں نکلا، اس کے سوا تمام لوگ پوری طرح مسلح ہو کر نکل پڑے۔ ایک ہزار کا لشکر جرار جس کا ہر سپاہی پوری طرح مسلح، دوہرے ہتھیار، فوج کی خوراک کا یہ انتظام تھا کہ قریش کے مالدار لوگ یعنی عباس بن عبدالمطلب، عتبہ بن ربیعہ، حارث بن عامر، ابوجہل، اُمیہ وغیرہ باری باری سے روزانہ دس دس اونٹ ذبح کرتے تھے اور پورے لشکر کو کھلاتے تھے۔

عتبہ بن ربیعہ رئیس اعظم اس پورے لشکر کا سپہ سالار تھا۔

جب ابوسفیان بچ کر نکل گیا تو اس نے خط لکھا کہ اب تم لوگ اپنے اپنے گھروں کو واپس لوٹ جاؤ کیونکہ ہم لوگ مسلمانوں کی یلغار اور لوٹ مار سے بچ گئے ہیں اور جان و مال کی سلامتی کے ساتھ ہم مکہ پہنچ رہے ہیں۔

کفار میں اختلاف

ابوسفیان کا یہ خط کفار مکہ کو اس وقت ملا جب وہ مقام ''جحفہ'' میں تھے۔ خط پڑھ کر قبیلۂ بنوزہرہ اور قبیلۂ بنوعدی کے سرداروں نے کہا کہ اب مسلمانوں سے لڑنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے لہٰذا ہم لوگوں کو واپس لوٹ جانا چاہیے۔ یہ سن کر ابوجہل بگڑ گیا اور کہنے لگا کہ ہم خدا کی قسم! اسی شان کے ساتھ بدر تک جائیں گے۔ کفار قریش نے ابوجہل کی رائے پر عمل کیا لیکن بنوزہرہ اور بنوعدی کے دونوں قبائل واپس لوٹ گئے۔ ان دونوں قبیلوں کے سوا باقی کفار قریش کے تمام قبائل جنگ بدر میں شامل ہوئے۔

(سیرتِ ابن ہشام ج ۲ ص ۶۱۸ تا ۶۱۹)

کفار قریش بدر میں

کفار قریش چونکہ مسلمانوں سے پہلے بدر میں پہنچ گئے تھے اس لئے مناسب جگہوں پر ان لوگوں نے اپنا قبضہ جما لیا تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب بدر کے قریب پہنچے تو شام کے وقت حضرت علی، حضرت زبیر، حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہم کو بدر کی طرف بھیجا تا کہ یہ لوگ کفار قریش کے بارے میں خبر لائیں۔ ان حضرات نے قریش کے دو غلاموں کو پکڑ لیا جو لشکر کفار کے لئے پانی بھرنے پر

مقرر تھے۔حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان دونوں غلاموں سے دریافت فرمایا کہ بتاؤ اس قریشی فوج میں قریش کے سرداروں میں سے کون کون ہے؟ تو دونوں غلاموں نے بتایا کہ عتبہ بن ربیعہ،شیبہ بن ربیعہ،ابو البختری ،حکیم بن حزام،نوفل بن خویلد، حارث بن عامر،نضر بن الحارث، زمعہ بن الاسود، ابوجہل بن ہشام،اُمیہ بن خلف،سہیل بن عمرو،عمرو بن عبدود،عباس بن عبدالمطلب وغیرہ سب اس لشکر میں موجود ہیں۔ یہ فہرست سن کرحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے اصحاب کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ مسلمانو! سن لو! مکہ نے اپنے جگر کے ٹکڑوں کوتمہاری طرف ڈال دیا ہے۔

[السیرۃ النبویۃ لابن ہشام، غزوۃ بدرالکبریٰ، ص ۲۵۴ ملتقطاً]

تاجدار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بدر کے میدان میں

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب بدر میں نزول فرمایا تو ایسی جگہ پڑاؤ ڈالا کہ جہاں نہ کوئی کنواں تھا نہ کوئی چشمہ اور وہاں کی زمین اتنی ریتلی تھی کہ گھوڑوں کے پاؤں زمین میں دھنستے تھے۔ یہ دیکھ کرحضرت حباب بن منذر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ نے پڑاؤ کے لئے جس جگہ کومنتخب فرمایا ہے یہ وحی کی رو سے ہے یا فوجی تدبیر ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اس کے بارے میں کوئی وحی نہیں اتری ہے۔حضرت حباب بن منذر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ پھر میری رائے میں جنگی تدابیر کی رو سے بہتر یہ ہے کہ ہم کچھ آگے بڑھ کر پانی کے چشموں پر قبضہ کرلیں تاکہ کفار جن کنوؤں پر قابض ہیں وہ بیکار ہوجائیں کیونکہ انہی چشموں سے ان کے کنوؤں میں پانی جاتا ہے۔حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کی رائے کو پسند فرمایا اور اسی پرعمل کیا گیا۔ خدا کی شان کہ بارش بھی ہوگئی جس سے میدان کی گرد اور ریت

جم گئی جس پر مسلمانوں کے لئے چلنا پھرنا آسان ہوگیا اور کفار کی زمین پر کیچڑ ہو گئی جس سے ان کو چلنے پھرنے میں دشواری ہوگئی اور مسلمانوں نے بارش کا پانی روک کر جا بجا حوض بنالئے تا کہ یہ پانی غسل اور وضو کے کام آئے۔اسی احسان کو اللہ عزوجل نے قرآن میں اس طرح بیان فرمایا کہ

وَيُنَزِّلُ عَلَيْكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ مَآءً لِّيُطَهِّرَكُمْ بِهٖ

ترجمہ کنزالایمان: اور خدا نے آسمان سے پانی برسا دیا تا کہ وہ تم لوگوں کو پاک کرے۔ [پ ۹، الانفال: ۱۱]

کون کب؟ اور کہاں مرے گا؟

آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے رات ہی میں چند جاں نثاروں کے ساتھ میدان جنگ کا معائنہ فرمایا، اس وقت دست مبارک میں ایک چھڑی تھی۔ آپ اُسی چھڑی سے زمین پر لکیر بناتے تھے۔

"فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هٰذَا مَصْرَعُ فُلَانٍ قَالَ وَيَضَعُ يَدَهُ عَلَى الْأَرْضِ "هَاهُنَا، هَاهُنَا« قَالَ فَمَا مَاطَ أَحَدُهُمْ عَنْ مَوْضِعِ يَدِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ"

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ فرما رہے تھے کہ یہ فلاں کافر کے قتل ہونے کی جگہ ہے اور اپنے ہاتھ مبارک کل یہاں فلاں کافر کی لاش پڑی ہوئی ملے گی۔راوی کہتا ہے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اپنا ہاتھ مبارک زمین پر رکھ کر کہا کہ یہاں یہاں راوی نے کہا کہ پھر جہاں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ہاتھ رکھا تھا، اس سے ذرا بھی فرق نہ ہوا اور ہر کافر اسی جگہ گرا یعنی آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے جس جگہ جس کافر کی قتل گاہ

بتائی تھی اس کافر کی لاش ٹھیک اسی جگہ پائی گئی ان میں سے کسی ایک نے لکیر سے بال برابر بھی تجاوز نہیں کیا۔

[صحیح مسلم، کتاب الجهاد والسیر، باب غزوة بدر، الحدیث: ۱۷۷۸، ص ۹۸۱]

اس حدیث سے صاف اور صریح طور پر یہ مسئلہ ثابت ہو جاتا ہے کہ کون کب؟ اور کہاں مرے گا؟ ان دونوں غیب کی باتوں کا علم اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عطا فرمایا تھا۔

مجاہدین کی صف آرائی

۱۷ رمضان ۲ھ جمعہ کے دن حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجاہدین اسلام کو صف بندی کا حکم دیا۔ دست مبارک میں ایک چھڑی تھی اس کے اشارہ سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صفیں درست فرما رہے تھے کہ کوئی شخص آگے پیچھے نہ رہنے پائے اور یہ بھی حکم فرما دیا کہ بجز ذکر الٰہی کے کوئی شخص کسی قسم کا کوئی شور وغل نہ مچائے۔

شکم مبارک کا بوسہ

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی چھڑی کے اشارہ سے صفیں سیدھی فرما رہے تھے کہ آپ نے دیکھا کہ حضرت سواد انصاری رضی اللہ عنہ کا پیٹ صف سے کچھ آگے نکلا ہوا تھا۔ آپ نے اپنی چھڑی سے ان کے پیٹ پر ایک کونچا دے کر فرمایا کہ اِسْتَوِ یَا سَوَادُ (اے سواد سیدھے کھڑے ہو جاؤ) حضرت سواد رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یا رسول اللہ! آپ نے میرے شکم پر چھڑی ماری ہے مجھے آپ سے اس کا بدلہ لینا ہے۔ یہ سن کر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنا پیراہن شریف اٹھا کر فرمایا کہ اے سواد! لو میرا شکم حاضر ہے تم اس پر چھڑی مار کر مجھ سے اپنا قصاص لے لو۔ حضرت سواد رضی اللہ عنہ نے دوڑ کر

آپ کے شکم مبارک کو چوم لیااور پھر نہایت ہی والہانہ انداز میں انتہائی گرم جوشی کے ساتھ آپ کے جسم اقدس سے لپٹ گئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اے سواد! تم نے ایسا کیوں کیا؟ عرض کیا کہ یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں اس وقت جنگ کی صف میں اپنا سر ہتھیلی پر رکھ کر کھڑا ہوں شاید موت کا وقت آ گیا ہو، اس وقت میرے دل میں اس تمنا نے جوش مارا کہ کاش! مرتے وقت میرا بدن آپ کے جسم اطہر سے چھو جائے ۔ یہ سن کر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت سواد رضی اللہ عنہ کے اس جذبۂ محبت کی قدر فرماتے ہوئے ان کے لئے خیر وبرکت کی دعا فرمائی اور حضرت سواد رضی اللہ عنہ نے دربار رسالت میں معذرت کرتے ہوئے اپنا قصاص معاف کر دیا اور تمام صحابۂ کرام حضرت سواد رضی اللہ عنہ کی اس عاشقانہ ادا کو حیرت سے دیکھتے ہوئے ان کا منہ تکتے رہ گئے۔

]السیرۃ النبویۃ لابن ہشام، غزوۃ بدرالکبریٰ، ص ۲۵۹،۲۵۸ [

عہد کی پابندی

اتفاق سے حضرت حذیفہ بن یَمن اور حضرت ابو حُسَیل رضی اللہ عنہما یہ دونوں صحابی کہیں سے آ رہے تھے راستہ میں کفار نے ان دونوں کو روکا کہ تم دونوں بدر کے میدان میں حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی مدد کرنے کے لئے جا رہے ہو۔ ان دونوں نے انکارکیااور جنگ میں شریک نہ ہونے کا عہد کیاچنانچہ کفار نے ان دونوں کو چھوڑ دیا۔جب یہ دونوں بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے اوراپنا واقعہ بیان کیا تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان دونوں کولڑائی کی صفوں سے الگ کر دیا اور ارشاد فرمایا: "انْصَرِفَا، نَفِي لَهُمْ بِعَهْدِهِمْ، وَنَسْتَعِينُ اللهَ عَلَيْهِمْ " پیچھے ہٹ

جاوہم ہر حال میں عہد کی پابندی کریں گے ہم کوصرف خدا کی مدد درکار ہے۔

[صحیح مسلم، کتاب الجھاد والسیر، باب الوفاء بالعھد، الحدیث:۱۷۸۷، ص۹۸۸]

سامعین کرام! غور کیجیے۔ دنیا جانتی ہے کہ جنگ کے موقع پر خصوصاً ایسی صورت میں جب کہ دشمنوں کے عظیم الشان لشکر کا مقابلہ ہو ایک ایک سپاہی کتنا قیمتی ہوتا ہے مگر تاجدار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اپنی کمزور فوج کو دو بہادر اور جانباز مجاہدوں سے محروم رکھنا پسند فرمایا مگر کوئی مسلمان کسی کافر سے بھی بدعہدی اور وعدہ خلافی کرے اس کو گوارا نہیں فرمایا۔

اللہ اکبر! مجھے بتاؤ تم خدا کے لئے بتاؤ! کیا تمہاری آنکھوں نے بھی کبھی صفحۂ ہستی پر پابندی عہد کی کوئی ایسی مثال دیکھی ہے؟ خدا کی قسم! مجھے یقین ہے کہ تم اس کے جواب میں ''نہیں'' کے سوا کچھ بھی نہیں کہہ سکتے۔

دونوں لشکر آمنے سامنے

اب وہ وقت ہے کہ میدان بدر میں حق و باطل کی دونوں صفیں ایک دوسرے کے سامنے کھڑی ہیں۔ قرآن اعلان کررہا ہے کہ

''قَدْ كَانَ لَكُمْ اٰيَةٌ فِيْ فِئَتَيْنِ الْتَقَتَا ؕ فِئَةٌ تُقَاتِلُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَاُخْرٰى كَافِرَةٌ''

ترجمہ کنزالایمان: جو لوگ باہم لڑے ان میں تمہارے لئے عبرت کا نشان ہے ایک خدا کی راہ میں لڑ رہا تھا اور دوسرا منکر خدا تھا۔

[پ۳، اٰل عمرٰن:۱۳]

حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم مجاہدین اسلام کی صف بندی سے فارغ ہو کر مجاہدین کی قرارداد کے مطابق اپنے اس خیمہ میں تشریف لے گئے جس کو صحابہ کرام نے آپ

کی نشست کے لئے بنا رکھا تھا۔ اب اس خیمہ کی حفاظت کا سوال بے حد اہم تھا کیونکہ کفار قریش کے حملوں کا اصل نشانہ حضور تاجدار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی کی ذات تھی کسی کی ہمت نہیں پڑتی تھی کہ اس چھپر کا پہرہ دے لیکن اس موقع پر بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے یارِ غار حضرت صدیق رضی اللہ عنہ ہی کی قسمت میں یہ سعادت لکھی تھی کہ وہ ننگی تلوار لے کر اس خیمہ کے پاس ڈٹے رہے اور حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ بھی چند انصاریوں کے ساتھ اس خیمہ کے گرد پہرہ دیتے رہے۔

(زُرقانی ج ۱ ص ۴۱۸)

دعائے نبوی

حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس نازک گھڑی میں جناب باری سے لو لگائے گریہ و زاری کے ساتھ کھڑے ہو کر ہاتھ پھیلائے دعا مانگ رہے تھے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کے بدر کے دن نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یوں دعا کی۔

"اللَّهُمَّ إِنِّي أَنْشُدُكَ عَهْدَكَ وَوَعْدَكَ، اللَّهُمَّ إِنْ شِئْتَ لَمْ تُعْبَدْ، فَأَخَذَ أَبُوبَكْرٍ بِيَدِهِ، فَقَالَ حَسْبُكَ، فَخَرَجَ وَهُوَيَقُول سَيُهْزَمُ الْجَمْعُ وَيُوَلُّونَ الدُّبُرَ"

[سورۃ القمر: 45]

اے اللہ! میں تیرے عہد اور وعدہ کا واسطہ دیتا ہوں، اگر تو چاہے کہ [یہ کافر غالب ہوں تو مسلمانوں کے ختم ہو جانے کے بعد] تیری عبادت نہ ہوگی۔ اس پر ابوبکر رضی اللہ عنہ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہاتھ تھام لیا اور عرض کیا بس کیجئے، یا رسول اللہ! اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے خیمے سے باہر تشریف لائے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ آیت تلاوت فرما رہے تھے سَيُهْزَمُ الْجَمْعُ وَيُوَلُّونَ الدُّبُرَ﴿۴۵﴾ عنقریب (کفار کی) فوج کو

شکست دے دی جائیگی اور وہ پیٹھ پھیر کر بھاگ جائیں گے۔ [پ۲۷، القمر:۴۵]

[الصحیح البخاری کتاب المغازي باب قول الله تعال: إذ تستغيثون۔۔حدیث نمبر 3953]

سیرت النبویہ میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ دعا کی ''اے اللہ !تو نے مجھ سے جو وعدہ فرمایا ہے آج اسے پورا فرما دے۔'' آپ پر اس قدر رقت طاری تھی کہ جوشِ گریہ میں چادر مبارک دوش انور سے گر پڑتی تھی مگر آپ کو خبر نہیں ہوتی تھی، کبھی آپ سجدہ میں سر رکھ کر اس طرح دعا مانگتے کہ ''الٰہی!اگر یہ چند نفوس ہلاک ہو گئے تو پھر قیامت تک روئے زمین پر تیری عبادت کرنے والے نہ رہیں گے۔حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ آپ کے یار غار تھے۔آپ کو اس طرح بے قرار دیکھ کر ان کے دل کا سکون وقرار جاتا رہا اور ان پر رقت طاری ہوگئی اور انہوں نے چادر مبارک کو اٹھا کر آپ کے مقدس کندھے پر ڈال دی اور آپ کا دست مبارک تھام کر بھرائی ہوئی آواز میں بڑے ادب کے ساتھ عرض کیا کہ حضور! اب بس کیجیے خدا ضرور اپنا وعدہ پورا فرمائے گا۔

[السیرۃ النبویۃ،غزوۃ بدرالکبریٰ،ص ۲۵۹ والمواہب اللدنیۃ والزرقانی،غزوۃ بدرالکبریٰ،ج ۲، ص ۲۷۹،۲۷۸]

اپنے یارِ غار صدیق جاں نثار کی بات مان کر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دعا ختم کر دی اور آپ کی زبان مبارک پر اس آیت کا ورد جاری ہو گیا کہ

سَيُهْزَمُ الْجَمْعُ وَيُوَلُّوْنَ الدُّبُرَ﴿۴۵﴾

ترجمہ کنزالایمان: عنقریب (کفار کی) فوج کو شکست دے دی جائیگی اور وہ پیٹھ پھیر کر بھاگ جائیں گے۔ [پ۲۷، القمر:۴۵]

کفار کا سپہ سالار مارا گیا

کفار کا سپہ سالار عتبہ بن ربیعہ اپنے سینہ پر شتر مرغ کا پر لگائے ہوئے اپنے بھائی شیبہ بن ربیعہ اور اپنے بیٹے ولید بن عتبہ کو ساتھ لے کر غصہ میں بھرا ہوا اپنی صف سے نکل کر مقابلہ کی دعوت دینے لگا۔ اسلامی صفوں میں سے حضرت عوف وحضرت معاذ وعبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہم مقابلہ کو نکلے۔ عتبہ نے ان لوگوں کا نام و نسب پوچھا، جب معلوم ہوا کہ یہ لوگ انصاری ہیں تو عتبہ نے کہا کہ ہم کو تم لوگوں سے کوئی غرض نہیں۔ پھر عتبہ نے چلا کر کہا اے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) یہ لوگ ہمارے جوڑ کے نہیں ہیں اشراف قریش کو ہم سے لڑنے کے لئے میدان میں بھیجئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت حمزہ وحضرت علی وحضرت عبیدہ رضی اللہ عنہم کو حکم دیا کہ آپ لوگ ان تینوں کے مقابلہ کے لئے نکلیں۔ چنانچہ یہ تینوں بہادران اسلام میدان میں نکلے۔ چونکہ یہ تینوں حضرات سر پر خود پہنے ہوئے تھے جس سے ان کے چہرے چھپ گئے تھے اس لئے عتبہ نے ان حضرات کو نہیں پہچانا اور پوچھا کہ تم کون لوگ ہو؟ جب ان تینوں نے اپنے اپنے نام ونسب بتائے تو عتبہ نے کہا کہ ''ہاں اب ہمارا جوڑ ہے'' جب ان لوگوں میں جنگ شروع ہوئی تو حضرت حمزہ وحضرت علی وحضرت عبیدہ رضی اللہ عنہم نے اپنی ایمانی شجاعت کا ایسا مظاہرہ کیا کہ بدر کی زمین دہل گئی اور کفار کے دل تھرا گئے اور ان کی جنگ کا انجام یہ ہوا کہ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ نے عتبہ کا مقابلہ کیا، دونوں انتہائی بہادری کے ساتھ لڑتے رہے مگر آخر کار حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ نے اپنی تلوار کے وار سے مار مار کر عتبہ کو زمین پر ڈھیر کر دیا۔ ولید نے حضرت علی رضی اللہ عنہ

سے جنگ کی، دونوں نے ایک دوسرے پر بڑھ بڑھ کر قاتلانہ حملہ کیا اور خوب لڑے لیکن اسد اللہ الغالب کی ذوالفقار نے ولید کو مار گرایا اور وہ ذلت کے ساتھ قتل ہو گیا۔ مگر عتبہ کے بھائی شیبہ نے حضرت عبیدہ رضی اللہ عنہ کو اس طرح زخمی کر دیا کہ وہ زخموں کی تاب نہ لا کر زمین پر بیٹھ گئے۔ یہ منظر دیکھ کر حضرت علی رضی اللہ عنہ جھپٹے اور آگے بڑھ کر شیبہ کو قتل کر دیا اور حضرت عبیدہ رضی اللہ عنہ کو اپنے کاندھے پر اٹھا کر بارگاہ رسالت میں لائے، ان کی پنڈلی ٹوٹ کر چور چور ہو گئی تھی اور نلی کا گودا بہہ رہا تھا، اس حالت میں عرض کیا کہ یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیا میں شہادت سے محروم رہا؟ ارشاد فرمایا کہ نہیں ہرگز نہیں! بلکہ تم شہادت سے سرفراز ہو گئے۔ حضرت عبیدہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اگر آج میرے اور آپ کے چچا ابو طالب زندہ ہوتے تو وہ مان لیتے کہ ان کے اس شعر کا مصداق میں ہوں کہ

وَنُسْلِمُهٗ حَتّٰی نُصَرَّعَ حَوْلَهٗ وَنَذْهَلُ عَنْ اَبْنَائِنَا وَالْحَلَائِلِ

یعنی ہم محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس وقت دشمنوں کے حوالہ کریں گے جب ہم ان کے گرد لڑ لڑ کر پچھاڑ دیئے جائیں گے اور ہم اپنے بیٹوں اور بیویوں کو بھول جائیں گے۔

[المواہب اللدنیۃ وشرح الزرقانی، غزوۃ بدرالکبریٰ، ج ۲، ص ۲۷۶، ۲۷۳]

ابوجہل ذلت کے ساتھ مارا گیا

حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں صف میں کھڑا تھا اور میرے دائیں بائیں دو نوعمر لڑکے کھڑے تھے۔ ایک نے چپکے سے پوچھا کہ چچا جان! کیا آپ ابوجہل کو پہچانتے ہیں؟ میں نے اس سے کہا کہ کیوں بھتیجے! تم کو ابوجہل سے کیا کام ہے؟ اس نے کہا کہ چچا جان! میں نے خدا سے یہ عہد کیا ہے

کہ میں ابو جہل کو جہاں دیکھ لوں گا یا تو اس کو قتل کر دوں گا یا خود لڑتا ہوا مارا جاؤں گا کیونکہ وہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بہت ہی بڑا دشمن ہے۔ حضرت عبدالرحمن رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں حیرت سے اس نوجوان کا منہ تاک رہا تھا کہ دوسرے نوجوان نے بھی مجھ سے یہی کہا اتنے میں ابو جہل تلوار گھماتا ہوا سامنے آ گیا اور میں نے اشارہ سے بتادیا کہ ابو جہل یہی ہے، بس پھر کیا تھا یہ دونوں لڑکے تلواریں لے کر اس پر اس طرح جھپٹے جس طرح باز اپنے شکار پر جھپٹتا ہے۔ دونوں نے اپنی تلواروں سے مار مار کر ابو جہل کو زمین پر ڈھیر کر دیا۔ یہ دونوں لڑکے حضرت معوذ اور حضرت معاذ رضی اللہ عنہما تھے جو ''عفراء'' کے بیٹے تھے۔ ابو جہل کے بیٹے عکرمہ نے اپنے باپ کے قاتل حضرت معاذ رضی اللہ عنہ پر حملہ کر دیا اور پیچھے سے ان کے بائیں شانہ پر تلوار ماری جس سے ان کا بازو کٹ گیا لیکن تھوڑا سا چمڑا باقی رہ گیا اور ہاتھ لٹکنے لگا۔

حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے عکرمہ کا پیچھا کیا اور دور تک دوڑایا مگر عکرمہ بھاگ کر بچ نکلا۔ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ اس حالت میں بھی لڑتے رہے لیکن کٹے ہوئے ہاتھ کے لٹکنے سے زحمت ہو رہی تھی تو انہوں نے اپنے کٹے ہوئے ہاتھ کو پاؤں سے دبا کر اس زور سے کھینچا کہ تسمہ الگ ہو گیا اور پھر وہ آزاد ہو کر ایک ہاتھ سے لڑتے رہے۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ابو جہل کے پاس سے گزرے، اس وقت ابو جہل میں کچھ کچھ زندگی کی رمق باقی تھی۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے اس کی گردن کو اپنے پاؤں سے روند کر فرمایا کہ **قَالَ: أَنْتَ، أَبُو جَهْلٍ؟ قَالَ: فَأَخَذَ بِلِحْيَتِهِ، قَالَ: وَهَلْ فَوْقَ رَجُلٍ قَتَلْتُمُوهُ، أَوْ رَجُلٍ قَتَلَهُ قَوْمُهُ** '' تو ہی ابو جہل ہے! بتا آج تجھے اللہ نے کیسا رسوا کیا۔'' ابو جہل نے اس حالت میں بھی

گھمنڈ کے ساتھ یہ کہا کہ تمہارے لئے یہ کوئی بڑا کارنامہ نہیں ہے میرا قتل ہو جانا اس سے زیادہ نہیں ہے کہ ایک آدمی کو اس کی قوم نے قتل کر دیا۔

ہاں! مجھے اس کا افسوس ہے کہ کاش! مجھے کسانوں کے سوا کوئی دوسرا شخص قتل کرتا۔ حضرت معوذ اور حضرت معاذ رضی اللہ عنہما چونکہ یہ دونوں انصاری تھے اور انصار کھیتی باڑی کا کام کرتے تھے اور قبیلۂ قریش کے لوگ کسانوں کو بڑی حقارت کی نظر سے دیکھا کرتے تھے اس لئے ابوجہل نے کسانوں کے ہاتھ سے قتل ہونے کو اپنے لئے قابل افسوس بتایا۔

جنگ ختم ہو جانے کے بعد حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو ساتھ لے کر جب ابوجہل کی لاش کے پاس سے گزرے تو لاش کی طرف اشارہ کرکے فرمایا کہ ابوجہل اس زمانے کا ''فرعون'' ہے۔ پھر عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے ابوجہل کا سر کاٹ کر تاجدار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قدموں پر ڈال دیا۔

[صحیح البخاری، کتاب المغازی، باب ۱۰، الحدیث: ۳۹۸۸ج ۳، ص ۱۴ دلائل النبوۃ ج ۲ ص ۱۷۳)]

اُمیّہ کی ہلاکت

اُمیہ بن خلف بہت ہی بڑا دشمن رسول تھا۔ جنگ بدر میں جب کفر و اسلام کے دونوں لشکر گتھم گتھا ہو گئے تو اُمیہ اپنے پرانے تعلقات کی بنا پر حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ سے چمٹ گیا کہ میری جان بچایئے۔ حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کو رحم آ گیا اور آپ نے چاہا کہ اُمیہ بچ کر نکل بھاگے مگر حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے اُمیہ کو دیکھ لیا۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ جب اُمیہ کے غلام تھے تو اُمیہ نے ان کو بہت زیادہ ستایا تھا اس لئے جوشِ انتقام میں حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے

انصار کو پکارا، انصاری لوگ دفعۃً ٹوٹ پڑے۔ حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ نے اُمیہ سے کہا کہ تم زمین پر لیٹ جاؤ وہ لیٹ گیا تو حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ اس کو بچانے کے لئے اس کے اوپر لیٹ کر اس کو چھپانے لگے لیکن حضرت بلال اور انصار رضی اللہ عنہم نے ان کی ٹانگوں کے اندر ہاتھ ڈال کر اور بغل سے تلوار گھونپ گھونپ کر اس کو قتل کر دیا۔

[صحیح البخاری، کتاب الوکالۃ، باب اذا وکل المسلم حربیاً...الخ، الحدیث: ۲۳۰۱، ج۲، ص۷۸]

فرشتوں کی فوج

جنگ بدر میں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کی مدد کے لئے آسمان سے فرشتوں کا لشکر اتار دیا تھا۔ پہلے ایک ہزار فرشتے آئے پھر تین ہزار ہو گئے اس کے بعد پانچ ہزار ہو گئے۔ جب خوب گھمسان کا رن پڑا تو فرشتے کسی کو نظر نہیں آتے تھے مگر ان کی حرب وضرب کے اثرات صاف نظر آتے تھے۔ بعض کافروں کی ناک اور منہ پر کوڑوں کی مار کا نشان پایا جاتا تھا، کہیں بغیر تلوار مارے سر کٹ کر گرتا نظر آتا تھا، یہ آسمان سے آنے والے فرشتوں کی فوج کے کارنامے تھے۔

[المواھب اللدنیۃ مع شرح الزرقانی، غزوۃ بدر الکبریٰ، ج۲، ص۲۸۶]

کفار نے ہتھیار ڈال دیئے

عتبہ، شیبہ، ابوجہل وغیرہ کفار قریش کے سرداروں کی ہلاکت سے کفار مکہ کی کمر ٹوٹ گئی اور ان کے پاؤں اکھڑ گئے اور وہ ہتھیار ڈال کر بھاگ کھڑے ہوئے اور مسلمانوں نے ان لوگوں کو گرفتار کرنا شروع کر دیا۔

اس جنگ میں کفار کے ستر آدمی قتل اور ستر آدمی گرفتار ہوئے۔ باقی اپنا

سامان چھوڑ کر فرار ہو گئے اس جنگ میں کفارِ مکہ کو ایسی زبردست شکست ہوئی کہ ان کی عسکری طاقت ہی فنا ہو گئی۔ کفار قریش کے بڑے بڑے نامور سردار جو بہادری اور فن سپہ گری میں یکتائے روزگار تھے ایک ایک کر کے سب موت کے گھاٹ اتار دیئے گئے۔ ان ناموروں میں عتبہ، شیبہ،ابو جہل، ابو البختر ی، زمعہ، عاص بن ہشام، اُمیہ بن خلف،نضر بن الحارث وغیرہ قریش کے سرتاج تھے یہ سب مارے گئے۔

[المواھب اللدنیۃمع شرح الزرقانی، غزوۃ بدرالکبری، ج ۲،ص۳۲۸]

جنگِ بدر میں کل چودہ مسلمان شہادت سے سرفراز ہوئے جن میں سے چھ مہاجر اور آٹھ انصار تھے۔

بدر کا گڑھا

حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا ہمیشہ یہ طرزِ عمل رہا کہ جہاں کبھی کوئی لاش نظر آتی تھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اس کو دفن کروا دیتے تھے لیکن جنگِ بدر میں قتل ہونے والے کفار چونکہ تعداد میں بہت زیادہ تھے،سب کو الگ الگ دفن کرنا ایک دشوار کام تھا اس لئے تمام لاشوں کو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے بدر کے ایک گڑھے میں ڈال دینے کا حکم فرمایا۔ چنانچہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے تمام لاشوں کو گھسیٹ گھسیٹ کر گڑھے میں ڈال دیا۔ اُمیہ بن خلف کی لاش پھول گئی تھی، صحابۂ کرام نے اس کو گھسیٹنا چاہا تو اس کے اعضاء الگ الگ ہونے لگے اس لئے اس کی لاش وہیں مٹی میں دبا دی گئی۔

[المواہب اللدنیۃ و الزرقانی ، غزوۃ بدرالکبری، ج ۲،ص ۳۰۳]

کفار کی لاشوں سے خطاب

جب کفار کی لاشیں بدر کے گڑھے میں ڈال دی گئیں تو حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس گڑھے کے کنارے کھڑے ہو کر مقتولین کا نام لے کر اس طرح پکارا کہ اے عتبہ بن ربیعہ! اے شیبہ بن ربیعہ! اے فلاں! اے فلاں! کیا تم لوگوں نے اپنے رب کے وعدہ کو سچا پایا؟ ہم نے تو اپنے رب کے وعدہ کو بالکل ٹھیک سچ پایا۔

"فَقَالَ عُمَرُ يَا رَسُولَ اللهِ مَا تُكَلِّمُ مِنْ أَجْسَادٍ لَا أَرْوَاحَ لَهَا، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ، مَا أَنْتُمْ بِأَسْمَعَ لِمَا أَقُولُ مِنْهُمْ"

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے جب دیکھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کفار کی لاشوں سے خطاب فرما رہے ہیں تو ان کو بڑا تعجب ہوا۔ چنانچہ انہوں نے عرض کیا کہ یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیا آپ ان بے روح کے جسموں سے کلام فرما رہے ہیں؟ یہ سن کر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اے عمر! قسم خدا کی جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے کہ تم (زندہ لوگ) میری بات کو ان سے زیادہ نہیں سن سکتے لیکن اتنی بات ہے کہ یہ مردے جواب نہیں دے سکتے۔

[صحیح البخاری، کتاب المغازی، باب قتل ابی جهل، الحدیث: ٣٩٧٦، ج٣، ص ١١]

بخاری وغیرہ کی اس حدیث سے یہ مسئلہ ثابت ہوتا ہے کہ جب کفار کے مردے زندوں کی بات سنتے ہیں تو پھر مومنین خصوصاً اولیاء، شہداء، انبیاء علیہم السلام وفات کے بعد یقیناً ہم زندوں کا سلام و کلام اور ہماری فریادیں سنتے ہیں اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب کفار کی مردہ لاشوں کو پکارا تو پھر خدا کے برگزیدہ بندوں

یعنی ولیوں، شہیدوں اور نبیوں کو ان کی وفات کے بعد پکارنا بھلا کیوں نہ جائز و درست ہوگا؟ اسی لئے تو حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب مدینہ کے قبرستان میں تشریف لے جاتے تو قبروں کی طرف اپنا رخِ انور کر کے یوں فرماتے کہ

"اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ یَا اَھْلَ الْقُبُوْرِ یَغْفِرُ اللّٰہُ لَنَا وَلَکُمْ اَنْتُمْ سَلَفُنَا وَنَحْنُ بِالْاَثَرِ"

یعنی ''اے قبر والو! تم پر سلام ہو خدا ہماری اور تمہاری مغفرت فرمائے، تم لوگ ہم سے پہلے چلے گئے اور ہم تمہارے بعد آنے والے ہیں۔''

(مشکوۃ باب زیارۃ القبور ص ۱۵۴)

اسیرانِ جنگ کا انجام

ان قیدیوں کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ میں تقسیم فرما دیا اور یہ حکم دیا کہ ان قیدیوں کو آرام کے ساتھ رکھا جائے۔ چنانچہ دو دو، چار چار قیدی صحابہ کے گھروں میں رہنے لگے اور صحابہ نے ان لوگوں کے ساتھ یہ حسن سلوک کیا کہ ان لوگوں کو گوشت روٹی وغیرہ حسب مقدور بہترین کھانا کھلاتے تھے اور خود کھجوریں کھا کر رہ جاتے تھے۔

[السیرۃ النبویۃ لابن ہشام، غزوۃ بدر الکبریٰ، ص ۲۶۷ ملتقطاً وملخصاً]

ان قیدیوں کے بارے میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم سے مشورہ فرمایا کہ ان کے ساتھ کیا معاملہ کیا جائے؟ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہ رائے دی کہ اِن سب دشمنانِ اسلام کو قتل کر دینا چاہیے اور ہم میں سے ہر شخص اپنے اپنے قریبی رشتہ دار کو اپنی تلوار سے قتل کرے۔ مگر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے یہ مشورہ دیا کہ آخر یہ سب لوگ اپنے عزیز و اقارب ہی ہیں لہٰذا انہیں قتل نہ کیا

جائے بلکہ ان لوگوں سے بطور فدیہ کچھ رقم لے کر ان سب کو رہا کر دیا جائے۔ اس وقت مسلمانوں کی مالی حالت بہت کمزور ہے فدیہ کی رقم سے مسلمانوں کی مالی امداد کا سامان بھی ہو جائے گا اور شاید آئندہ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو اسلام کی توفیق نصیب فرمائے۔ حضور رحمت عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی سنجیدہ رائے کو پسند فرمایا اور ان قیدیوں سے چار چار ہزار درہم فدیہ لے کر ان لوگوں کو چھوڑ دیا۔ جو لوگ مفلسی کی وجہ سے فدیہ نہیں دے سکتے تھے وہ یوں ہی بلا فدیہ چھوڑ دیئے گئے۔ ان قیدیوں میں جو لوگ لکھنا جانتے تھے ان میں سے ہر ایک کا فدیہ یہ تھا کہ وہ انصار کے دس لڑکوں کو لکھنا سکھا دیں۔

بیان نمبر 10

فضائل اعتکاف

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سیدِالْاَنْبِیَاءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ ؕ

اَمَّابَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ط بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

قال اللّٰہُ تعالیٰ فِی کَلَامِہِ الْمَجِیْدِ

وَعَهِدْنَآ اِلٰٓى اِبْرٰهٖمَ وَ اِسْمٰعِیْلَ اَنْ طَهِّرَا بَیْتِیَ
لِلطَّآىٕفِیْنَ وَالْعٰكِفِیْنَ وَالرُّكَّعِ السُّجُوْدِ ﴿۱۲۵﴾
وَقَالَ فِیْ مَقَامٍ آخَرَ اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓىٕكَتَهٗ یُصَلُّوْنَ
عَلَى النَّبِیِّ ط یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْهِ وَ
سَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا ﴿۵۶﴾

پڑھیے

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلیکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ وَعَلٰی آلِکَ وَاَصْحَابِکَ یَا حَبِیْبَ اللّٰہِ

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلیکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ وَعَلٰی آلِکَ وَاَصْحَابِکَ یَا نُوْرَ اللّٰہِ

پچھلی اُمَّتوں میں بھی اعتکاف ہوا کرتا تھا۔ چُنانچہ سورۃ البقرہ کی آیت نمبر ۱۲۵ میں اللہ عَزَّ وَجَلَّ کا فرمانِ عالی شان ہے:

وَعَهِدْنَآ اِلٰٓى اِبْرٰهٖمَ وَ اِسْمٰعِیْلَ اَنْ طَهِّرَا بَیْتِیَ
لِلطَّآىٕفِیْنَ وَالْعٰكِفِیْنَ وَالرُّكَّعِ السُّجُوْدِ ﴿۱۲۵﴾

ترجمہ کنزُ الایمان: اور ہم نے تاکید فرمائی ابراہیم و اسمٰعیل (عَلَیْہِمَا

السّلام) کو کہ میرا گھر خوب سُتھرا کرو طواف والوں اور اعتِکاف والوں اور رُکوع وسُجود والوں کیلئے ۔

(پارہ 1 البقرہ: ۱۲۵)

اعتکاف کی تعریف

''مسجد میں اللہ عَزَّ وَجَلَّ کی رِضا کیلئے اِعتِکاف کی نیت کے ساتھ ٹھہرنا اِعتِکاف کہلاتا ہے۔'' اس کیلئے مسلمان کا عاقِل اور جَنابت اور حَیض ونفاس سے پاک ہونا شرط ہے۔ بُلوغ شرط نہیں نابالِغ بھی جو تمیز رکھتا ہے اگر اعتِکاف کی نیت کے ساتھ مسجِد میں ٹھہرے تو اُس کا اعتِکاف صحیح ہے۔

(عالمگیری ج ا ص ۲۱۱)

اعتکاف کے حوالے سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے معمولات

نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے ماہِ رَمَضان پاک کا پورا مہینہ بھی اعتِکاف فرمایا ہے۔ اور آخری دس دن کا تو بہُت زیادہ اہتمام فرمایا کرتے۔ یہاں تک کہ ایک بار کسی وجہ سے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم رَمَضانُ الْمبارَک میں اعتِکاف نہ کرسکے تو شَوّالُ الْمکرم کے آخری عَشرہ میں اعتِکاف فرمایا۔

(صحیح بخاری ج ا ص ۶۷۱ حدیث ۲۰۳۱)

''حدیث میں آیا کہ

"أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَعْتَكِفُ الْعَشْرَ الْأَوَاخِرَ مِنْ رَمَضَانَ، فَسَافَرَ عَامًا، فَلَمَّا كَانَ مِنَ الْعَامِ الْمُقْبِلِ اعْتَكَفَ عِشْرِينَ يَوْمًا"

آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم آخری دس دنوں کا اعتکاف فرمایا کرتے۔ ایک سال آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم

نے سفر اختیار فرمایا جس کی وَجہ سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا اعتِکاف رہ گیا تو اگلے رَمَضان شریف میں بیس دن کا اعتِکاف فرمایا۔''

(جامع ترمذی ج ۲ ص ۲۱۲ حدیث ۸۰۳)

اللہ عَزَّ وَجَلَّ کے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا یہ معمول تھا کہ ہر رَمَضان شریف کے آخری عَشرہ کا اِعتِکاف فرمایا کرتے اور اسی سنّتِ کریمہ کو زندہ رکھتے ہوئے اُمَّہاتُ المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہن بھی اعتِکاف فرماتی رہیں۔

چُنانچِہ اُمّ الْمُؤمنین حضرتِ سَیِّدَتُنا عائِشہ صِدّیقہ رضی اللہ عنہا رِوایت فرماتی ہیں کہ:

"أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، كَانَ يَعْتَكِفُ العَشْرَ الأَوَاخِرَ مِنْ رَمَضَانَ حَتَّى تَوَفَّاهُ اللهُ، ثُمَّ اعْتَكَفَ أَزْوَاجُهُ مِنْ بَعْدِهِ"

نبی مکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم رَمضانُ المبارَک کے آخِری عَشَرہ (یعنی آخِری دس دن) کا اِعتِکاف فرمایا کرتے۔ یہاں تک کہ اللہ عَزَّ وَجَلَّ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو وفاتِ (ظاہری) عطا فرمائی۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ازواجِ مُطَہَّرات رضی اللہ تعالیٰ عنہن اعتِکاف کرتی رہیں۔

(صحیح بخاری ج ۱ ص ۶۶۴ حدیث ۲۰۲۶)

مسجدِ نبوی میں اعتکاف کی جگہ

مسجِدِ نَبَوِی الشّریف میں جس جگہ پیارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اعتِکاف کیلئے کھجور کی لکڑی وغیرہ سے بنی ہوئی مبارک چار پائی رکھتے تھے۔وہاں بطورِ یادگار ایک مبارَک ستون بنام ''اُسْطُوانَۃُ السَّرِیر'' آج بھی قائم ہے۔

سارے مہینے کا اعتکاف

ماہِ رَمَضان ہی میں شبِ قَدْر کو بھی پوشیدہ رکھا گیا ہے لہٰذا اس مبارَک رات کو تلاش کرنے کیلئے آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ایک بار پورے ماہِ مبارَک کا اعتِکاف فرمایا۔

حضرتِ سیِّدُنا ابوسعید خُدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے یکُم رَمَضان سے بیس رَمَضان تک اِعتِکاف کرنے کے بعد ارشاد فرمایا:

"إِنِّي اعْتَكَفْتُ الْعَشْرَ الْأَوَّلَ، أَلْتَمِسُ هَذِهِ اللَّيْلَةَ، ثُمَّ اعْتَكَفْتُ الْعَشْرَ الْأَوْسَطَ، ثُمَّ أُتِيتُ، فَقِيلَ لِي إِنَّهَا فِي الْعَشْرِ الْأَوَاخِرِ، فَمَنْ أَحَبَّ مِنْكُمْ أَنْ يَعْتَكِفَ فَلْيَعْتَكِفْ"

میں نے شبِ قدر کی تلاش کیلئے رَمَضان کے پہلے عَشرہ کا اعتِکاف کیا پھر درمیانی عَشرہ کا اعتِکاف کیا پھر مجھے بتایا گیا کہ شبِ قَدْر آخری عَشرہ میں ہے لہٰذا تم میں سے جو شخص میرے ساتھ اِعتِکاف کرنا چاہے وہ کرلے۔

(صحیح مسلم ص ۵۹۴ حدیث ۱۱۶۷)

اعتِکاف کا مقصدِ شب قدر کی تلاش

ہمیں بھی اگر ہر سال نہ سہی کم از کم زندگی میں ایک بار اِس ادائے مصطَفٰے صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو ادا کرتے ہوئے پورے ماہِ رَمَضانُ الْمُبارَک کا اِعتِکاف کرلینا چاہئے۔رَمَضانُ الْمُبارَک میں اِعتِکاف کرنے کا سب سے بڑا مقصد شبِ قَدْر کی تلاش ہے۔اور راجح قول یہی ہے کہ شبِ قَدْر رَمَضانُ الْمُبارَک کے آخری

دس ۱۰ دنوں کی طاق راتوں میں ہوتی ہے اور شبِ قدر بدلتی رہتی ہے۔یعنی کبھی اکیسویں،کبھی تئیسویں ۲۳ ،کبھی پچیسویں ۲۵ کبھی ستائیسویں ۲۷ توکبھی انتیسویں ۲۹ شب۔

ایک دن کے اعتکاف کی فضیلت

سرکارِ نامدار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"وَمَنِ اعْتَكَفَ يَوْمًا ابْتِغَاءَ وَجْهِ اللهِ تَعَالَى جَعَلَ اللهُ بَيْنَهُ وَبَيْنَ النَّارِ ثَلَاثَ خَنَادِقَ أَبْعَدَ مَا بَيْنَ الْخَافِقَيْنِ"

جوشخص اللہ عَزَّ وَجَلَّ کی رضا وخوشنودی کیلئے ایک دن کا اعتِکاف کریگا اللہ عَزَّ وَجَلَّ اس کے اور جہنّم کے درمیان تین خندقیں حائل کردے گا جن کی مَسافت مشرِق ومغرِب کے فاصلے سے بھی زیادہ ہوگی۔

(الدرالمنثور ج ۱ ص ۴۸۶)

پچھلے گناہوں کی بخشش

حضرتِ سَیِّدَتُنا عائشہ صِدّیقہ رضی اللہ عنہا سے رِوایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمانِ خوشبودار ہے:

"مَنِ اعْتَكَفَ اِيْمَانًا وَّاحْتِسَابًا غُفِرَلَه، مَاتَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ"

ترجَمہ: جس شخص نے ایمان کے ساتھ ثواب حاصل کرنے کی نیّت سے اعتِکاف کیا اس کے تمام پچھلے گناہ بخش دیئے جائیں گے۔"

(جامع صغیر ص ۵۱۶ الحدیث ۸۴۸۰)

دو حج اور دو عمروں کا ثواب

امیرُ الْمُؤمِنِین علیُّ المُرتَضٰی شیرِ خدا کَرَّمَ اللهُ تعالیٰ وَجْهَهُ الْکَرِیْم سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلَّی اللّٰہ علیہ وآلہٖ وسلَّم کا فرمان ہے:

"مَنِ اعْتَکَفَ فِیْ رَمَضَانَ کَانَ کَحَجَّتَیْنِ وَعُمْرَتَیْن"

ترجمہ: ''جس نے رَمَضانُ الْمُبارَک میں (دس دن کا) اعتِکاف کرلیا وہ ایسا ہے جیسے دو حج اور دو عمرے کئے۔''

(شعب الایمان ج ۳ ص ۴۲۵ حدیث ۲۹۶۶)

گناہوں سے تحفُّظ

حضرتِ سیِّدُنا عبداللہ ابنِ عبّاس رضی اللّٰہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلَّی اللّٰہ علیہ وآلہٖ وسلَّم کا فرمان ہے:

"هُوَیَعْکِفُ الذُّنُوْبَ یُجْرٰی لَهٗ مِنَ الْحَسَنَاتِ کَعَامِلِ الْحَسَنَاتِ کُلِّهَا"

اِعتِکاف کرنے والا گناہوں سے بچا رہتا ہے اور اس کیلئے تمام نیکیاں لکھی جاتی ہیں جیسے ان کے کرنے والے کے لئے ہوتی ہیں۔

(ابنِ ماجہ ج ۲ ص ۳۶۵ حدیث ۱۷۸۱)

روزانہ حج کا ثواب

حضرتِ سیِّدُنا حسن بصری رضی اللّٰہ عنہ سے منقول ہے، ''مُعْتَکِف کو ہر روز ایک حج کا ثواب ملتا ہے۔''

(شعب الایمان، ج ۳، ص ۴۲۵، الحدیث ۳۹۶۸)

آج کل اعتکاف میں کیا ہوتا ہے؟

افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ آج کل اعتکاف نہیں بلکہ سیاسی تبصرے ہوتے ہیں۔ پہلے دودن تو اعتکاف کرنے والوں میں شوقِ عبادت ہوتا ہے مگر جب سب ایک دوسرے کے واقف ہوجاتے ہیں تو اب شوق عبادت ختم ہوجاتا ہے فقط شوقِ گفتگو رہ جاتا ہے۔ مسجد کمیونٹی سنٹر یا ہوٹل کا روپ دھار لیتی ہے اور اعتکاف کرنے والے اینکرز اور مختلف تبصرہ نگاروں کا لبادہ اوڑھ لیتے ہیں۔ اب خوب مسجد میں بیٹھ کر جھوٹ، چغلی اور غیبت سے نامہ اعمال کو سیاہ کیا جاتا ہے۔

مسجد میں تو جائز بات بھی بلا ضرورت کرنا مکروہ ہے۔ حدیث میں مسجد میں باتیں کرنے والوں کے ساتھ بیٹھنے سے بھی منع فرمایا۔

جیسا کہ سیّدُ ناحَسَن بصری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبیِّ رَحمت، تاجدارِ رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمانِ ذی شان ہے:

"یَأتِیْ عَلَی النَّاسِ زَمَانٌ یَکُوْنُ حَدِیْثُھُمْ فِیْ مَسَاجِدِھِمْ فِیْ اَمْرِ دُنْیَاھُمْ فَلَا تُجَالِسُوْھُمْ فَلَیْسَ لِلّٰہِ فِیْھِمْ حَاجَۃٌ"

لوگوں پر ایک زمانہ ایسا آئے گا کہ مساجد میں دُنیا کی باتیں ہوں گی تم ان کے ساتھ مت بیٹھو کہ ان کو اللہ عَزَّ وَجَلَّ سے کچھ کام نہیں۔

(شُعَبُ الایمان ج ۳ ص ۸۷ حدیث ۲۹۶۲)

مسجد میں جائز بات بھی بلاضرورت منع

حضرتِ سیّدُ نامُلّا علی قاری علیہ رَحمۃُ اللہ الباری، صاحب فتح القدیر شیخ ابن ھُمام علیہ رحمۃُ اللہ السّلام کے حوالے سے نَقل فرماتے ہیں۔

"اَلْکَلَامُ الْمُبَاحُ فِی الْمَسْجِدِ مکروہٌ یَاکُلُ الْحَسَنَاتِ"

مسجِد میں مُباح (یعنی جائز) بات کرنا مکروہِ (تحریمی) ہے اور نیکیوں کو کھا جاتا ہے۔ (مرقاۃ المفاتیح ج ۲ ص ۴۴۹)

قبر میں اندھیرہ

حضرت سَیِّدُ نا اَنَس بن مالِک رضی اللہ عنہ سے مَروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

"اَلضَّحْکُ فِی الْمَسْجِدِ ظُلْمَۃٌ فِی الْقَبْرِ"

مسجِد میں ہنسنا قبر میں اندھیرا (لاتا) ہے۔

(الجامعُ الصَّغیر ص ۳۲۲ حدیث ۵۲۳۱)

معتکف اور مسجد کی صفائی

بعض اعتکاف کرنے والے اپنی فالتو چیزیں یعنی مختلف ٹافیوں کے ریپرز وغیرہ مسجد میں ہی جائے اعتکاف میں پھینکتے رہتے ہیں۔انہیں چاہیے وہ ایسا نہ کریں۔مسجِد کے اندر کسی قسم کا کُوڑا ہرگز نہ پھینکیں۔شیخ عبدُالحق مُحَدِّث دِہلوی علیہ رحمۃ اللہ القوی ''جذبُ الْقُلُوب''میں نَقل کرتے ہیں کہ مسجِد میں اگر خَس (یعنی معمولی سا تنکا یا ذَرّہ) بھی پھینکا جائے تو اس سے مسجِد کو اس قَدَر تکلیف پہنچتی ہے جس قَدَر تکلیف انسان کو اپنی آنکھ میں خَس (یعنی معمولی ذَرّہ) پڑ جانے سے ہوتی ہے۔

(جذبُ الْقُلُوب ص ۲۵۷)

الملفوظ میں مسجد کے آداب کے لحاظ سے ہے کہ قِبلہ کی طرف پاؤں پھیلانا تو ہر جگہ منع ہے۔مسجِد میں کسی طرف نہ پھیلائے کہ یہ خِلافِ آدابِ دربار

ہے۔حضرتِ ابراہیم بن اَدھم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مسجِد میں تنہا بیٹھے تھے ، پاؤں پھیلا لیا، گوشہ مسجِد سے ہاتِف نے آواز دی،''ابراہیم ! بادشاہوں کے حُضُور میں یوں ہی بیٹھتے ہیں؟''مَعاً (یعنی فوراً) پاؤں سمیٹے اور ایسے سَمیٹے کہ وَقتِ انتِقال ہی پھیلے۔

(مُلَخَصًا از الملفوظ حصہ دُوُم ص ۳۷۷)

اگر منہ میں بو ہو تو مسجد جانا حرام

فتاویٰ رضویہ میں ہے: مُنہ میں بد بُو ہونے کی حالت میں (گھر میں پڑھی جانے والی) نَماز بھی مکروہ ہے اور ایسی حالت میں مسجِد جانا حرام ہے جب تک مُنہ صاف نہ کر لے۔ اور دوسرے نَمازی کو اِیذا پہنچنی حرام ہے، اور دوسرا نَمازی نہ بھی ہو تو بھی بد بُو سے ملائکہ کو اِیذا پہنچتی ہے۔، حدیث میں ہے:'' جس چیز سے انسان تکلیف مَحسوس کرتے ہیں فِرشتے بھی ان سے تکلیف مَحسوس کرتے ہیں۔

(صحیح مسلم ص ۲۸۲ حدیث ۵۶۴ فتاوی رضویہ جلد 7 صَفَحَہ 384)

درسِ فقہ

اعتکاف کی اقسام

اِعتِکاف کی تین قسمیں ہیں

(۱) اعتِکافِ واجِب (۲) اعتِکافِ سُنّت (۳) اِعتِکافِ نَفل

اعتکاف واجب

اِعتِکاف کی مَنّت مانی یعنی زَبان سے کہا: میں اللہُ ربُّ العزّت عَزَّ وَجَلَّ کیلئے فُلاں دن یا اتنے دن کا اِعتِکاف کروں گا۔تو اب جتنے بھی دن کا کہا ہے اُتنے دن کا اِعتِکاف کرنا واجِب ہوگیا۔مَنَّت کا اعتِکاف مَرد مسجِد میں کرے

اورعورت مسجدِ بَیت [گھرمیں جوجگہ نَماز کیلئے مخصوص ہو اسے ''مسجدِ بَیت'' کہتے ہیں] میں کرے۔اِس میں روزہ بھی شَرْط ہے۔ (رَدُّالْمُحتار ج ۳ ص ۴۳۰)

اعتکاف سنت

رَمَضانُ الْمُبارَک کے آخِری عَشرہ کااعتِکاف ''سنَّتِ مُؤَکَّدَہ عَلَی الْکِفایہ'' ہےیعنی پورے شَہرمیں کسی ایک نے کرلیاتوسب کی طرف سے ادا ہو گیااوراگرکسی ایک نے بھی نہ کیاتوسبھی مُجرِم ہوئے۔ اِس اعتِکاف میں یہ ضَروری ہے کہ رَمَضانُ الْمُبارَک کی بیسویں تاریخ کوغُروبِ آفتاب سے پہلے پہلے مسجِد کے اندر بہ نیّتِ اعتِکاف موجودہواور انتیس کے چاندکے بعد یاتیس کے غُروبِ آفتاب کے بعدمسجِد سے باہَر نکلے۔ (بہارِشریعت حصّہ ۵ ص ۱۵۲)

غروب آفتاب سے پہلے مسجد داخل ہوکر نیت اعتکاف کرنا بھی ضروری ہے اگرغُروبِ آفتاب کے بعد نیّت کی تونفلی اعتِکاف ہوگیا۔دل میں نیّت کرلیناہی کافی ہے زَبان سے کہنا شرط نہیں۔البتہ زَبان سے بھی کہہ لینا زیادہ بہترہے۔اس طرح کہیے''میں اللہ عَزَّ وَجَلّ کی رِضا کیلئے رَمَضانُ الْمُبارَک کے آخِری عَشرہ کےسنّتِ اِعتِکاف کی نیَّت کرتا ہوں''

اعتکاف نفل

نذْر اور سنّتِ مُؤَکَّدہ کے علاوہ جو اعتِکاف کیاجائے وہ مستَحب (یعنی نفلی) وسنّتِ غَیر مُؤَکَّدہ ہے۔ (بہارِشریعت حصہ ۵ ص ۱۵۲)

اِس کیلئے نہ روزہ شرط ہے نہ کوئی وَقْت کی قید۔جیسا کہ میرے آقا اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں :مذہبِ مُفتٰی بِہٖ پر(نفلی) اِعتِکاف کیلئے

روزہ شرط نہیں اور ایک ساعت کا بھی ہوسکتا ہے جب سے داخِل ہو باہر آنے تک (کیلئے) اِعتِکاف کی نیّت کرلے، انتظارِ نماز و ادائے نماز کے ساتھ اِعتِکاف کا بھی ثواب پائے گا۔ (فتاویٰ رضویہ مخرجہ ج ۵ ص ۶۷۴)

ایک اور جگہ فرماتے ہیں: جب مسجد میں جائے اِعتِکاف کی نِیّت کرلے، جب تک مسجد ہی میں رہے گا اِعتِکاف کا بھی ثواب پائے گا۔

(فتاوی رضویہ ج ۸ ص ۹۸)

نیت یہ ہے "نَوَیْتُ سُنَّۃَ الْاِعْتِکَاف" ترجمہ: میں نے سنّتِ اِعتِکاف کی نیّت کی۔ عربی میں ضروری نہیں مادری زبان میں بھی کہہ سکتے ہیں۔ اور ردالمحتار میں ہے کہ مسجِد کے اندر کھانے پینے اور سونے کی شَرعاً اجازت نہیں، اگر اعتِکاف کی نیّت تھی تو ضِمناً کھانے پینے اور سونے کی اجازت بھی ہوجائے گی۔

(رَدُّالمُحتار ج ۲ ص ۴۳۵)

اعتکاف کرنے کے حوالے سے تین اہم مسائل

بہارِ شریعت میں فتح القدیر کے حوالے سے ہے کہ اِعتِکاف کیلئے تمام مساجِد سے مسجِدُ الحرام شریف افضل ہے، پھر مسجِدُالنَّبَوِیّ الشّریف عَلٰی صَاحِبِہَا الصَّلٰوۃُ وَالسَّلام پھر مسجِدِ اقصٰی شریف (بیتُ المُقَدَّس) پھر ایسی جامع مسجِد جس میں پنج وقتہ باجماعت نَماز ہوتی ہو۔ اگر جامع مسجِد میں جماعت نہ ہوتی ہو تو پھر اپنے مَحَلّہ کی مسجِد میں اعتِکاف کرنا افضل ہے۔

(بہار شریعت ج 1 حصہ 5 ص 1020 فتحُ القدیر ج ۲ ص ۳۰۸)

جامِعِ مسجِد ہونا اعتِکاف کے لئے شَرط نہیں بلکہ مسجِدِ جماعت میں بھی ہوسکتا ہے۔ مسجِدِ جماعت وہ ہے جس میں امام ومُؤَذِّن مقرَّر رہوں اگرچہ اس میں

پنجگانہ نَماز نہ ہوتی ہواور آسانی اس میں ہے کہ مُطلَقاً ہر مسجِد میں اعتِکاف صحیح ہے۔اگرچہ وہ مسجِد جماعت نہ ہو۔خُصوصاًاِس زمانے میں کہ بعض مسجِدیں ایسی ہیں کہ جن میں نہ امام ہیں نہ مُؤَذِّن۔ (بہارِشریعت حصہ ۵ ص1021)

فِنائے مسجِد میں جانے سے اِعتِکاف نہیں ٹوٹتا۔ جیسا کہ حضرتِ صدرُ الشَّریعہ، صاحِبِ بہارِ شَریعت حضرت مولانا امجد علی اعظمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں،''فِنائے مسجِد جوجگہ مسجِد سے باہَر اس سے مُلحَق ضَروریاتِ مسجِد کیلئے ہے،مَثَلاً جُوتا اُتارنے کی جگہ اور غُسل خانہ وغیرہ اِن میں جانے سے اِعتِکاف نہیں ٹوٹے گا۔''مزید آگے فرماتے ہیں،''فِنائے مسجِد اس مُعامَلے میں حُکمِ مسجِد میں ہے۔
(فتاویٰ امجدیہ ج ۱ ص ۳۹۹)

معتکف کے مسجد سے باہر نکلنے کی صورتیں

اعتِکاف کے دَوران دوصورتوں میں مسجِد سے باہَر نکلنے کی اجازت ہے۔
(۱) حاجتِ شَرعی (۲) حاجتِ طَبعی

حاجتِ شرعی

حاجتِ شَرعی یعنی جن اَحکام واُمور کی ادائیگی شرعاًضَروری ہو۔اور مُعتَکِف، اعتِکاف گاہ میں ان کوادا نہ کرسکے، اُن کو حاجاتِ شَرعی کہتے ہیں۔مَثَلاً نمازِ جُمُعہ اس مسجد میں ادانہیں کیا جاتا تو معتکف نماز جمعہ پڑھنے اس مسجد سے نکل سکتا ہے۔

یہ اپنی اعتِکاف والی مسجِد سے اندازاً ایسے وَقت میں نکلے کہ خُطبہ شُروع ہونے سے پہلے وہاں پہنچ کر چار ۴ رَکعت سنّت پڑھ سکے اور نَمازِ جُمُعہ کے بعد اتنی دیر مزید ٹھہر سکتا ہے کہ چار ۴ یا چھ ۶ رَکْعت پڑھ لے۔اوراگر اس سے زیادہ ٹھہرا رہابلکہ باقی اِعتِکاف اگر وَہیں پورا کرلیا تب بھی اِعتِکاف نہیں ٹوٹے

گا۔لیکن نَمازِ جُمُعہ کے بعد چھ ٦ رَکعت سے زیادہ ٹھہرنا مکروہ ہے۔

(دُرِّمُختَار، رَدُّالْمُحتارج ٣ص ٤٣٧)

اگراپنے مَحَلّے کی ایسی مسجِد میں اعتِکاف کیا جس میں جماعت نہ ہوتی ہو تو اب جماعت کیلئے نکلنے کی اجازت نہیں کیونکہ اب افضل یہی ہے کہ بِغیر جماعت ہی اِس مسجِد میں نَماز ادا کی جائے۔ (جَدُّ المُمتارج ٢ ص ٢٢٢)

حاجِت طبعی

حاجتِ طَبعی یعنی وہ ضَرورت جس کے بِغیر چارہ نہ ہو مَثَلاً اِحاطہ مسجِد میں اگر پیشاب وغیرہ کے لئے کوئی جگہ مخصوص نہ ہوتو پھر ان چیزوں کیلئے مسجِد سے نکل کرجاسکتے ہیں۔ (دُرِّمُختَارمع رَدّالْمُحتارج ٣ص ٤٣٥)

[1]: اگرمسجِد میں وُضُوخانہ یاحَوض وغیرہ نہ ہوتومسجِد سے وُضُو کیلئے جاسکتے ہیں۔ (رَدّالْمُحتارج ٣ص ٤٣٥)

[2]: اِحتِلام ہونے کی صُورت میں اگر اِحاطہ مسجِد میں غُسل خانہ نہیں اور نہ ہی کسی طرح مسجِد میں غُسل کرناممکن ہوتوغُسلِ جَنابت کے لئے مسجِد سے نکل کر جاسکتے ہیں۔ (رَدّالْمُحتارج ٣ص ٤٣٥)

[3]: قَضائے حاجت کیلئے اگر گھر گئے توطہارت کرکے فوراً چلے آیئے، ٹھہرنے کی اجازت نہیں۔اوراگرآپ کامکان مسجِد سے دور ہےاورآپ کے دوست کامکان قریب تو یہ ضَروری نہیں کہ دوست کے یہاں قَضائے حاجت کوجائیں۔ بلکہ اپنے مکان پربھی جاسکتے ہیں۔ اوراگر خود آپ کے اپنے دومکان ہیں ایک نزدیک،دوسرا دُور،تونزدیک

والے مکان میں جائیے۔ بعض مشائخ رَحِمَھُمُ اللہُ تعالٰی فرماتے ہیں، دور والے مکان میں جانے سے اِعتِکاف ٹوٹ جائے گا۔

اعتکاف توڑنے والی چیزوں کا بیان

آیئے اب ان چیزوں کا بیان سنتے ہیں جن کے کرنے سے اِعتِکاف ٹوٹ جاتا ہے۔

[1]: بِلاضَرورتِ شَرعی حُدودِ مسجِد یعنی باؤنڈری والی سے باہَر نکلنے سے اعتِکاف ٹوٹ جائے گا، خواہ یہ نکلنا ایک ہی لمحے کیلئے ہو۔ جان بوجھ کر ہو یا بھول کر، یا غَلَطی سے، ہرصورت میں اعتِکاف ٹوٹ جاتا ہے۔ البتّہ اگر بھول کر یا غَلَطی سے باہَر نکلیں گے تواس سے اعتِکاف توڑنے کا گناہ نہیں ہوگا۔ (رَدُّالْمُحتار ج ۳ ص ۴۳۸)

[2]: اِسی طرح آپ شَرعی ضَرورت سے مسجِد سے باہَر نکلے، لیکن ضَرورت سے فارِغ ہونے کے بعد ایک لمحے کیلئے بھی باہَر ٹھہر گئے تو اس سے بھی اعتِکاف ٹوٹ جائے گا۔ (حاشیۃ الطَّحطاوی علَی الْمَراقی ص ۷۰۳)

[3]: اعتِکاف کیلئے چُونکہ روزہ شَرط ہے، اِس لئے روزہ توڑ دینے سے بھی اعتِکاف ٹوٹ جاتا ہے۔ خواہ یہ روزہ کسی عُذر سے توڑا ہو یا بِلاعُذر، جان بوجھ کر توڑا ہو یا غَلَطی سے ٹوٹا ہو، ہرصورت میں اعتِکاف ٹوٹ جاتا ہے۔ غَلَطی سے روزہ ٹوٹنے کا مطلب یہ ہے کہ روزہ تو یاد تھا لیکن بے اختیار کوئی عمل ایسا ہوگیا جو روزے کے مُنافی تھا۔ مَثَلاً صبحِ صادِق طُلوع ہونے کے بعد تک کھاتے رہے، یا غُروبِ آفتاب سے پہلے ہی اذان شروع

ہوگئی یاسائرن شروع ہوگیااور اِفطار کرلیا پھر پتاچلا کہ اذان وسائرن وقت سے پہلے ہی ہوگئے تھے۔اس طرح بھی روزہ ٹوٹ جائے گا۔ یاروزہ یاد ہونے کے باوُجُود کُلّی کرتے وقت بے اختیار پانی حَلْق میں چلا گیا،توان تمام صورتوں میں روزہ بھی جاتارہا اور اِعتِکاف بھی ٹوٹ گیا۔ اگرروزہ ہی یاد نہ رہااور بھول کر کچھ کھاپی لیا،تواِس سے نہ روزہ ٹوٹااورنہ ہی اِعتِکاف۔وہ تمام اُمُورجن کے اِرتِکاب سے روزہ ٹوٹ جاتاہے،اعتِکاف بھی ٹوٹ جاتاہے۔

[4]: بیوی سے ہمبستری کرنے سے بھی اِعتِکاف ٹوٹ جاتاہے۔خواہ یہ جان بوجھ کرکرے یا بھول کر،دن میں کرے یارات میں،مسجِد میں کرے یا مسجِد سے باہَر،اس سے اِنزال ہو یانہ ہو،ہرصورت میں اعتِکاف ٹوٹ جاتاہے۔ (دُرِّمُختارمع ردِّالْمُحتارج ۳ص ۴۴۲)

[5]: بیوی کے ساتھ بوس وکنار[Kissing] اعتِکاف کی حالت میں ناجائزہےمگراس سے اعتکاف نہیں ٹوٹتا اوراگراس سے اِنزال ہوجائے تواعتِکاف بھی ٹوٹ جاتاہے۔ (رَدُّالْمُحتارج ۳ص ۴۴۲)

[6]: پَیشاب کرنے کیلئے مسجِد سے باہَر گیااورقرض لینے والے نے روک لیا، اِعتِکاف ٹوٹ گیا۔ (عالمگیری ج ۱ ص ۲۱۲)

[7]: اگرمعتکف بے ہوش یاپاگل ہوگیااوریہ بے ہوشی اتنی لمبی ہو جائے کہ روزہ نہ ہوسکےتو اِعتِکاف ٹوٹ گیااورقضاواجِب ہے۔اگرچہ کئی سال کے بعدصِحّت مندہو۔ (عالمگیری ج ۱ ص ۲۱۳)

[8]: معتکف کے لیے مسجِد ہی میں کھانا پینا ضروری ہے۔ان اُمُور کیلئے مسجِد سے باہَر جانے سے اِعتِکاف ٹوٹ جائے گا۔ (تبیین الحقائق ج ۲ ص ۲۲۹)

[9]: اگر کھانا لانے والا کوئی نہیں تو پھر معتکف کھانا لانے کیلئے مسجِد سے باہَر جاسکتا ہے۔لیکن مسجِد میں لا کر کھانا کھائے۔ (اَلْبَحْرُ الرَّائِق ج ۲ ص ۵۳۰)

[10]: اگر کوئی مرض کے علاج کیلئے مسجِد سے نکلے تو اِعتِکاف ٹوٹ گیا اور اگر کسی معتکف کو نیند کی حالت میں چلنے کی بیماری ہو اور وہ نیند میں چلتے چلتے مسجِد سے نکل گیا تو اِعتِکاف فاسِد ہو جائے گا۔

(رَدُّالْمُحْتارج ۳ص ۴۳۸)

[11]: اگر حالتِ اعتکاف میں عورت کو حیض آجائے تو اس کا اعتکاف ٹوٹ جائے گا۔

(بدائع الصنائع، ج ۲، ص ۲۸۷ داراحیاء التراث العربی بیروت)

وہ صورتیں جن میں اِعتِکاف توڑنا جائز ہے

ان تمام صُورتوں میں اِعتِکاف توڑنا تو جائز ہے مگر اس کی قضاء لازِم ہوگی۔

بیماری

اِعتِکاف کے دَوران کوئی ایسی بیماری پیدا ہوگئی جس کا علاج مسجِد سے باہَر نکلے بِغیر نہیں ہوسکتا تو اِعتِکاف توڑنا جائز ہے۔ (رَدُّالْمُحتَارج ۳ص ۴۳۸)

ڈوبتے کو بچانے کے لیے

کوئی آدَمی ڈُوب رہا ہو یا آگ میں جل رہا ہو تو اِعتِکاف توڑ کر ڈوبتے ہوئے کو بچائیں اور جلتے ہوئے کی آگ بُجھائیں۔ (رَدُّالْمُحتَارج ۳ص ۴۳۸)

جہاد کے لیے

جہاد کیلئے اِعلانِ عام کردیا جائے (یعنی جہاد فرضِ عَین ہوجائے) تو اِعتِکاف کوتوڑ کر جہاد میں شرکت کریں۔

(رَدُّالْمُحتَار ج۳ص۴۳۸)

جنازہ پڑھانے کے لیے

اگر جَنازہ آجائے، کوئی اور نَماز پڑھنے والا نہیں ہے تو اِعتِکاف توڑ کر (اِحاطہ مسجِد سے باہَر نکل کر بھی) نَمازِ جَنازہ پڑھ سکتے ہیں۔

(رَدُّالْمُحتَار ج۳ص۴۳۸)

اگر اپنے عزیز،مَحرَم یا زَوجہ کا انتِقال ہوجائے تو نَمازِ جنازہ کیلئے اِعتِکاف توڑ سکتے ہیں۔

(حاشیۃالطحطاوی علی المراقی ص۷۰۳)

گرفتاری کا وارنٹ ہوتو

کوئی شخص زبردستی نکال کر باہَر لے جائے مَثَلاً حکُومت کی طرف سے گرِفتاری کاوَارَنٹ آجائے تو بھی اِعتِکاف توڑنا جائز ہے جب کہ فوراً دوسری مسجِد میں جانا ممکن نہ ہو۔

(رَدُّالْمُحتَار ج۳ص۴۳۸)

گواہی کے لیے

آپ اگر کسی مُعاملہ میں گواہ ہوں اور آپ کی گواہی پر فیصلہ موقُوف ہوتو آپ کیلئے یہ جائز ہے کہ اِعتِکاف توڑ کر گواہی دینے کیلئے جائیں اور حق دار کے حق کو ضائع ہونے سے بچائیں۔ (رَدُّالْمُحتَار ج۳ ص۴۳۸)

اعتکاف کی قضاء کا طریقہ

اگر اِعتِکاف کسی مجبوری کے تحت توڑا تھا یا بُھولے سے ٹوٹا تو گناہ نہیں اور اگر جان بوجھ کر بغیر کسی صحیح مجبوری کے توڑا تھا تو یہ گناہ ہے لہٰذا قضاء کے ساتھ ساتھ توبہ بھی کیجئے اور قضاء بھی ۔قضاء صرف ایک دن کی ہوگی۔قضا کا طریقہ یہ ہے کہ غروبِ آفتاب کے وقت قضاءِ اعتِکاف کی نیت سے مسجد میں بیٹھ جائے اور اب جو دن آئے گا اُس کے غُروبِ آفتاب تک معتکف رہے اور اس دن میں روزہ بھی رکھے کیونکہ اِس میں روزہ شَرط ہے۔

اعتکاف کا فدیہ

اگر قَضاء کرنے کی مُہلَت ملنے کے باوُجُود قضاء نہ کی اور موت کا وقت آپہنچا تو وارِثوں کو وصیّت کرنا واجِب ہے کہ وہ اِس اِعتِکاف کے بدلے فِدیہ ادا کردیں۔

(الفتاویٰ الھندیۃ،ج ۱،ص ۲۱۳ کوئٹہ)

فدیہ کا طریقہ یہ ہے کہ اِعتِکاف کے فِدیے کی نیّت سے کسی مستحقِ زکوٰۃ کو صَدَقہءِ فطر کی مقدار میں (یعنی دوکلو سے 80 گرام کم) گیہوں یا اُسکی رقم ادا کر دیجئے۔

بیان نمبر 11
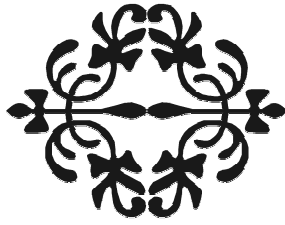
حضرت مولا علی مشکل کشا کرم اللہ وجہہ الکریم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سیدِ الاَنْبِیَاءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ ۝

اَمّا بَعْدُ ۝ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم ط بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم ۝

قال اللّٰہُ تعالیٰ فِی کَلَامِہِ الْمَجِیدِ ۝

اَلَّذِیْنَ یُنْفِقُوْنَ اَمْوٰلَھُمْ بِالَّیْلِ وَالنَّھَارِ سِرًّا وَّ عَلَانِیَۃً فَلَھُمْ اَجْرُھُمْ عِنْدَ رَبِّھِمْ ۚ وَلَا خَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ ﴿۲۷۴﴾ وَقَالَ فِیْ مَقَامٍ آخَرَ ۝ اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ ط یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا ﴿۵۶﴾

پڑھیے

اَلصّلوٰۃُ وَالسَّلَامُ عَلیکَ یَا رَسُولَ اللّٰہِ وَعَلٰی آلِکَ وَاَصْحَابِکَ یَا حَبِیبَ اللّٰہِ

اَلصّلوٰۃُ وَالسَّلَامُ عَلیکَ یَا رَسُولَ اللّٰہِ وَعَلٰی آلِکَ وَاَصْحَابِکَ یَا نُوْرَ اللّٰہِ

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی شہادت مبارکہ ۲۱ رمضان المبارک کو ہوئی ۔آپ کرم اللہ تعالی وجہہ الکریم منبع فضائل وکمالات ہیں۔ چوتھے خلیفہ برحق ہیں ۔قرآن پاک کی کئی آیات شانِ علی بیان فرماتی ہیں۔ ایک آیت کریمہ آپ سب کے سامنے تلاوت کی کہ اللہ عزوجل فرماتا ہے کہ

اَلَّذِیْنَ یُنْفِقُوْنَ اَمْوٰلَھُمْ بِالَّیْلِ وَالنَّھَارِ سِرًّا وَّ

عَلَانِيَةً فَلَهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۚ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ﴿۲۷۴﴾

ترجمہ کنزالایمان: وہ جو اپنے مال خیرات کرتے ہیں رات میں اور دن میں چھپے اور ظاہر ان کے لئے ان کا اجر ہے ان کے رب کے پاس ان کو نہ کچھ اندیشہ ہو نہ کچھ غم۔

تفسیر خزائن العرفان میں ہے کہ ایک قول یہ ہے کہ یہ آیت حضرت علی مرتضٰی کرّم اللہ تعالٰی وجہہ کے حق میں نازل ہوئی جب کہ آپ کے پاس فقط چار درہم تھے اور کچھ نہ تھا آپ نے ان چاروں کو خیرات کر دیا۔ایک رات میں ایک دن میں ایک کو پوشیدہ ایک کو ظاہر۔

آپ کو بچوں میں سب سے پہلے اسلام قبول کرنے کی خصوصیت خصوصیت حاصل ہے۔جیسا کہ ترمذی شریف میں ہے کہ حضرت زید بن ارقم رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں کہ

"أَوَّلُ مَنْ أَسْلَمَ عَلِيٌّ "حضرت علی کرم اللہ تعالی وجھہ الکریم سب سے پہلے اسلام قبول کرنے والے ہیں۔

[جامع ترمذی باب مناقبِ علی بن ابی طالب حدیث 4100]

مختصر تعارف: حضرت علی رضی اللہ عنہ خلیفہ چہارم اور آپ کی کنیت ابوالحسن اور ابوتراب ہے۔آپ عام الفیل کے تیس سال بعد بروز جمعۃ المبارک 13 رجب کو مکہ میں پیدا ہوئے۔آپ کے والد کا نام ابوطالب اور والدۃ محترمہ کا نام فاطمہ ہے۔آپ دس سال کی عمر میں دائرہ اسلام میں داخل ہوگئے۔آپ 4برس 8 ماہ اور 9 دن خلافت کے عہدے پر رونق افروز رہے۔ 17 یا 19 رمضان المبارک

کے دن ایک خارجی کے قاتلانہ حملے سے شدید زخمی ہو گئے اور 21 رمضان اتوار کو جامِ شہادت نوش کر گئے۔

آپ کو یہ بھی خصوصیت حاصل ہے کہ آپ نے ولادت کے بعد سب سے پہلے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہی رخ زیبا دیکھا اس کی برکت آپ کو یہ حاصل ہوئی کہ آپ کے چہرہ کی طرف دیکھنا عبادت بن گیا۔

جیسا کہ مستدرک میں ہے کہ حضرت عمران بن حُصَین اور عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ

"اَلنَّظَرُ اِلَى وَجْهِ عَلِيٍّ عِبَادَةٌ سُوْرَةٌ هٰذَا حَدِيثٌ صَحِيحُ الْإِسْنَادِ"

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے چہرہ کی طرف دیکھنا بھی عبادت ہے

[المستدرک کتاب معرفۃ الصحابہ ج 3ص 152 حدیث نمبر 4665]

نکاح کے بارے میں اللہ عزوجل کا حکم فرمانا

ہمارے اور آپ کے نکاح قریبی رشتے دار یا عزیز و اقربہ و احباب کرتے ہیں مگر آپ رضی اللہ عنہ کی یہ شان ہے اور آپ اللہ عزوجل کی بارگاہ میں اس قدر مقبول ہیں کہ آپ کے نکاح کے لیے اللہ عزوجل خود حکم فرماتا ہے۔ جیسا کہ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ

"إِنَّ اللهَ أَمَرَنِي أَنْ أُزَوِّجَ فَاطِمَةَ مِنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا"

اللہ عزوجل نے مجھے حکم فرمایا کہ میں حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا نکاح حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کر دوں۔

[المعجم الکبیر ج 8ص 497 حدیث نمبر 10152]

آپ سے محبت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت ہے

حضرت سلمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ: "مُحِبُّكَ مُحِبِّي وَمُبْغِضُكَ مُبْغِضِي "آپ سے محبت کرنے مجھ سے محبت کرنے والا ہے اور آپ سے بغض رکھنے والا گویا کہ مجھ سے بغض رکھنے والا ہے۔

[المعجم الکبیر ج 6 ص 47 حدیث نمبر 5973]

اللہ و رسول کا محبوب

حضرت سھل بن سعد رضی اللہ عنہ فرماتے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خیبر کے دن فرمایا کہ

"لَأُعْطِيَنَّ الرَّايَةَ غَدًا رَجُلًا يُفْتَحُ عَلَى يَدَيْهِ، يُحِبُّ اللهَ وَرَسُولَهُ، وَيُحِبُّهُ اللهُ وَرَسُولُهُ"

کل میں ایسے شخص کو جھنڈا عطا فرماوں گا جس کے ہاتھ پر اللہ تعالی فتح عطا فرمائے گا وہ اللہ عزوجل اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت کرتا ہے اور اللہ عزوجل اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس سے محبت کرتے ہیں۔

راوی نے بیان کیا کہ وہ رات سب کی اس فکر میں گزر گئی کہ دیکھیں' نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کسے عطا فرماتے ہیں۔ صبح ہوئی تو سب خدمت نبوی میں حاضر ہوئے اور اس امید کے ساتھ کہ علَم انہیں کو ملے لیکن نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دریافت فرمایا کہ علی بن ابی طالب کہاں ہیں؟ عرض کیا گیا کہ یا رسول اللہ! وہ تو آنکھوں کی تکلیف میں مبتلا ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ انہیں بلا لاؤ۔ جب وہ لائے گئے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنا لعاب مبارک ان کی آنکھوں میں لگایا اور ان کے لیے دعا کی۔

"فَبَرَأَ حَتَّى كَأَنْ لَمْ يَكُنْ بِهِ وَجَعٌ فَأَعْطَاهُ الرَّايَةَ" اس کی برکت

سے ان کی آنکھیں اتنی اچھی ہوگئیں جیسے پہلے کوئی بیماری ہی نہیں تھی پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں جھنڈا عطا فرمایا۔ [الصحیح البخاری باب غزوہ خیبر حدیث نمبر 3009]

دروازہ خیبر

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے خیبر کو فتح فرمایا کہ اس قلعہ کے گیٹ کو اپنی پیٹھ پر اٹھالیا حالانکہ جس کو 40 بندے اٹھا سکتے تھے جیسا مصنف ابن ابی شیبہ میں ہے کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ

"أَنَّ عَلِيًّا حَمَلَ الْبَابَ يَوْمَ خَيْبَرَ حَتَّى صَعِدَ الْمُسْلِمُونَ فَفَتَحُوهَا وَإِنَّهُ جُرِّبَ فَلَمْ يَحْمِلْهُ إِلَّا أَرْبَعُونَ رَجُلًا"

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے خیبر کے دن دروازہ کو اپنی پیٹھ پر اٹھالیا کہ یہاں تک مسلمانوں اس پر چڑھائی کی اور اسے فتح کرلیا اور بعد میں چالیس بندوں نے اسے اٹھایا۔ [مصنف ابن ابی شیبہ باب فضائل علی بن ابی طالب ج 6 ص 374]

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو جنت کی بشارت دنیا میں عطا فرمائی جیسا کہ مصنف ابن ابی شیبہ میں ہے کہ

"عَلِيٌّ فِي الْجَنَّةِ" حضرت علی جنتی ہیں۔

[مصنف ابن ابی شیبہ باب فضائل علی بن ابی طالب ج 6 ص 374]

تمام کمالات کے جامع

"عَنْ أَبِي الْحَمْرَا مَوْلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كُنَّا حَوْلَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَطَلَعَ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ، رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "مَنْ سَرَّهُ أَنْ يَنْظُرَ إِلَى آدَمَ فِي عِلْمِهِ، وَإِلَى نُوحٍ فِي

فَهْمِهِ، وَإِلَى إِبْرَاهِيمَ فِي خُلُقِهِ، فَلْيَنْظُرْ إِلَى عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ"

حضرت ابوحمراء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اردگرد جمع تھے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی حاضرِ خدمت ہو گئے۔تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جو جس کو خوش کرتا ہو کہ وہ آدم علیہ السلام کو ان کے علم اور حضرت نوح علیہ السلام کو ان کی فہم و سمجھ اور حضرت ابراھیم علیہ السلام کو ان کے اخلاقِ حسنہ کے ساتھ دیکھے تو وہ حضرت علی کرم اللہ وجھہ الکریم کو دیکھے لے۔[یعنی آپ ان تمام کمالات کے جامع ہیں اور صفاتِ انبیاء کے مَظْہَر ہیں]

[فضائل الخلفاء الراشدین لابی نعیم الاصبہانی ج 1 ص 75]

آٹھ سو آیات کا نزول

علامہ ابن عساکر نے حضرت ابن عباس روایت کی کہ

"نَزَلَتْ فِي عَلِيٍّ ثَمَانُ مِايَةِ آيَةٍ"

حضرت علی کرم اللہ وجھہ الکریم کے بارے میں آٹھ سو آیاتِ قرآن نازل ہوئیں۔

[تاریخ الخلفاء ج 1 ص 70]

کیا شان ہے حضرتِ علی رضی اللہ عنہ کی کہ ان کے بارے میں قرآن پاک کی آٹھ سو آیات نازل ہوئیں اور اس کے ساتھ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ بھی فرمایا کہ قرآن حضرت علی کے ساتھ ہے۔حضرت ام سلمۃ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ

"سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ "عَلِيٌّ مَعَ الْقُرْآنِ وَالْقُرْآنُ مَعَ عَلِيٍّ لَنْ يَتَفَرَّقَا حَتَّى يَرِدَا عَلَيَّ الْحَوْضَ" هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحُ الْإِسْنَادِ وَأَبُو سَعِيدٍ التَّيْمِيُّ هُوَ عُقَيْصَاءُ ثِقَةٌ مَأْمُونٌ، وَلَمْ يُخَرِّجَاهُ"

میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا کہ آپ فرماتے ہیں کہ علی قرآن کے ساتھ ہیں اور قرآن علی کرم اللہ تعالی وجھہ الکریم کے ساتھ ہے یہ دونوں جدا نہ ہوں گے کہ میرے پاس حوض کوثر پر آئیں گے۔

[المستدرک ج 3 ص 134 حدیث نمبر 4604]

جنت حضرت علی کرم اللہ تعالی وجہہ الکریم کی مشتاق ہے

میرے مسلمان بھائیو! ہم سب لوگ جنت کے خواہش مند ہیں جنت کے مشتاق ہیں۔ان شان کیا ہوگی جن جنت خود مشتاق ہیں اور وہ حضرت علی ہیں۔

قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ''إِنَّ الْجَنَّةَ تَشْتَاقُ إِلَى ثَلَاثَةٍ عَلِيٍّ، وَعَمَّارٍ، وَسَلْمَانَ''

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جنت تین لوگوں کی مشتاق ہے۔وہ حضرت علی، عمار اور سلمان فارسی رضی اللہ تعالی عنھم اجمعین ہیں۔

[جامع الترمذی ابواب المناقب باب مناقب سلمان فارسی حدیث 4166]

حضرت علی رضی اللہ عنہ اللہ عزوجل کے پیارے ہیں جو اللہ تعالی سے عرض کریں اللہ قبول فرماتا ہے۔

قبر کا بھیانک منظر!

فیضان سنت میں انیس الواعظین کے حوالے سے ہے کہ ایک بار امیرُ الْمُؤمِنِین حضرتِ مولائے کائنات، علیُّ الْمُرتَضٰی شیرِ خدا (كَرَّمَ اللهُ تعالٰی وَجْهَهُ الْكَرِيم) زِیارتِ قُبُور کے لئے کوفہ کے قبرِستان تشریف لے گئے۔ وہاں ایک تازہ قبر پر نظر پڑی۔ آپ کَرَّمَ اللہُ تعالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیم کو اُس کے حالات

معلوم کرنے کی خواہش ہوئی ۔ چُنانچِہ بارگاہِ خُداوندی عَزَّ وَجَلَّ میں عَرض گُزار ہوئے، ''یا اللہ عَزَّ وَجَلَّ ! اِس مَیِّت کے حالات مجھ پر مُنْکَشِف (یعنی ظاہر) فرما۔'' اللہ عَزَّ وَجَلَّ کی بارگاہ میں آپ کی اِلتِجا فوراً مَسْمُوع ہوئی (یعنی سُنی گئی)اور دیکھتے ہی دیکھتے آپ کے اور اُس مُردے کے درمیان جتنے پردَے حائل تھے تمام اٹھادیئے گئے۔اب ایک قَبر کا بھیانک منظر آپ کے سامنے تھا۔کیا دیکھتے ہیں کہ مُردہ آگ کی لَپیٹ میں ہے اور رو رو کر آپ کَرَّمَ اللہُ تعالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم سے اِس طرح فریاد کر رہا ہے:

"یَاعَلِیُّ! اَنَا غَرِیْقٌ فِی النَّارِ وَحَرِیْقٌ فِی النَّارِ"

یعنی یاعلی ! کَرَّمَ اللہُ تعالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم میں آگ میں ڈوبا ہوا ہوں اور آگ میں جل رہا ہوں ۔قَبر کے دَہشتناک منظر اور مُردے کی درد ناک پُکار نے حیدرِ کرّار کَرَّمَ اللہُ تعالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم کو بے قرار کردیا۔ آپ کَرَّمَ اللہُ تعالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم نے اپنے رَحمت والے پروَردگار عَزَّ وَجَلَّ کے دربار میں ہاتھ اُٹھادیئے اور نہایت ہی عاجزی کے ساتھ اُس مَیِّت کی بَخشِش کیلئے درخواست پیش کی ۔غیب سے آواز آئی، ''اے علی (کَرَّمَ اللہُ تعالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم) ! آپ (کَرَّمَ اللہُ تعالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم) اِس کی سِفارش نہ ہی فرمائیں کیوں کہ روزے رکھنے کے باوُجود یہ شخص رَمَضانُ الْمُبارَک کی بے حُرمتی کرتا،رَمَضانُ الْمُبارَک میں بھی گُناہوں سے باز نہ آتا تھا۔دن کو روزے تو رکھ لیتا مگر راتوں کو گُناہوں میں مُبْتَلا رہتا تھا۔مَولائے کائِنات علیُّ الْمُرتَضٰی شیرِ خدا کَرَّمَ اللہُ تعالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم یہ سُن کر اور بھی رنجیدہ ہوگئے اور سَجدے میں گِر

کر رو رو کر عرض کرنے لگے، یا اللہ عَزَّ وَجَلَّ! میری لاج تیرے ہاتھ میں ہے، اِس بندے نے بڑی اُمیّد کے ساتھ مجھے پُکارا ہے، میرے مالِک عَزَّ وَجَلَّ! تُو مجھے اِس کے آگے رُسوا نہ فرما، اِس کی بے بَسی پر رَحم فرما دے اور اِس بیچارے کو بَخش دے۔ حضرت علی کَرَّمَ اللہُ تعالیٰ وَجْهَهُ الْكَرِيْم رو رو کر مُناجات کر رہے تھے۔ اللہ عَزَّ وَجَلَّ کی رَحمت کا دریا جوش میں آ گیا اور نِدا آئی، اے علی! (کَرَّمَ اللہُ تعالیٰ وَجْهَهُ الْكَرِيْم) ہم نے تمہاری شِکَستہ دِلی کے سَبَب اِسے بَخش دیا۔ چُنانچِہ اُس مُردے پر سے عذاب اُٹھا لیا گیا۔

(فیضان سنت ص 922/انیسُ الْواعِظین ص ۲۵)

کیوں نہ مُشکِل کُشا کہوں تم کو! تم نے بگڑی مِری بنائی ہے

حضرت علی علم وحکمت کا دروازہ ہیں

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

"أَنَا دَارُ الحِكْمَةِ وَعَلِيٌّ بَابُهَا"

[جامع الترمذی باب حدیث نمبر 3723]

اور مستدرک میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

"أَنَا مَدِينَةُ الْعِلْمِ، وَعَلِيٌّ بَابُهَا"

میں علم کا شہر اور علی اس کا دروازہ ہے۔

کمالِ علم

حضرت علی فرماتے ہیں کہ اگر میں چاہوں تو سورۃ فاتحہ کی تفسیر میں 70 اونٹ بھر دوں۔ [قوت القلوب ج 1 ص 92]

بیان نمبر 12

شبِ قدر کے فضائل

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سیدِ الْاَنْبِیَاءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ ۝

اَمَّا بَعْدُ ۝ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم ط بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم ۝

قال اللّٰہُ تعالیٰ فِی کَلَامِہِ الْمَجِیْدِ ۝

اِنَّآ اَنْزَلْنٰہُ فِیْ لَیْلَةِ الْقَدْرِ ۝ وَقَالَ فِیْ مَقَامٍ آخَرْ ۝
اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ ط یٰٓاَیُّھَا
الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا ۝

پڑھیے

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلیکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ وَعَلٰی آلِکَ وَاَصْحَابِکَ یَا حَبِیْبَ اللّٰہِ

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلیکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ وَعَلٰی آلِکَ وَاَصْحَابِکَ یَا نُوْرَ اللّٰہِ

لَیْلَةُ الْقَدْر اِنتہائی بَرَکت والی رات ہے۔اس کی برکات بیان کرتے ہوئے اللہ عَزَّ وَجَلَّ قُرانِ پاک میں ارشاد فرماتا ہے:-

اِنَّآ اَنْزَلْنٰہُ فِیْ لَیْلَةِ الْقَدْرِ ترجَمہ کنز الایمان: بے شک ہم نے اسے شبِ قَدر میں اُتارا وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا لَیْلَةُ الْقَدْرِ اورتُم نے کیا جانا ،کیا شبِ قَدر؟ لَیْلَةُ الْقَدْرِ ۙ خَیْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَھْرٍ ط شبِ قَدر ہزار مہینوں سے بہتر تَنَزَّلُ الْمَلٰٓئِکَةُ وَ الرُّوْحُ فِیْھَا بِاِذْنِ رَبِّھِمْ ۚ اِس میں فِرِشتے اور جبرِیل (علیہ السَّلام) اُترتے ہیں اپنے ربّ کے حکم سے مِنْ کُلِّ اَمْرٍ ۛ سَلٰمٌ ۛ ھِیَ حَتّٰی مَطْلَعِ الْفَجْرِ ہر کام کیلئے، وہ

سلامتی ہے صُبح چمکنے تک۔ (پ ۳۰ سورۃُ القدر)

شبِ قَدْر کس قَدْر اہم رات ہے کہ اِس کی شانِ مُبارَک میں اللہ عَزَّ وَجَلَّ نے پُوری ایک سُورت نازِل فرمائی۔ جیسے ابھی آپ نے مُلاحَظہ کیا۔ اِس سُورۃِ مُبارَکہ میں اللہ عَزَّ وَجَلَّ نے اِس مُبارَک رات کی کئی خُصوصِیّات اِرشاد فرمائی ہیں۔

اِسی سُورہ قَدْر کے تحت تفسیرِ صاوی میں ہے اِس رات میں اللہ عَزَّ وَجَلَّ نے قُرانِ مجید کو لَوحِ محفُوظ سے آسمانِ دنیا پر نازِل فرمایا اور پھر تقریباً 23 برس کی مُدَّت میں اپنے پیارے حَبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اسے بَتَدْرِیج نازِل کیا۔

(از تفسیرِ صاوی ج ۶ ص ۲۳۹۸)

ایک بادشاہ کا واقعہ

تفسیرِ قرطبی میں سُورۃُ القَدر کے شانِ نُزُول کے بارے میں مشہور تابعی حضرت سَیِّدُنا کعبُ الاَحبار رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"كَانَ رَجُلًا مَلِكًا فِي بَنِي إِسْرَائِيلَ، فَعَلَ خَصْلَةً وَاحِدَةً، فَأَوْحَى اللهُ إِلَى نَبِيِّ زَمَانِهِمْ قُلْ لِفُلَانٍ يَتَمَنَّى فَقَالَ يَا رَبِّ أَتَمَنَّى أَنْ أُجَاهِدَ بِمَالِي وَوَلَدِي وَنَفْسِي، فَرَزَقَهُ اللهُ أَلْفَ وَلَدٍ، فَكَانَ يُجَهِّزُ الْوَلَدَ بِمَالِهِ فِي عَسْكَرٍ، وَيُخْرِجُهُ مُجَاهِدًا فِي سَبِيلِ اللهِ، فَيَقُومُ شَهْرًا وَيُقْتَلُ ذَلِكَ الْوَلَدُ، ثُمَّ يُجَهِّزُ آخَرَ فِي عَسْكَرٍ، فَكَانَ كُلُّ وَلَدٍ يُقْتَلُ فِي الشَّهْرِ، وَالْمَلِكُ مَعَ ذَلِكَ قَائِمُ اللَّيْلِ، صَائِمُ النَّهَارِ، فَقُتِلَ الْأَلْفُ وَلَدٍ فِي أَلْفِ شَهْرٍ، ثُمَّ تَقَدَّمَ فَقَاتَلَ فَقُتِلَ"

بنی اسرائیل میں ایک نیک خصلت بادشاہ تھا۔ اللہ عَزَّ وَجَلَّ نے اُس زمانے کے نبی علیہ السلام کی طرف وَحی فرمائی کہ فُلاں سے کہو کہ اپنی تمنّا بیان

کرے۔ جب اس کو پیغام ملا تو اس نے عرض کی ''اے میرے ربّ عَزَّ وَجَلَّ میری تمنا ہے کہ میں اپنے مال، اولاد اور جان کے ساتھ جہاد کروں۔'' اللہ عَزَّ وَجَلَّ نے اسے ایک ہزار لڑکے عطا فرمائے۔ وہ اپنے ایک ایک شہزادے کو اپنے مال کے ساتھ لشکر کیلئے تیّار کیا کرتا اور پھر اسے اللہ عَزَّ وَجَلَّ کی راہ میں مجاہد بنا کر بھیج دیتا۔ وہ ایک ماہ جہاد کرتا اور شہید ہوجاتا۔ پھر دوسرے شہزادے کو لشکر میں تیّار کرتا تو ہر ماہ ایک شہزادہ شہید ہوجاتا۔ اِس کے ساتھ ساتھ بادشاہ رات کو قِیام کرتا اور دِن کو روزہ رکھا کرتا۔ ایک ہزار مہینوں میں اس کے ہزار شہزادے شہید ہوگئے۔ پھر خود آگے بڑھ کر جہاد کیا اور شہید ہوگیا۔

"فَقَالَ النَّاسُ لَا أَحَدَ يُدْرِكُ مَنْزِلَةَ هَذَا الْمَلِكِ، فَأَنْزَلَ اللهُ تَعَالَى لَيْلَةُ الْقَدْرِ خَيْرٌ مِنْ أَلْفِ شَهْرٍ مِنْ شُهُورِ ذَلِكَ الْمَلِكِ، فِي الْقِيَامِ وَالصِّيَامِ وَالْجِهَادِ بِالْمَالِ وَالنَّفْسِ وَالْأَوْلَادِ فِي سَبِيلِ اللهِ"

لوگوں نے کہا کہ اِس بادشاہ کا مرتبہ کوئی شخص نہیں پا سکتا۔ تو اللہ عَزَّ وَجَلَّ نے یہ آیتِ مبارکہ نازِل فرمائی کہ " لَيْلَةُ الْقَدْرِ خَيْرٌ مِّنْ أَلْفِ شَهْرٍ " (ترجَمہ کنز الایمان: شبِ قدر ہزار مہینوں سے بہتر) یعنی اس بادشاہ کے ہزار مہینوں سے جو کہ اِس نے رات کے قِیام، دِن کے روزوں اور مال، جان اور اولاد کے ساتھ راہِ خُدا عَزَّ وَجَلَّ میں جہاد کرکے گُزارے اِس سے بہتر ہے۔

(تفسیرِ قُرطُبی ج ۲۰ پ ۳۰ ص ۱۲۲)

لیلۃ القدر کہنے کی وجوہات

اِس کو لَیْلَۃُ الْقَدْر کہنے کی وجوہات تفسیر قرطبی میں تفصیلا موجود ہیں۔ ان

وجوہات کو بیان کرتے ہوئے حکیمُ الاُمَّت حضرتِ مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنّان فرماتے ہیں کہ اِس شب کو لیلۃُ الْقَدْر چند وُجوہ سے کہتے ہیں:۔

(۱) اس میں سالِ آئندہ کے اُمور مقرّر کر کے ملائکہ کے سپُرد کر دیئے جاتے ہیں۔ قَدْر بمعنیٰ تقدیر یا قدر بمعنیٰ عزّت یعنی عزّت والی رات۔

(۲) اس میں قَدْر والا قراٰنِ پاک نازِل ہوا۔

(۳) جو عِبادت اس میں کی جاوے اُس کی قَدر رہے۔

(۴) قَدر بمعنیٰ تنگی یعنی ملائکہ اِس رات میں اِس قَدَر آتے ہیں کہ زمین تنگ ہوجاتی ہے۔ ان وُجوہ سے اسے شبِ قَدر یعنی قدر والی رات کہتے ہیں۔

(مواعظِ نعیمیہ ص ۶۲)

اس رات میں قیام کی فضیلت

بخاری شریف میں ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ

"مَنْ قَامَ لَيْلَةَ الْقَدْرِ إِيمَانًا وَّاحْتِسَابًا، غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ"

جس نے اِس رات میں ایمان اور اِخلاص کے ساتھ قِیام کیا
تو اِس کے عمر بھر کے گُزَشتہ گُناہ مُعاف کر دیئے جائیں گے۔

(صحیح بُخاری ج ۱ ص ۶۶۰ حدیث ۲۰۱۴)

حضرت شمعون کا واقعہ

سُورہ قَدْر کا شانِ نُزول بَیان کرتے ہوئے بَعْض مُفَسِّرینِ کِرام مکاشفۃ القلوب حوالے سے صفحہ 306 سے ایک واقعہ بیان کرتے ہیں کہ حضرتِ شَمْعُون رحمۃ اللہ علیہ نے ہزار ماہ اِس طرح عِبادت کی کہ رات کو قِیام اور دِن کو روزہ رکھنے کے ساتھ

ساتھ اللہ عَزَّ وَجَلَّ کی راہ میں کُفّار کے ساتھ جہاد بھی کرتے ۔

''وَكَانَ قَدْ أُعْطِيَ قُوَّةً فِي الْبَطْشِ، لَا يُوجِعُهُ حَدِيدٌ وَلَا غَيْرُهُ''

وہ اِس قَدَر طاقتور تھے کہ لوہے کی وَزنی اور مَضبوط زنجیریں بھی ان کے آگے کچھ نہ تھیں وہ سب کو اپنے ہاتھوں سے توڑ ڈالتے تھے۔

کُفّارِ نابَنجار نے جب دیکھا کہ حضرتِ شَمْعُون رحمۃ اللہ علیہ پر کوئی بھی حَربہ کارگر نہیں ہوتا تو باہم مشورہ کرنے کے بعد بَہُت سارے مال و دولت کا لالچ دیکر آپ رحمۃ اللہ علیہ کی زَوجہ کو اِس بات پر آمادہ کرلیا کہ وہ کسی رات نیند کی حالت میں پائے تَو اُنہیں نِہایَت ہی مضبوط رَسیّوں سے خوب اچھّی طرح جَکڑ کر اِن کے حوالے کردے۔

توبے وَفا بیوی نے ایسا ہی کیا۔ جب آپ رحمۃ اللہ علیہ بیدار ہوئے اور اپنے آپ کو رَسیّوں سے بندھا ہوا پایا تو فوراً اپنے اَعضاء کو حَرَکت دی۔ دیکھتے ہی دیکھتے رسیّاں ٹوٹ گئیں اور آپ رحمۃ اللہ علیہ آزاد ہوگئے۔ پھر اپنی بیوی سے پوچھا ''مجھے کِس نے باندھ دیا تھا؟ بے وفا بیوی نے جُھوٹ مُوٹ کہہ دیا کہ میں تو آپ کی طاقت کا اندازہ کررہی تھی کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ اِن رسیّوں سے کِس طرح اپنے آپ کو آزاد کرواتے ہیں۔'' بات رَفع دَفع ہوگئی۔ ایک بار ناکام ہونے کے باوُجُود وہ ہِمّت نہیں ہاری اور مُسَلسَل اِس بات کی تاک میں رہی کہ کب آپ رحمۃ اللہ علیہ پر نیند طاری ہو اور وہ اِنہیں باندھ دے۔

ایک بار پھر اسے موقع مل ہی گیا۔لہٰذا جب آپ رحمۃ اللہ علیہ پر نیند کا غلَبہ ہُوا تو اُس ظالمہ نے نِہایَت ہی چالاکی کے ساتھ آپ رحمۃ اللہ علیہ کو لوہے کی زنجیروں

میں اچھّی طرح جکڑ دیا۔ جُوں ہی آپ رحمۃ اللہ علیہ کی آنکھ کُھلی، آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ایک ہی جھٹکے میں زنجیر کی ایک ایک کڑی الگ کردی اور بآسانی آزاد ہوگئے۔ بیوی یہ منظر دیکھ کر حیران رہ گئی مگر پھر وُہی بات دُہرادی کہ میں تو آپ (رحمۃ اللہ علیہ) کو آزما رہی تھی۔ دَورانِ گفتگو شَمعون رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی بیوی کے آگے اپنا راز بیان کردیا کہ مجھ پر اللہ عَزَّ وَجَلَّ کا بڑا کرم ہے اُس نے مجھے اپنی وِلایت کا شَرَف عِنایَت فرمایا ہے۔ مجھ پر دُنیا کی کوئی چیز اَثَر نہیں کرسکتی مگر ہاں ''میرے سَر کے بال''۔ چالاک عورت ساری بات سمجھ گئی۔

آخِر ایک بار مَوقَع پاکر اُس نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو آپ رحمۃ اللہ علیہ ہی کے اُن آٹھ گیسُوؤں سے باندھ دیا جن کی درازی زَمین تک تھی۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے آنکھ کھلنے پر بڑا زور لگایا مگر آزاد نہ ہو سکے۔ دُنیا کی دولت کے نَشہ میں بدمست بے وفا عورت نے اپنے نیک اور پارسا شوہر کو دشمنوں کے حوالے کردیا۔

کُفّارِ بَد اَطوار نے حضرتِ شَمعُون (رحمۃ اللہ علیہ) کو ایک سُتُون سے باندھ دیا اور اِنتِہائی بے دردی اور سَفّا کی سے اُن کے ناک، کان کاٹ ڈالے اور آنکھیں نِکال لیں۔ اپنے وَلی کامِل کی بے کَسی پر رَبُّ الْعِزَّت عَزَّ وَجَلَّ کی غیرت کو جوش آیا۔ قَہرِ قَہّار وغَضَبِ جَبّار نے ظالم کافِروں کو زَمین کے اندر دھنسا دیا اور دُنیا کے لالچ میں آکر بے وفائی کرنے والی بدنصیب بیوی پر اللہ عَزَّ وَجَلَّ کے قَہر کی بجلی گری اور وہ خاک ہوگئی۔

آگے تفسیر عزیزی میں ہے کہ حضراتِ صَحَابہ کِرام علیہم الرضوان جب

حضرتِ شَمْعُون رحمۃ اللہ علیہ کی عِبادات وجِہاد کا تذکرہ سُنا تو انہیں حضرتِ شمعُون رحمۃ اللہ علیہ پر بڑا رَشک آیا اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خِدمتِ بابَرکت میں عَرض کی ، ''یا رسولَ اللہ عَزَّ وَجَلَّ وصلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ! ہمیں تو بہُت تھوڑی عُمریں ملی ہیں ۔ اِس میں بھی کچھ حِصّہ نیند میں گُزرتا ہے تَو کچھ طَلَبِ مَعاش میں ، کھانے پکانے میں اور دیگر اُمُورِ دُنیوی میں بھی کچھ وَقت صَرف ہوجاتا ہے ۔لہٰذا ہم تَو حضرتِ شمعُون رحمۃ اللہ علیہ کی طرح عِبادت کرہی نہیں سکتے ۔ یُوں بنی اِسرائیل ہم سے عِبادت میں بڑھ جائیں گے ۔''

اُمَّت کے غمخوار آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ سُن کر غمگین ہوگئے ۔اُسی وَقت حضرتِ سَیِّدُ نا جِبرئیلِ اَمین عَلَیۡہِ الصَّلوٰۃُ وَالسَّلام حاضِر خِدمتِ بابَرکت ہوئے اور اللہ عَزَّ وَجَلَّ کی جانِب سے سُورہ قدر پیش کی ۔اورتسلّی دے دی گئی کہ پیارے حَبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رَنجیدہ نہ ہوں ، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اُمَّت کو ہم نے ہر سال میں ایک ایسی رات عِنایَت فرمادی کہ اگر وہ اُس رات میں میری عِبادت کریں گے تَو حضرتِ شَمْعُون رحمۃ اللہ علیہ کے ہزار ماہ کی عِبادت سے بھی بڑھ جائیں گے ۔

(تفسیرِ عزیزی ج ۴ ص ۴۳۴)

جبرائیل علیہ السلام کا مصافحہ کرنا

اِس رات عِبادت کرنے والے کو ایک ہزار ماہ یعنی ترَاسی سال چار ماہ سے بھی زیادہ عِبادت کا ثواب عطا کیا جاتا ہے ۔ اِس رات میں حضرتِ سَیِّدُ نا جِبریل (علیہ السلام) اور فِرِشتے نازِل ہوتے ہیں اور پھر عِبادت کرنے والوں سے مُصافَحہ کرتے ہیں ۔اِس مُبارَک شَب کا ہر ایک لَمحہ سلامتی ہی سلامتی ہے اور یہ سلامتی صُبحِ صادِق تک برقرار رہتی ہے ۔مُفَسِّرِینِ کِرام رَحِمَھُمُ اللہ تعالیٰ فرماتے

ہیں،''یہ رات سانپ وبچھو،آفات وبلیّات اور شیاطین سے بھی محفوظ ہے اِس رات میں سلامتی ہی سلامتی ہے۔''یہ اللہ عَزَّ وَجَلَّ کا خاصُ الخاص کرم ہے کہ یہ عظیم رات اپنے پیارے حَبیب صلی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہ وسلم کے صَدَقے میں آپ صلی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہ وسلم کی اُمَّت کو عطا کی گئی ہے۔

فرشتوں کی فوج کا اترنا اور چار کے علاوہ سب کی بخشش کا مژدہ

اللہ عزوجل فرماتا ہے کہ تَنَزَّلُ الْمَلٰٓئِکَۃُ وَ الرُّوْحُ فِیْهَا بِاِذْنِ رَبِّهِمْ ۚ اِس میں فِرِشتے اور جبرِ یل (علیہ السّلام) اُترتے ہیں اپنے ربّ کے حُکم سے۔

اور ایک طویل حدیث ہے جس کے راوی حضرتِ سَیِّدُنا عبدُ اللہ ابنِ عَبّاس رضی اللہ تعالٰی عنہما ہیں۔آپ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہ وسلم کا فرمان ہے کہ''جب شَبِ قَدْر آتی ہے تو اللہ عَزَّ وَجَلَّ کے حُکم سے حضرتِ جبرِ یل عَلَیۡہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلام ایک سبز جھنڈا لئے فِرِشتوں کی بَہُت بڑی فوج کے ساتھ زمین پر نُزُول فرماتے ہیں اور اُس سبز جھنڈے کو کعبہ مُعَظّمہ پر لہرادیتے ہیں۔حضرتِ جبرِ یل عَلَیۡہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلام کے سو بازُو ہیں،جن میں سے دو بازُو صِرْف اِسی رات کھولتے ہیں۔وہ بازُو مَشْرِق ومَغْرِب میں پھیل جاتے ہیں۔پھر حضرتِ جبرِ یل عَلَیۡہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلام فِرِشتوں کو حُکم دیتے ہیں کہ جو کوئی مسلمان آج رات قِیام،نَماز یا ذِکرُ اللہ عَزَّ وَجَلَّ میں مشغُول ہے اُس سے سلام ومُصافَحہ کرو۔نیز اُن کی دُعاؤں پر آمین بھی کہو۔

چُنانچِہ صُبح تک یہی سِلسلہ رہتا ہے۔صُبح ہونے پر حضرتِ جبرِ یل عَلَیۡہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلام فِرِشتوں کو واپَسی کا حُکم صادِر فرماتے ہیں۔فِرِشتے عَرض کرتے ہیں،اے جبرِ یل عَلَیۡہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلام اللہ عَزَّ وَجَلَّ کے پیارے حبیب صلی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہ وسلم

کی اُمَّت کی حاجات کے بارے میں کیا کِیا؟ حضرتِ جبرِیل عَلَیۡہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلام فرماتے ہیں، ''اللہ عَزَّوَجَلّ نے اِن لوگوں پر خُصُوصی نَظَرِ کرم فرمائی اور چار قِسم کے لوگوں کے عِلاوہ تمام لوگوں کو مُعاف فرما دیا۔ صَحابہ کِرام علیہم الرضوان نے عَرض کی؛ ''یا رسولَ اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وہ چار قِسم کے لوگ کون سے ہیں؟'' ارشاد فرمایا:

(۱) عادی شرابی (۲) والِدَین کے نافرمان (۳) قَطعِ رِحمی کرنے والے (یعنی رشتہ داروں سے تَعلُّقات توڑنے والے) اور (۴) وہ لوگ جو آپس میں بُغض و کینہ رکھتے ہیں اور آپس میں قَطعِ تعلُّق کرنے والے۔''

(شُعَبُ الْایمان ج ۳ص ۳۳۶حدیث ۳۶۹۵)

اللہ اکبر! اِس رات میں ہر خاص و عام کو بَخش دیا جاتا ہے۔ تاہَم عادی شرابی، ماں باپ کے نافرمان، قَطعِ رِحمی کرنے والے اور بِلا مصلحتِ شَرعی آپس میں کینہ رکھنے والے اور اس سبب سے آپس میں تعلُّقات مُنقَطع کرنے والے اِس عام بَخشِش سے مَحروم کردیئے جاتے ہیں۔

تمام بھلائیوں سے محروم کون؟

حضرتِ سَیِّدُنا اَنَس بِن مالِک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، ایک بار جب ماہِ رَمَضان شریف تشریف لایا تو سلطانِ دوجہان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تمہارے پاس ایک مہینہ آیا ہے جس میں ایک رات ایسی بھی ہے جو ہزار مہینوں سے اَفضل ہے جو شخص اُس رات سے مَحروم رہ گیا، گویا تمام کی تمام بَھلائی سے مَحروم رہ گیا اور اُس کی بَھلائی سے مَحروم نہیں رہتا مگر وہ شخص جو حقیقۃً محروم ہے۔

(سنن ابنِ مَاجَہ ج ۲ص ۲۹۸حدیث ۱۶۴۴)

لڑائی کا وبال

حضرتِ سَیِّدُنا عُبادَہ بِن صامِت رَضِیَ اللہُ عَنْہُ سے رِوایَت ہے کہ نبی کریم صلَّی اللہُ علیہِ واٰلہٖ وسلَّم باہَر تشریف لائے تا کہ ہم کو شَبِ قَدر کے بارے میں بتائیں (کہ کِس رات میں ہے) دو مسلمان آپس میں جھگڑ رہے تھے۔ آپ صلَّی اللہُ علیہِ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''میں اِس لئے آیا تھا کہ تمہیں شبِ قَدر بتاؤں لیکن فُلاں فُلاں شخص جھگڑ رہے تھے۔ اِس لئے اِس کا تَعَیُّن اُٹھالیا گیا۔ اور مُمکِن ہے کہ اِسی میں تمہاری بہتری ہو۔ اب اِس کو (آخری عَشرے کی) نویں، ساتویں، اور پانچویں راتوں میں ڈھونڈو۔''

(صحیح بُخاری ج ۱ ص ۶۶۳ حدیث ۲۰۲۳)

علاماتِ شبِ قدر

حضرتِ سَیِّدُنا عُبادَہ بن صامِت رَضِیَ اللہُ عَنْہُ نے نبی اکرم صلَّی اللہُ علیہِ واٰلہٖ وسلَّم کی خدمتِ بابَرَکت میں شبِ قَدر کے بارے میں سُوال کیا تو آپ صلَّی اللہُ علیہِ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا:

''شبِ قَدر رَمَضانُ المُبارَک کے آخری عَشرہ کی طاق راتوں یعنی اِکیسویں، تیئیسویں، پچیسویں، ستائیسویں یا اُنتیسویں شب یا رَمَضان کی آخری شب میں ہے۔ تو جو کوئی اِیمان کے ساتھ بہ نِیَّتِ ثواب اِس مُبارَک رات میں عِبادت کرے، اُس کے تمام گُزَشتہ گُناہ بخش دئے جاتے ہیں۔

"وَمِنْ أَمَارَتِهَا أَنَّهَا لَيْلَةٌ بَلْجَةٌ صَافِيَةٌ سَاكِنَةٌ لَا حَارَّةٌ، وَلَا بَارِدَةٌ كَأَنَّ فِيهَا قَمَرًا"

اُس کی عَلامات میں سے یہ بھی ہے کہ وہ مُبارَک شب کُھلی ہوئی، روشن اور بالکل صاف وشَفّاف ہوتی ہے۔ اِس میں نہ زیادہ گرمی ہوتی ہے نہ زیادہ سَردی

بلکہ یہ رات مُعتَدِل ہوتی ہے، گویا کہ اِس میں چاند کُھلا ہوا ہوتا ہے۔

اِس پُوری رات میں شیاطین کوآسمان کے سِتارے نہیں مارے جاتے ۔مزید نِشانیوں میں سے یہ بھی فرمایا کہ:

"أَنَّهَا تُصْبِحُ مِنْ ذَلِكَ الْيَوْمِ تَطْلُعُ الشَّمْسُ لَيْسَ لَهَا شُعَاعٌ"

اِس رات کے گُزرنے کے بعد جو صُبح آتی ہے اُس میں سُورج بِغیر شُعاع کے طُلوع ہوتا ہے اور وہ ایسا ہوتا ہے گویا کہ چودھویں کا چاند۔اللہ عَزَّ وَجَلَّ نے اِس دِن طُلوعِ آفتاب کے ساتھ شیطان کو نِکلنے سے روک دیا ہے۔ (اِس ایک دِن کے عِلاوہ ہر روز سُورج کے ساتھ ساتھ شیطان بھی نِکلتا ہے)۔

(مُسند اِمام احمد ج ۸ ص ۴۱۴ حدیث ۲۲۸۲۹)

سمندر کا پانی میٹھا ہو جاتا ہے

فیضانِ سنت میں ہے کہ اِس حدیث پاک میں شَبِ قَدْر کی بَعض عَلامات اِرشاد فرمائی گئی ہیں۔شَبِ قَدْر کی ایک عَلامت یہ بھی ہے کہ اِس رات میں سَمُندر کا کھاری پانی میٹھا ہو جاتا ہے۔نیز اِنسان و جِنّات کے عِلاوہ کائِنات کی ہر شَے اللہ عَزَّ وَجَلَّ کی بُزُرگی کے اِعتِراف میں سَجدہ رَیز ہوجاتی ہے مگر یہ ہرایک کونظر نہیں آتا۔

اسی طرح کا ایک واقعہ تذکرۃ الواعظین میں ہے کہ حضرتِ سَیِّدُنا عُبَید ابنِ عَمران رَضِیَ اللہُ عَنْہُ فرماتے ہیں " میں ایک رات بُحَیرَہ قُلزُم (قُلزُم نامی سمندر) کے کَنارے پر تھا اور اُسی کھاری پانی سے وُضُو کرنے لگا۔

"ذُقْتُ مَاءَ الْبَحْرِ فَإِذَا هُوَ عَذْبٌ"

جب میں نے وہ پانی چکّھا تو شَہد سے بھی زیادہ میٹھا معلُوم ہوا۔ مجھے

بے حد تَعَجُّب ہوا۔ میں نے جب حضرتِ سَیِّدُ نا عُثمانِ غَنی رضی اللہ عنہ سے اِس بات کا ذِکر کیا تو اُنہوں نے فرمایا: ''اے عُبَید! رضی اللہ عنہ وہ لَیْلَۃُ الْقَدْر ہو گی۔'' مزید فرمایا: ''جس شخص نے یہ رات اللہ عَزَّ وَجَلَّ کی یاد میں گُزاری اُس نے گویا ہزار ماہ سے بھی زیادہ عَرصہ عِبادت کی اور اللہ تعالیٰ اُس کے تمام گُناہوں کو مُعاف فرمادے گا۔

(تذکِرۃُ الواعِظین ص ٦٢٦)

اور روح البیان میں بھی ہے کہ حضرتِ سَیِّدُ نا عُثمان ابنِ ابی الْعاص رضی اللہ عنہ کے غُلام نے اُن سے عَرض کی، ''اے آقا رضی اللہ عنہ! مجھے کَشتی بانی کرتے ایک عرصہ گُزرا۔ میں نے دریا کے پانی میں ایک عجیب بات مَحسوس کی۔ جِس کو میری عَقْل تسلیم کرنے سے انکار کرتی ہے۔'' آپ رضی اللہ عنہ نے پُوچھا ''وہ کیا عجیب بات ہے؟ ''عَرض کی، ''اے آقا! ہر سال ایک ایسی رات بھی آتی ہے کہ جس میں سَمُندر کا پانی میٹھا ہوجاتا ہے''۔ آپ رضی اللہ عنہ نے غُلام سے فرمایا، ''اِس بار خیال رکھنا جیسے ہی رات میں پانی میٹھا ہوجائے تو مجھے مُطَّلع کرنا۔ جب رَمَضان کی ستائیسویں رات آئی تو غُلام نے آقا سے عَرض کی کہ آقا! آج سَمُندر کا پانی میٹھا ہو چُکا ہے۔

(رُوْحُ الْبَیان ج ١٠ ص ٤٨١)

اُمّ الْمُؤمِنین حضرتِ سَیِّدَتُنا عائِشہ صِدّیقہ رضی اللہ عنہا سے رِوایَت ہے، میرے سرتاج، صاحِبِ مِعراج صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشادفرمایا: ''شَبِ قَدْر کو رَمَضانُ الْمُبارَک کے آخِری عَشرہ کی طاق راتوں یعنی اِکیسویں، تیئسویں، پچیسویں، ستائیسویں، اور اُنتیسویں راتوں میں تلاش کرو۔''

(صحیح بُخاری ج ا ص ٦٦٢ حدیث ٢٠٢٠)

شبِ قدر پوشیدہ کیوں؟

امام فخر الدِّین رازی رحمۃ اللہ علیہ اپنی مشہور تفسیر، تفسیرِ کبیر میں فرماتے ہیں، اللہ عَزَّوَجَلَّ نے شبِ قَدْر کو چند وُجوہ کی بناء پر پوشیدہ رکھا ہے۔

[1]: شبِ قَدْر کو اس لیے پوشیدہ رکھا کہ رَمَضانُ المُبارَک کی تمام راتوں کی تعظیم کریں۔

[2]: گویا اللہ عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرماتا ہے، ''اگر میں شبِ قَدْر کو مُعَیَّن کر دیتا اور یہ کہ میں گناہ پر تیری جُرأت کو بھی جانتا ہوں تو اگر کبھی شَہوت تجھے اِس رات میں معصیَت کے کِنارے لا چھوڑتی اور تو گُناہ میں مبتلا ہوجاتا تو تیرا اس رات کو جاننے کے باوُجود گناہ کرنا لاعلمی کے ساتھ گُناہ کرنے سے بڑھ کر سخت ہوتا۔ پس اِس سبب سے میں نے اِسے پوشیدہ رکھا۔

مَروی ہے کہ سرکار صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم مسجِد میں تشریف لائے تو ایک شخص کو سوئے ہوئے مُلاحَظہ فرمایا، ارشاد فرمایا، ''اے علی کَرَّمَ اللہُ تعالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم اسے اُٹھاؤ کہ وُضو کرلے۔ حضرتِ علی کَرَّمَ اللہُ تعالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم نے اسے بیدار فرمایا، پھر عرض کی، یارسولَ اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم تو نیکی کی طرف زیادہ سَبقت فرمانے والے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے خود اسے بیدار کیوں نہ فرمایا؟

ارشاد فرمایا، ''اِس لئے کہ اسکا تجھے انکار کر دینا کُفر نہیں لہٰذا میں نے اس کے جُرم میں تخفیف کیلئے ایسا کیا۔ تو جب رحمتِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا یہ حال ہے تو اب اِسی پر ربّ تعالٰی کی رَحمت کو قِیاس کرو کہ اس کا کیا عالَم ہوگا! گویا کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرمارہا ہے، ''اگر تُو شَبِ قَدر کو جانتا اور اِس میں عِبادت کرتا تو ہزار ماہ سے

زیادہ کا ثواب کماتا اور اگر اِس میں معصِیَت (گناہ) کرتا تو ہزار مہینے کی سزا پاتا اور سزا کا دَفع کرنا ثواب لینے سے اَوْلٰی (یعنی بہتر) ہے۔

[3]: میں نے اِس رات کو پوشیدہ رکھا تاکہ مُکَلَّف (بندہ) اِس کی طلب میں محنت کرے اور اِس محنت کا ثواب کمائے۔

[4]: جب بندے کو شبِ قَدْر کا یقین حاصِل نہ ہوگا تو رَمَضانُ الْمُبارَک کی ہر رات میں اللہ عَزَّ وَجَلَّ کی اطاعت میں کوشِش کرے گا اِس امیّد پر کہ ہوسکتا ہے کہ یہی رات شبِ قَدْر ہو۔تو ان کے ساتھ اللہ عَزَّ وَجَلَّ نے فِرِشتوں کو تنبیہ فرمائی اور ارشاد فرمایا کہ تم ان (انسانوں) کے بارے میں کہتے تھے کہ جھگڑا کرینگے اور خون بہائیں گے، حالانکہ یہ تو اِس کی اِس گمان شدہ رات میں محنت و کوشِش ہے اگر میں اِسے اِس رات کا عِلْم عطا کردیتا تو پھر کیسا ہوتا۔ (تفسیرِ کبیر ج ۱۱ ص ۲۲۹)

ستائیسویں رات کو شبِ قدر

اگر چِہ بُزُرگانِ دین کا شبِ قَدْر کے تَعَیُّن میں اِخْتِلاف ہے۔ تاہَم بھاری اکثریَّت کی رائے یہی ہے کہ ہر سال شَبِ قَدْر ماہِ رَمَضانُ الْمُبارَک کی ستائیسویں شَب کو ہی ہوتی ہے۔حضرتِ سَیِّدُنا اُبَیّ بْنِ کَعْب رَضِیَ اللہُ عَنْہُ ستائیسویں شبِ رَمَضان ہی کو شَبِ قَدْر کہتے ہیں۔

(تفسیرِ صاوی ج ٦ ص ۲۴۰۰)

حُضُورِ غوثِ اَعظم سَیِّدُنا شیخ عبدُ الْقادِر جیلانی قُدِّسَ سِرُّہُ الرَّبّانی بھی اِسی کے قائِل ہیں۔حضرتِ سَیِّدُنا عبدُ اللہ ابنِ عُمَر رَضِیَ اللہُ عَنْہُمَا بھی یہی فرماتے ہیں۔

حضرتِ سَیِّدُ نا شاہ عبدُ العزیز مُحَدِّث دِہلوی علیہ رحمۃ اللہِ القوی بھی فرماتے ہیں کہ شَبِ قَدْر رَمَضان شریف کی ستائیسویں رات ہی کو ہوتی ہے۔ اپنے بَیان کی تائید کیلئے اُنہوں نے دو دلائل بَیان فرمائے ہیں۔

[1] "لَیۡلَۃُ الۡقَدۡر" کا لفظ نو حُروف پر مُشْتَمِل ہے اور یہ کلمہ سُورۃُ القَدْر میں تین مرتبہ استِعمال کیا گیا ہے۔ اِس طرح ''تین'' کو ''نو'' سے ضَرب دینے سے حاصِلِ ضَرب ''ستائیس'' آتا ہے۔ جو اِس بات کی طرف اشارہ کرتا ہے کہ شب قَدْر ستائیسویں کو ہوتی ہے۔

[2]: اِس سُورہ مُبارَکہ میں تیس کلِمات (الفاظ) ہیں۔ ستائیسواں کلمہ ''ھِیَ ضمیر'' ہے جس کا مرجع لَیۡلَۃُ الۡقَدۡر ہے۔ گویا اللہ تبَارَکَ وَتعَالٰی کی طرف سے نیک لوگوں کیلئے یہ اِشارہ ہے کہ رَمَضان شریف کی ستائیسویں کو شبِ قَدْر ہوتی ہے۔ (تَفسیر عَزیزی ج ۴ ص ۴۳۷)

عشاء وفجر کی جماعت کی فضیلت

دیگر نمازوں کے ساتھ ساتھ روزانہ عِشاء و فَجر کی جماعت کی بھی خُصُوصِیَّت کے ساتھ عادت ڈال لیجئے۔ اگر شبِ قَدْر میں یہ دونمازیں بھی جماعت کے ساتھ پڑھنے کا شرف مل گیا تو ساری رات عبادت کا ثواب مل جائے گا۔

جیسا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا فرمانِ عالیشان ہے،''جس نے عِشاء کی نَماز باجماعَت پڑھی اُس نے گویا آدھی رات قِیام کیا اور جس نے فجر کی نَماز باجماعت ادا کی اُس نے گویا پوری رات قِیام کیا۔

(صحیح مُسلم ص ۳۲۹ حدیث ۶۵۶)

سورۃ القدر پڑھنے کی فضیلت

حضرتِ مولائے کائنات مولا مشکل کشا حضرت علیؓ کَرَّمَ اللّٰہُ تعالیٰ وَجْهَهُ الْكَرِيْم فرماتے ہیں، ''جو کوئی شَبِ قَدْر میں سُورۃُ القَدْر سات بار پڑھتا ہے اللہ عَزَّ وَجَلَّ اُسے ہر بلا سے مَحْفُوظ فرما دیتا ہے اور ستّر ہزار فِرِشتے اس کیلئے جَنَّت کی دُعاء کرتے ہیں اور جو کوئی (سال بھر میں جب کبھی) جُمعہ کے روز نَمازِ جُمعہ سے قَبل تین بار پڑھتا ہے اللہ عَزَّ وَجَلَّ اُس روز کے تمام نَماز پڑھنے والوں کی تعداد کے برابر نیکیاں لکھتا ہے۔'' (نُزہۃُ الْمَجَالِس ج ۱ ص ۲۲۳)

شبِ قدر کی دُعا

حضرتِ سَیِّدَتُنا عائِشہ صِدّیقہ رضی اللہ عنہا رِوایت فرماتی ہیں، مَیں نے نبی مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمتِ بابَرَکت میں عَرض کی:

"يَا رَسُولَ اللهِ، إِنْ وَافَقْتُ لَيْلَةَ الْقَدْرِ فَمَا أَقُولُ؟ قَالَ ''قُوْلِي اللهُمَّ إِنَّكَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّي يا رسولَ الله! عَزَّوَجَلَّ وصلَّى الله تعالیٰ علیه واٰلهٖ وسلَّم!"

اگر مجھے شبِ قَدْر کا عِلْم ہوجائے تو کیا پڑھوں؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''اِس طرح دُعا مانگو:

"اَللّٰهُمَّ اِنَّكَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّي"

اے اللہ عَزَّ وَجَلَّ بیشک تُو معاف فرمانے والا ہے اور مُعافی دینے کو پسند بھی کرتا ہے لہٰذا مجھے بھی مُعاف فرمادے۔

(جامع ترمذی ج۵ ص۳۰۶ حدیث ۳۵۲۴)

شبِ قدر میں عبادت

حضرتِ سَیِّدُ نا اِسْمٰعیل حَقّی رحمۃ اللہ علیہ "تفسیر رُوحُ البَیان" میں یہ رِوایَت نَقْل کرتے ہیں، جو شبِ قَدْر میں اِخلاصِ نِیَّت سے نوافِل پڑھے گا۔اُس کے اگلے پچھلے گُناہ مُعاف ہوجائیں گے۔

(رُوْحُ البیان ج ۱۰ ص ۴۸۰)

حضرتِ سَیِّدُ نا اِسْمٰعیل حَقّی رحمۃ اللہ علیہ نَقْل کرتے ہیں کہ بُزُرگان دین رَحِمَہُمُ اللہُ المبین اس عَشرے کی ہر رات میں دو رکعت نفل شبِ قَدْر کی نیّت سے پڑھا کرتے تھے۔ نیز بعْض اکابِر سے منقول ہے کہ جو ہر رات دس آیات اِس نیّت سے پڑھ لے تو اس کی بَرَکت اور ثواب سے محروم نہ ہوگا۔

(رُوْحُ البیان ج ۱۰ ص ۴۸۳)

ہم سب کو چاہئے کہ شبِ قَدْر کی پُورے رَمَضانُ الْمُبارَک میں تلاش کریں ورنہ کم از کم ستائیسویں شب کو تو ضَرور، عِبادت میں گزاریں۔

بیان نمبر 13

شانِ قرآن پاک

[Blessings of Quran]

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سیدِ الْاَنْبِیَاءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ ○

اَمَّا بَعْدُ ○ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم ط بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم ○

قال اللہُ تعالیٰ فِی کَلَامِہِ الْمَجِیدِ ○

وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا هُوَ شِفَآءٌ وَّ رَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ۙ وَ لَا يَزِيْدُ الظّٰلِمِيْنَ اِلَّا خَسَارًا ﴿۸۲﴾

وَقَالَ فِیْ مَقَامٍ آخَرَ ○ اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ ؕ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَ سَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ﴿۵۶﴾

پڑھیے

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیكَ یَا رَسُولَ اللّٰہِ وَعَلٰی آلِكَ وَاَصْحَابِكَ یَا حَبِیبَ اللّٰہِ

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیكَ یَا رَسُولَ اللّٰہِ وَعَلٰی آلِكَ وَاَصْحَابِكَ یَا نُوْرَ اللّٰہِ

قرآن شفاء ہے

اللہ عزوجل قرآن کی شان میں فرماتا ہے کہ

وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا هُوَ شِفَآءٌ وَّ رَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ۙ وَ لَا يَزِيْدُ الظّٰلِمِيْنَ اِلَّا خَسَارًا ﴿۸۲﴾

ترجمہ کنزالایمان: اور ہم قرآن میں اتارتے ہیں وہ چیز جو ایمان والوں کے لئے شفا اور رحمت ہے اور اس سے ظالموں کو نقصان ہی بڑھتا ہے۔

[بنی اسرائیل:82]

يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَتْكُمْ مَّوْعِظَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَشِفَآءٌ لِّمَا فِي الصُّدُوْرِ ۙ۬ وَهُدًى وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۵۷﴾

ترجمہ کنزالایمان: اے لوگو تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے نصیحت آئی اور دلوں کی صحت اور ہدایت اور رحمت ایمان والوں کے لئے [یونس:57]

ابھی ہم نے سنا کہ قرآن شفاء ہے۔ اس شفاء سے مراد یہ ہے کہ قرآنِ پاک قلبی امراض کو دور کرتا ہے ۔ دل کے امراض اخلاقِ ذمیمہ، عقائدِ فاسدہ اور جہالتِ مُہلِکہ ہیں ، قرآنِ پاک ان تمام امراض کو دور کرتا ہے اور بدنی و جسمانی شفاء کا ذریعہ بھی ہے۔ قرآنِ کریم کی صفت میں ہدایت بھی فرمایا کیونکہ وہ گمراہی سے بچاتا اور راہِ حق دکھاتا ہے اور ایمان والوں کے لئے رحمت اس لئے فرمایا کہ وہی اس سے فائدہ اٹھاتے ہیں ۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا قلبی شفاء حاصل کرنا

منقول ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ ایک دن غصہ میں بھرے ہوئے ننگی تلوار لے کر اس ارادہ سے چلے کہ آج میں اسی تلوار سے پیغمبرِ اسلام کا خاتمہ کر دوں گا۔ اتفاق سے راستہ میں حضرت نعیم بن عبداللہ قریشی رضی اللہ عنہ سے ملاقات ہوگئی۔ پوچھا کہ کیوں؟ اے عمر! اس دوپہر کی گرمی میں ننگی تلوار لے کر کہاں چلے؟ کہنے لگے کہ آج بانئ اسلام کا فیصلہ کرنے کے لئے گھر سے نکل پڑا ہوں۔ انہوں نے کہا کہ

پہلے اپنے گھر کی خبر لو۔ تمہاری بہن ''فاطمہ بنت الخطاب'' اور تمہارے بہنوئی ''سعید بن زید'' بھی تو مسلمان ہو گئے ہیں۔ یہ سن کر آپ بہن کے گھر پہنچے اور دروازہ کھٹکھٹایا۔ گھر کے اندر چند مسلمان چھپ کر قرآن پڑھ رہے تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی آواز سن کر سب لوگ ڈر گئے اور قرآن کے اوراق چھوڑ کر ادھر ادھر چھپ گئے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ چلا کر بولے کہ اے اپنی جان کی دشمن! کیا تو بھی مسلمان ہو گئی ہے؟ پھر اپنے بہنوئی حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ پر جھپٹے اور ان کی داڑھی پکڑ کر ان کو زمین پر پٹخ دیا اور سینے پر سوار ہو کر مارنے لگے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بہن کو ایسا طمانچہ مارا کہ ان کے کانوں کے جھومر ٹوٹ کر گر پڑے اور ان کا چہرہ خون سے لہولہان ہو گیا۔ بہن نے صاف صاف کہہ دیا کہ عمر! سن لو، تم سے جو ہو سکے کر لو مگر اب اسلام دل سے نہیں نکل سکتا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بہن کا خون آلودہ چہرہ دیکھا اور ان کا عزم و استقامت سے بھرا ہوا یہ جملہ سنا تو ان پر رقت طاری ہو گئی اور ایک دم دل نرم پڑ گیا۔ تھوڑی دیر تک خاموش کھڑے رہے۔ پھر کہا کہ اچھا تم لوگ جو پڑھ رہے تھے مجھے بھی دکھاؤ۔ بہن نے قرآن کے اوراق کو سامنے رکھ دیا۔ اٹھا کر دیکھا تو اس آیت پر نظر پڑی۔

سَبَّحَ لِلّٰهِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ۚ وَ هُوَ الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ ﴿۱﴾ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ۚ یُحْیٖ وَ یُمِیْتُ ۚ وَ هُوَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ

ترجمہ کنزالایمان: اللہ کی پاکی بولتا ہے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے اور وہی عزّت و حکمت والا ہے اسی کے لئے ہے آسمانوں اور زمین کی سلطنت

جِلا تا ہے اور مارتا اور وہ سب کچھ کرسکتا ہے۔ [سورۃ الحدید:1-2]

اس آیت کا ایک ایک لفظ صداقت کی تاثیر کا تیر بن کر دل کی گہرائی میں پیوست ہوتا چلا گیا اور جسم کا ایک ایک بال لرزہ براندام ہونے لگا۔ جب اس آیت پر پہنچے کہ اٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ تو بالکل ہی بے قابو ہو گئے اور بے اختیار پکار اٹھے کہ ''اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ''

[شرح الزرقانی علی المواھب، اسلام عمر الفاروق رضی اللہ عنہ، ج۲، ص۵۔۱۰]

نجاشی کا راہ نجات وشفاء قلبی پانا

اعلانِ نبوت کے پانچویں سال رجب کے مہینے میں گیارہ مرد اور چار عورتوں نے حبشہ کی جانب ہجرت کی۔

تمام مہاجرین نہایت امن وسکون کے ساتھ حبشہ میں رہنے لگے۔ مگر کفار مکہ کو کب گوارا ہوسکتا تھا ان ظالموں نے کچھ تحائف کے ساتھ ''عمرو بن العاص'' اور ''عمارہ بن ولید'' کو بادشاہ حبشہ کے دربار میں اپنا سفیر بنا کر بھیجا۔ ان دونوں نے نجاشی کے دربار میں پہنچ کر تحفوں کا نذرانہ پیش کیا اور کہا آپ ہمارے ان مجرموں کو ہمارے حوالہ کر دیجیے۔ یہ سن کر نجاشی بادشاہ نے مسلمانوں کو دربار میں طلب کیا۔ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بھائی حضرت جعفر رضی اللہ عنہ مسلمانوں کے نمائندہ بن کر گفتگو کے لئے آگے بڑھے اور دربار کے آداب کے مطابق بادشاہ کو سجدہ نہیں کیا بلکہ صرف سلام کر کے کھڑے ہو گئے۔ درباریوں نے ٹوکا تو حضرت جعفر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہمارے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خدا کے سوا کسی کو سجدہ کرنے سے منع فرمایا ہے۔ اس لئے میں بادشاہ کو سجدہ نہیں کرسکتا۔

اس کے بعد حضرت جعفر بن ابی طالب رَضِیَ اللہُ عَنْہُ نے دربار شاہی میں اس طرح تقریر شروع فرمائی کہ

''اے بادشاہ! ہم لوگ ایک جاہل قوم تھے۔شرک و بت پرستی کرتے تھے۔لوٹ مار، چوری، ڈکیتی، ظلم وستم اور طرح طرح کی بدکاریوں اور بداعمالیوں میں مبتلا تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ہماری قوم میں ایک شخص کو اپنا رسول بنا کر بھیجا جس کے حسب ونسب اور صدق و دیانت کو ہم پہلے سے جانتے تھے، اس رسول نے ہم کوشرک و بت پرستی سے روک دیا اور صرف ایک خدائے واحد کی عبادت کا حکم دیا اس تقریر سے نجاشی بادشاہ بے حد متاثر ہوا۔ یہ دیکھ کر کفار مکہ کے سفیر عمرو بن العاص نے اپنے ترکش کا آخری تیر بھی پھینک دیا اور کہا کہ اے بادشاہ! یہ مسلمان لوگ آپ کے نبی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں کچھ دوسرا ہی اعتقاد رکھتے ہیں جو آپ کے عقیدہ کے بالکل ہی خلاف ہے۔ یہ سن کر نجاشی بادشاہ نے حضرت جعفر رَضِیَ اللہُ عَنْہُ سے اس بارے میں سوال کیا تو آپ نے سورۂ مریم کی تلاوت فرمائی۔

وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ مَرْيَمَ ۘ اِذِ انْتَبَذَتْ مِنْ اَهْلِهَا مَكَانًا شَرْقِيًّا

ترجمہ کنزالایمان: اور کتاب میں مریم کو یاد کروجب اپنے گھر والوں سے پورب کی طرف ایک جگہ الگ گئی''۱۶ اور آیت نمبر 35 بھی تلاوت فرمائی۔

مَا كَانَ لِلّٰهِ اَنْ يَّتَّخِذَ مِنْ وَّلَدٍ ۙ سُبْحٰنَهٗ ؕ اِذَا قَضٰى اَمْرًا فَاِنَّمَا يَقُوْلُ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ

ترجمہ کنزالایمان: اللہ کو لائق نہیں کہ کسی کو اپنا بچّہ ٹھہرائے پاکی ہے اس کو

جب کسی کام کا حکم فرماتا ہے تو یونہی کہ اس سے فرماتا ہے ہوجا وہ فوراً ہوجاتا ہے

[مریم: 35]

کلام ربانی کی تاثیر سے نجاشی بادشاہ کے قلب پر اتنا گہرا اثر پڑا کہ اس پر رقت طاری ہوگئی اور اس کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔

نجاشی بادشاہ نے کہا کہ بلاشبہ انجیل اور قرآن دونوں ایک ہی آفتاب ہدایت کے دونور ہیں اور یقینا حضرت عیسیٰ علیہ السلام خدا کے بندے اور اس کے رسول ہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ بے شک حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خدا کے وہی رسول ہیں جن کی بشارت حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے انجیل میں دی ہے۔

اور اگر میں دستور سلطنت کے مطابق تخت شاہی پر رہنے کا پابند نہ ہوتا تو میں خود مکہ جا کر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جوتیاں سیدھی کرتا اور ان کے قدم دھوتا۔ بادشاہ کی تقریر سن کر اس کے درباری جو کٹر قسم کے عیسائی تھے ناراض و برہم ہو گئے مگر نجاشی بادشاہ نے جوش ایمانی میں سب کو ڈانٹ پھٹکار کر خاموش کر دیا۔ اور کفار مکہ کے تحفوں کو واپس لوٹا کر عمرو بن العاص اور عمارہ بن ولید کو دربار سے نکلوا دیا اور مسلمانوں سے کہہ دیا کہ تم لوگ میری سلطنت میں جہاں چاہو امن و سکون کے ساتھ آرام و چین کی زندگی بسر کرو۔ کوئی تمہارا کچھ بھی نہیں بگاڑ سکتا۔

(زرقانی ج 1 ص 288)

نجاشی بادشاہ مسلمان ہو گیا تھا۔ چنانچہ اس کے انتقال پر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مدینہ منورہ میں اس کی نماز جنازہ پڑھی۔ حالانکہ نجاشی بادشاہ کا انتقال حبشہ میں ہوا تھا اور وہ حبشہ ہی میں مدفون بھی ہوئے مگر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے غائبانہ ان کی نماز

جنازہ پڑھ کر ان کے لئے دعائے مغفرت فرمائی۔

کانٹ ہنری دی کاستری کا قول

ایک غیر مسلم دانشور کانٹ ہنری دی کاستری اپنی کتاب ''الاسلام'' میں (جس کا عربی ترجمہ مصر کے معروف عالم اور محقق فتحی بک زغلول ''نے ۱۸۹۸ء میں شائع کیا تھا) قرآن کی معجز نمائی کو بیان کرتے ہوئے لکھتا ہے: لفظی اور معنوی ہر لحاظ سے اس کلام کی نظیر پیش کرنا بنی نوع انسان کے بس سے باہر ہے، یہ وہی کلام ہے جس کی انشا پردازی نے عمر بن خطاب کو مطمئن کر دیا اور انہوں نے اللہ کی الوہیت کا اقرار کیا، یہ وہی کلام ہے کہ جب عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت سے متعلق آیات نجاشی کے سامنے جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے پڑھی تو نجاشی کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے، اور پکار اٹھا اس کلام کا سرچشمہ وہی ہے جو کلام عیسیٰ علیہ السلام کا تھا۔ (قرآنی معارف، محمد نظر علی خان/۹۴]

سیدنا فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ کی توبہ

حضرت سیدنا فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا گیا: ''اے فضیل! آپ ڈکیتی سے راہِ ہدایت پر کیسے آئے؟'' تو آپ نے جواب دیا: ''حسبِ معمول ایک دن میں ڈاکہ ڈالنے کے لئے نکلا، شیطان مجھ پر غالب تھا۔ چنانچہ، میں قتل و غارت گری اور سواریوں کو پریشان کرنے چل پڑا۔ میں تاریکی کے پردوں میں چھپا ہوا آ رہا تھا۔ اچانک ہدایت کی توفیق کی جگہ مجھ پر ظاہر ہوئی، وہ یوں کہ ایک قاری قرآں اس آیتِ مبارکہ کی تلاوت کر رہا تھا:

(1) اَلَمْ یَاْنِ لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اَنْ تَخْشَعَ قُلُوْبُهُمْ لِذِكْرِ اللّٰهِ۔

ترجمہ کنز الایمان : کیا ایمان والوں کو ابھی وہ وقت نہ آیا کہ ان کے دل جھک جائیں اللہ کی یاد کے لئے۔ (پ27، الحدید:16)

میں نے اس کی طرف اپنے کان لگا دیئے۔ سنتے ہی میری آنکھوں سے آنسو جاری ہوگئے اور میرے دل کے ہوش اُڑ گئے۔ اسی کا اثر ہے کہ میں نے اپنے رب عَزَّ وَجَلَّ کی طرف رجوع کر لیا اور کلامِ باری تعالیٰ کا جواب دیتے ہوئے عرض کی: ''کیوں نہیں، اللہ عَزَّ وَجَلَّ کی قسم! وہ وقت آ چکا ہے، میرے رحمن کی طرف رجوع کرنے اور نافرمانی سے خوفزدہ ہونے کا وقت آ چکا ہے۔

لیکن ڈرنے والے کے لئے امان بھی ضروری ہے۔ پس قرآنِ کریم نے مجھے دائمی امان کی خوشخبری دی:

(2) وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ جَنَّتٰنِ (۴۶)

ترجمہ کنز الایمان : اور جو اپنے رب کے حضور کھڑے ہونے سے ڈرے اس کے لئے دو جنتیں ہیں۔ (پ27، الرحمن: 46)

پھر میں ڈکیتی سے مُصَلّے پر آ گیا، راہِ شقاوت ترک کر کے سعادت کے راستے پر پلٹ آیا اور اس کے دروازۂ رحمت پر فقیر بن کر کھڑا ہوگیا۔ میں نے عرض کی: ''یا اللہ عَزَّ وَجَلَّ! تیرا بندہ بھاگے ہوئے غلام کی طرح تیری بارگاہ میں لوٹ آیا ہے اور تیرے گذشتہ فضل وکرم کا طلبگار ہے، صبح میں شکاری بن کر نکلا تھا اب خود شکار ہوگیا ہوں، قائد بن کر نکلا تھا اب مطیع و فرمانبردار بن کر تیرے دروازے پر لوٹ آیا ہوں۔''

(عیون الحکایات، الحکایۃ الخامسۃ عشرۃ بعد المائتین، توبۃ الفضیل بن عیاض، ص ۲۱۲)

فاتحہ شریف سے جسمانی شفاء

بخاری شریف میں ہے کہ ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کچھ صحابہ رضی اللہ عنہم سفر میں تھے۔ دوران سفر میں وہ عرب کے ایک قبیلہ پر اترے۔ صحابہ نے چاہا کہ قبیلہ والے انہیں اپنا مہمان بنالیں، لیکن انہوں نے مہمانی نہیں کی، بلکہ صاف انکار کر دیا۔

"فَلُدِغَ سَيِّدُ ذَلِكَ الحَيِّ فَسَعَوْا لَهُ بِكُلِّ شَيْءٍ لاَ يَنْفَعُهُ شَيْءٌ"

اتفاق سے اسی قبیلہ کے سردار کو سانپ نے ڈس لیا، قبیلہ والوں نے ہر طرح کی کوشش کر ڈالی، لیکن ان کا سردار اچھا نہ ہوا۔ ان کے کسی آدمی نے کہا کہ چلو ان لوگوں سے بھی پوچھیں جو یہاں آ کر اترے ہیں۔ ممکن ہے کوئی دم کرنے یا جھاڑ پھونک کے لیے کوئی چیز ان کے پاس ہو۔ چنانچہ قبیلہ والے ان کے پاس آئے اور کہا کہ بھائیو! ہمارے سردار کو سانپ نے ڈس لیا ہے۔ اس کے لیے ہم نے ہر قسم کی کوشش کر ڈالی لیکن کچھ فائدہ نہ ہوا۔ کیا تمہارے پاس کوئی چیز دم کرنے کی ہے؟

"نَعَمْ، وَاللهِ إِنِّي لَأَرْقِي، وَلَكِنْ وَاللهِ لَقَدِ اسْتَضَفْنَاكُمْ فَلَمْ تُضَيِّفُونَا، فَمَا أَنَا بِرَاقٍ لَكُمْ حَتَّى تَجْعَلُوا لَنَا جُعْلًا، فَصَالَحُوهُمْ عَلَى قَطِيعٍ مِنَ الغَنَمِ"

ایک صحابی نے کہا کہ قسم اللہ کی میں اسے دم کروں گا لیکن ہم نے تم سے میزبانی کے لیے کہا تھا اور تم نے اس سے انکار کر دیا۔ اس لیے اب میں بھی اجرت کے بغیر دم نہیں سکتا، آخر بکریوں کے ایک گلہ دینے پر ان کا معاملہ طے ہوا۔ وہ صحابی وہاں گئے۔

"وَيَقْرَأُ الحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ العَالَمِينَ فَكَأَنَّمَا نُشِطَ مِنْ عِقَالٍ، فَانْطَلَقَ يَمْشِي وَمَا بِهِ قَلَبَةٌ"

اور الحمد للہ رب العالمین پڑھ پڑھ کر دم کیا۔ ایسا معلوم ہوا جیسے کسی کی رسی کھول دی گئی ہو۔ وہ سردار اٹھ کر چلنے لگا، تکلیف و درد کا نام و نشان بھی باقی نہیں تھا۔

پھر انہوں نے طے شدہ اجرت صحابہ کو ادا کر دی۔ کسی نے کہا کہ اسے تقسیم کرلو، لیکن جنہوں نے دم کیا تھا، وہ بولے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر پہلے ہم آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اس کا ذکر کر لیں۔ اس کے بعد دیکھیں گے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیا حکم دیتے ہیں۔ چنانچہ سب حضرات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اس کا ذکر کیا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

"وَمَا يُدْرِيكَ أَنَّهَا رُقْيَةٌ ثُمَّ قَالَ قَدْ أَصَبْتُمْ، اقْسِمُوا، وَاضْرِبُوا لِي مَعَكُمْ سَهْمًا فَضَحِكَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ"

یہ تم کو کیسے معلوم ہوا کہ سورۃ فاتحہ بھی ایک رقیہ ہے؟ اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تم نے ٹھیک کیا۔ اسے تقسیم کرلو اور ایک میرا حصہ بھی لگاؤ۔ یہ فرما کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہنس پڑے۔

[الصحیح البخاری بَابُ مَا يُعْطَى فِي الرُّقْيَةِ عَلَى أَحْيَاءِ العَرَبِ بِفَاتِحَةِ الكِتَابِ رقم الحدیث 2276]

بلکہ قرآن تو موت کے مرض سے بھی شفاء دیتا ہے یعنی اسے پڑھنے والا مر کر بھی زندہ ہوتا ہے۔

قَبر میں قراٰن پڑھنے والا نوجوان

ابوُ النضر نیشاپوری علیہ رَحمۃُ اللہِ القوی جو کہ ایک مُتّقی گورکن تھے، فرماتے ہیں: میں نے ایک قبر کھودی، لیکن اُس میں دوسری قبر کی طرف راستہ نکل آیا تو میں نے دیکھا کہ عمدہ لباس میں ملبوس اور بہترین خوشبو سے مُعطَّر ایک حسین وجمیل نوجوان اس میں چَوکڑی مارے بیٹھا قرآنِ کریم پڑھ رہا ہے۔ نوجوان نے میری طرف دیکھ کر فرمایا: کیا قِیامت آ گئی؟ میں نے کہا: نہیں۔ فرمایا: جہاں سے مِٹّی ہٹائی تھی وَہیں رکھدو، تو میں نے مِٹّی وَہیں رکھ دی۔

(شرح الصُّدور ص ۱۹۲)

دُنیا و آخرت میں جب میں رہوں سلامت
پیارے پڑھوں نہ کیوں کر تم پر سلام ہر دم

(ذوقِ نعت)

حضرت ثابت بنانی رحمۃ اللہ علیہ کی قبر سے قرآن پاک کی آواز

"کُنَّا إِذَا مَرَرْنَا بِجَنَبَاتِ قَبْرِ ثَابِتٍ سَمِعْنَا قِرَاءَةَ الْقُرْآنِ"

جب بھی لوگ حضرت ثابت بنانی رحمۃ اللہ علیہ کے مزار کے پاس سے گذرتے تو قبر انور سے تلاوتِ قرآن کی آواز آرہی ہوتی۔

[حلیۃ الاولیاء ج 2 ص 366 دار العلمیہ]

دہن میلا نہیں ہوتا بدن میلا نہیں ہوتا
محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے غلاموں کا کفن میلا نہیں ہوتا

مہکتی قبر

حضرتِ سیّدُ نا امام ابنِ ابی الدُّنیا رحمۃ اللہ علیہ نے حضرتِ سیّدُ نامُغیرہ بن حَبیب رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی کہ ایک قَبر سے خوشبوئیں آتی تھیں۔کسی نے صاحبِ قبرکوخواب میں دیکھ کر اُن سے پوچھا: یہ خوشبوئیں کیسی ہیں؟ جواب دیا:" بتلاوۃِ القرآنِ والصیامِ"تلاوتِ قرآن اور روزے کی۔

(کتاب التہجد وقیام اللیل رقم۲۸۷ ج ا ص۳۰۵)

ختم قرآن کی فضیلت

المعجم الکبیر میں ہے کہ

"قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ صَلَّى صَلَاةً فَرِيضَةٍ فَلَهُ دَعْوَةٌ مُسْتَجَابَةٌ، وَمَنْ خَتَمَ الْقُرْآنَ فَلَهُ دَعْوَةٌ مُسْتَجَابَةٌ"

جوفرض نماز پڑھتا ہے اسے ایسی دعا عطا کی جاتی ہے جوقبول ہوتی ہے اور جوختم قرآن فرماتا ہے اسے بھی ایسی دعا عطا کی جاتی ہے جوقبول ہوتی ہے۔

[المعجم الکبیر ج 18 ص 259]

"قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ خَتَمَ الْقُرْآنَ أَوَّلَ النَّهَارِ صَلَّتْ عَلَيْهِ الْمَلَائِكَةُ حَتَّى يُمْسِيَ، وَمَنْ خَتَمَهُ آخِرَ النَّهَارِ صَلَّتْ عَلَيْهِ الْمَلَائِكَةُ حَتَّى يُصْبِحَ"

جوصبح قرآن ختم کرتا ہےفرشتے اس کے لیے شام تک دعا کرتے رہتے ہیں اور جوشام کوقرآن ختم کرتا ہےفرشتے اس کےصبح تک دعا کرتے رہتے ہیں۔

[حلیۃ الاولیاء ج 5 ص 26]

اور ایسا کیونکر نہ ہو کہ شعب الایمان کی روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ

"فَضْلُ الْقُرْآنِ عَلٰی سَائِرِ الْکَلَامِ کَفَضْلِ الرَّحْمٰنِ عَلٰی سَائِرِ خَلْقِهِ"
قرآن کی فضیلت تمام کلاموں پر ایسی ہے جیسی اللہ عزوجل کی اس کی مخلوق پر۔

[شعب الایمان ج 3 ص 501]

سب سے بہتر کون؟

کیا بڑی بڑی ڈگریوں والے سب سے بہتر ہیں یا فزکس وکمسٹری کو رٹنے والے یا جیوپیٹر میں نیا جہان بسانے والے یا چاند وسورج کا سفر اختیار کرنے والے۔آیئے نبی الرحمن، رحمتِ عالمیان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہِ بے کس پناہ میں سوال کرتے ہیں کہ بہتر کون ہے۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

"قَالَ خَیْرُکُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْآنَ وَعَلَّمَهُ"
نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تم سے بہتر وہ ہے جو قرآن سیکھتا اور سکھاتا ہے۔

(بُخاری ج ۳ ص ۴۱۰ حدیث ۵۰۲۷)

قرآن سب سے بڑا شفیع

سیّدُ المبلغین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمانِ ذی وقار ہے:

"مَا مِنْ شَفِیْعٍ اَفْضَلُ مَنْزِلَۃً عِنْدَاللهِ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ مِنَ الْقُرْآنِ لَا نَبِیٌّ وَّلَا مَلَكٌ وَلَا غَیْرُهُمَا"

ترجمہ: اللہ عَزَّ وَجَلَّ کی بارگاہ میں بروزِ قیامت قرآن پاک سے زیادہ کسی

شفاعت کرنے والے کا مرتبہ نہ ہوگا۔ نہ کسی نبی کا، نہ فرشتے کا اور نہ ہی کسی اور کا۔ [لباب الاحیاء 116]

قرآن کو غم کے ساتھ پڑھو

تاجدارِ رِسالت، شہنشاہِ نُبوت، مَخزنِ جودوسخاوت صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم نے ارشادفرمایا:

"اِنَّ ھٰذَا الْقُرْآنَ نُزِّلَ بِحُزْنٍ ، فَاِذَا قَرَأْتُمُوْہُ فَتَحَازَنُوْا"

ترجمہ: بے شک یہ قرآن حزن کے ساتھ اتارا گیا ہے۔ پس جب اسے پڑھو تو حزن (یعنی غم) ظاہر کرو۔

(سنن ابن ماجۃ، ابواب اقامۃ الصلوات، باب فی حسن الصوت بالقرآن، الحدیث ۱۳۳۷، ص ۲۵۵۶ "فتحازنوا" بدلہ "فَابْکُوا")

قرآن اسرار کا خزینہ

اللہ کے مَحبوب، دانائے غُیوب، مُنَزَّہٌ عَنِ الْعُیوب عَزَّ وَجَلَّ وصلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم کا فرمان عالیشان ہے:

"اِنَّ لِلْقُرْاٰنِ ظَھْرًا وَبَطْنًا وَحَدًّا وَمَطْلَعًا"

ترجمہ: بے شک قرآن مجید کا ایک ظاہر، ایک باطن، ایک حد اور ایک جائے ظہور ہے۔"

(الزھد لابن المبارک ویلیہ کتاب الرقائق، باب فی لزوم السنۃ، الحدیث ۹۳، ص ۲۳، مفہوماً)

امیر المؤمنین، مولیٰ مشکل کشا حضرت سیّدُنا علی المرتضیٰ کَرَّمَ اللہُ تَعَالٰی وَجْھَہُ الْکَرِیْم نے ارشادفرمایا: "اگر میں چاہوں تو سورۂ فاتحہ کی تفسیر سے ستر اونٹ بھر دوں۔"

اس سے واضح ہوتا ہے کہ قرآن مجید کے اسرار ختم نہیں ہو سکتے اور اس کے عجائبات بے شمار ہیں اور یہ چیزیں دل کی پاکیزگی پر موقوف ہیں۔

(لباب الاحیاء 116)

تِلاوت اور اہل اللہ

ہمارے امامِ اعظم سیِّدُ ناامام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ رَمَضانُ الْمبارَک میں اِکسٹھ بار قراٰنِ کریم خَتْم کیا کرتے۔تیس دن میں، تیس رات میں اور ایک تراویح میں نیز آپ رضی اللہ عنہ نے پَینتالیس برس عشاء کے وُضُو سے نمازِ فجر ادا فرمائی۔

(بہارِ شریعت حصہ ۴ ص ۳۷)

ایک روایت کے مطابق امامِ اعظم علیہ رَحْمَۃُ اللہِ الاکرم نے زندگی میں 55 حج کئے اور جس مکان میں وفات پائی اُس میں سات ہزار بار قراٰنِ مجید خَتْم فرمائے تھے۔ (عقود الجمان ص ۲۲۱)

میرے آقا اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: امام الائمہ سیِّدُ نا امام اعظم (ابوحنیفہ) رضی اللہ عنہ نے تیس برس کامل ہر رات ایک رکعت میں قراٰنِ کریم خَتْم کیا ہے۔

(فتاوٰی رضویہ ج ۷ ص ۴۷۶)

عُلَمائے کرام رَحِمَہُمُ اللہُ تعالٰی نے فرمایا ہے، سَلَف صالحین (رَحِمَہُمُ اللہُ المبین) میں بعض اکابر دن رات میں دو خَتْم فرماتے بعض چار بعض آٹھ، میزانُ الشَّریعۃ از امام عبد الوہّاب شَعرانی (قُدِّسَ سِرُّہُ النُّورانی) میں ہے کہ سیِّدی علی مرصفی قُدِّسَ سِرُّہُ الرَّبّانی نے ایک رات دن میں تین لاکھ ساٹھ ہزار خَتْم فرماتے۔(المیز انُ الشریعۃ الکبریٰ ج ۱ ص ۷۹) آثار میں ہے، امیرُ الْمُؤمِنین

حضرتِ مولائے کائنات، علیُّ الْمُرتَضٰی شیرِ خدا کَرَّمَ اللہُ تعالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم بایاں پاؤں رِکاب میں رکھ کرقراٰنِ مجید شروع فرماتے اور دَہنا (سیدھا) پاؤں رکاب تک نہ پہنچتا کہ کلام شریف خَتْم ہو جاتا۔ (فتاوی رضویہ تخریج شدہ ج۷ ص۴۷۷)

حدیث شریف میں ارشادِ مصطفٰے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے کہ حضرت سیِّدُ ناداو،دعلٰی نَبِیِّنا وَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلام اپنی سواری تیار کرنے کا حکم فرماتے اوراس سے پہلے کہ سواری پر زین کس دی جائے یہ زبورشریف ختم فرما لیتے۔

(صحیح بخاری ج ۲ ص۴۴۷ حدیث۳۴۱۷)

رک رک کر پڑھنے والے ہمت نہ ہاریں

جوقرآن پڑھنے میں ماہر ہے، وہ کراماً کاتبین کے ساتھ ہے اور جو شخص رُک رُک کرقرآن پڑھتا ہے اور وہ اُس پر شاق ہے(یعنی اُس کی زَبان آسانی سے نہیں چلتی، تکلیف کے ساتھ ادا کرتا ہے) اُس کے لیے دواجر ہیں۔

(صَحیح مُسلِم ص ۴۰۰ حدیث۷۹۸)

خواجہ بختیار کاکی کی تقریب بسم اللہ

حضرت خواجہ قطب الحق والدین بختیار کاکی رضی اللہ عنہ کی عمرجس دن چار برس چار مہینے چار دن کی ہوئی، ''تقریبِ بسم اللہ'' مقرر ہوئی۔

لوگ بلائے گئے، حضرت خواجہ غریب نواز رضی اللہ عنہ بھی تشریف فرما ہوئے۔بسم اللہ پڑھانا چاہی مگر اِلہام ہوا کہ ٹھہرو! حمیدالدین ناگَوری (رحمۃ اللہ علیہ) آتا ہے وہ پڑھائے گا۔

ادھر ناگور میں قاضی حمید الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو الہام ہوا کہ جلد جا میرے ایک بندے کو بسم اللہ پڑھا! قاضی صاحب فوراً تشریف لائے اور آپ

سے فرمایا: صاحب زادے پڑھئے! بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ۔آپ نے پڑھا: اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم اور شروع سے لے کر پندرہ پارے حفظ سنادیئے۔ حضرت قاضی صاحب اور خواجہ صاحب نے فرمایا: صاحبزادے آگے پڑھئے! فرمایا: ''میں نے اپنی ماں کے شکم (یعنی پیٹ) میں اِتنے ہی سنے تھے اور اِسی قدر اُن کو یاد تھے وہ مجھے بھی یاد ہوگئے۔'' (ماخوذ از سبع سنابل، ساتواں سنبلہ، ص۲۲۸،۲۲۷)

پہلی درس گاہ حال

اگر آج بھی مائیں قرآن یوں محبت کریں تو بچے بختیارالدین کا کی جیسے پیدا ہوں گے۔آج بچہ کی پہلی درسگاہ کا حال ہی بڑا نازک ہوگیا۔آج کی ماں سارے ڈراموں کے ناموں کو تو جانتی مگر نماز پڑھنی نہیں آتی۔نماز تو دور کی بات صحیح طرح پاک ہونا بھی نہیں آتا۔ناپاک ماں باپ سے بچہ پیدا ہوگا تو وہ کسی پاک کام کرے گا۔جب ماں باپ نے قرآن کو چھوڑ دیا تو بچے کونسے محافظ قرآن ہونگے۔آج خواری ہمارا مقدر بن گئی۔

اقبال کہتا ہے:۔

ہر کوئی مست مئے ذوقِ تن آسانی ہے
تم مسلماں ہو! یہ انداز مسلمانی ہے؟
حیدری فقر ہے نے دولت عثمانی ہے
تم کو اسلاف سے کیا نسبت روحانی ہے؟
وہ زمانے میں معزز تھے مسلماں ہو کر
اور تم خوار ہوئے تارک قرآں ہو کر

بیان نمبر 14

صدقہ فطر کا بیان

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سیدِ الاَنْبِیَاءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ ۞

اَمَّا بَعْدُ ۞ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم ط بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم ۞

قال اللّٰہُ تعالٰی فِی کَلَامِہِ المَجِیدِ ۞

خُذْ مِنْ اَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَتُزَكِّيْهِمْ بِهَا ۞
وَقَالَ فِيْ مَقَامٍ آخَرْ ۞ اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ ط يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَ سَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ﴿۵۶﴾

پڑھیے

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیکَ یَا رَسُولَ اللّٰہِ وَعَلٰی آلِکَ وَاَصْحَابِکَ یَا حَبِیبَ اللّٰہِ

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیکَ یَا رَسُولَ اللّٰہِ وَعَلٰی آلِکَ وَاَصْحَابِکَ یَا نُوْرَ اللّٰہِ

اللہ عزوجل صدقے کے ذریعے بندے کو گناہوں سے پاک کرتا اور اس کے مال کو پاک کرتا جیسا کہ اللہ عزوجل فرماتا ہے۔ خُذْ مِنْ اَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَتُزَكِّيْهِمْ بِهَا ۔ ان کے مالوں میں سے صدقہ لو، اس کی وجہ سے انھیں پاک اور ستھرا بنا دو۔ [توبہ:103]

اور فرماتا ہے کہ

وَمَآ اَنْفَقْتُمْ مِّنْ شَيْءٍ فَهُوَ يُخْلِفُهٗ ۚ وَهُوَ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ ﴿۳۹﴾

اور جو کچھ تم خرچ کرو گے، اللہ تعالیٰ اُس کی جگہ اور دے گا اور

وہ بہتر روزی دینے والا ہے۔ [سبا:39]

اللہ عزوجل کا وعدہ ہے کہ وہ اللہ کی راہ میں خرچ کرنے پر اور دے گا۔ اس کا نظارہ کبھی کبھی وہ فوراً بھی دیکھا دیتا ہے۔

چار انڈے چالیس بن گئے

اپنے دور کے ابدال حضرت سیدنا ابوجعفر بن خطاب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میرے دروازے پر ایک سائل نے صدا لگائی میں نے زوجہ محترمہ سے پوچھا: تمہارے پاس کچھ ہے؟ جواب ملا: چار انڈے ہیں۔ میں نے کہا: منگتا کو دے دو۔ انہوں نے تعمیل کی۔ سائل انڈے پا کر چلا گیا۔ ابھی تھوڑی دیر گزری تھی کہ میرے پاس ایک دوست نے انڈوں سے بھری ہوئی ٹوکری بھیجی۔ میں نے گھر میں پوچھا: اس میں کل کتنے انڈے ہیں؟ انہوں نے کہا: تیس۔ میں نے کہا: تم نے تو فقیر کو چار انڈے دیئے تھے، یہ تیس کس حساب سے آئے! کہنے لگیں: تیس انڈے سالم ہیں اور دس ٹوٹے ہوئے۔ حضرت سیدنا شیخ علامہ یافعی یمنی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: بعض حضرات اس حکایت کے متعلق یہ بیان کرتے ہیں کہ سائل کو جو انڈے دیئے گئے تھے ان میں تین سالم اور ایک ٹوٹا ہوا تھا۔ رب تعالیٰ نے ہر ایک کے بدلے دس دس عطا فرمائے۔ سالم کے عوض سالم اور ٹوٹے ہوئے کے بدلے ٹوٹا ہوا۔ [روض الریاحین، ص ۱۵۱]

دُوسری حدیث میں ہے صدقہ سے مال کم نہیں ہوتا، معاف کرنے سے عزّت بڑھتی ہے، تواضع سے مرتبے بلند ہوتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ

"اِنَّ الْمُصَّدِّقِيْنَ وَ الْمُصَّدِّقٰتِ وَ اَقْرَضُوا اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا يُّضٰعَفُ لَهُمْ وَلَهُمْ اَجْرٌ كَرِيْمٌ ﴿۱۸﴾

ترجمہ کنزالایمان: بیشک صدقہ دینے والے مرد اور صدقہ دینے والی عورتیں اور وہ جنہوں نے اللہ کو اچھا قرض دیا ان کے دونے ہیں اور ان کے لئے عزت کا ثواب ہے۔ (الحدید:۱۸/۵۷)

''اچھا قرض دیا'' اس کی تفسیر میں صدر الافاضل فرماتے ہیں: یعنی خوشدلی اور نیت صالحہ کے ساتھ مستحقین کو صدقہ دیا اور راہِ خدا میں خرچ کیا۔

[خزائن العرفان]

سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا توکل

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ ایک مسکین نے آپ سے سوال کیا جبکہ آپ رضی اللہ عنہا روزے سے تھیں اور گھر میں سوائے ایک روٹی کے کچھ نہ تھا۔

"فَقَالَتْ لِمَوْلَاةٍ لَّهَا أَعْطِيهِ إِيَاهُ، فَقَالَتْ لَيسَ لَكِ مَا تُفْطِرِين عَلَيه، فَقَالَتْ أَعْطِيهِ إِيَاهُ قَالَتْ فَفَعَلْتُ"

آپ نے اپنی باندی سے فرمایا: اسے وہ روٹی دے دو، تو باندی نے کہا: آپ کی افطاری کے لئے اسکے سوا کچھ نہیں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: اسے وہ روٹی دے دو، باندی کہتی ہیں تو میں نے وہ روٹی اسے دیدی۔

ابھی شام نہیں ہوئی تھی کہ اہل بیت نے یا کسی اور شخص نے جو ہدیہ دیا کرتا تھا آپ رضی اللہ عنہا کو بطور ہدیہ ایک بکری بھجوائی لانے والا اس گوشت کو کپڑے

میں ڈھانپے ہوئے لے کر آیا۔

"فَلَمَّا أَمْسَينَا حَتّى أَهْدٰى لَهَا أَهْلُ بَيتٍ، أَوْ إِنْسَانٌ مِمَّن كَانَ يَهْدِىْ لَنَا شَاةً وَكَفْنَهَا فَدَعَتْهَا عَائِشَةُ، فَقَالَتْ كُلِىْ مِنْ هٰذَا خَيرٌ مِّنْ قُرْصِكِ"

آپ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہَا نے خادمہ کو بلا کر فرمایا: لو اس میں سے کھاؤ یہ تمہاری اس روٹی سے بہتر ہے۔

(شُعَبُ الإیمان، باب في الزكاة، فصل فيما جاء في الإيثار، الحديث: ۳۴۸۲، ج ۳، ص ۲۶۰)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زمانے کا دھوبی

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں ایک دھوبی تھا جو لوگوں کے کپڑے آپس میں تبدیل کر دیتا، لوگوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اس کے متعلق بتایا تو آپ علیہ السلام نے اللہ عزوجل کی بارگاہ میں عرض کی: اے اللہ! عز وجل اسے ہلاک فرمادے، ایک روز وہ دھوبی اپنے معمول کے مطابق نکلا، اس کے پاس تین روٹیاں تھیں ایک سائل آیا تو اس نے ایک روٹی اُسے دے دی، سائل نے دعا دی: اللہ تعالیٰ تجھ سے آفاتِ سماویہ کا شر دور فرمائے، دھوبی نے اس دعا سے متأثر ہو کر اسے ایک اور روٹی دے دی، اس پر سائل نے دعا دی: اللہ تعالیٰ تجھے جملہ آفتوں سے محفوظ رکھے تو اُس نے تیسری روٹی بھی دے دی، اس پر دعا دی: اللہ عزوجل تجھے توبہ کی توفیق عطا فرمائے۔ اسی دوران ایک بہت بڑا سانپ اس کے کپڑوں کی گٹھڑی میں داخل ہو چکا تھا۔ جب دھوبی نے کپڑے لینے کا ارادہ کیا تو اس سانپ نے اسے ڈسنا چاہا، ایک فرشتے نے اسی لمحے اس سانپ کو لوہے کی لگام ڈال دی اور دھوبی سلامتی کے ساتھ واپس آ گیا۔

لوگوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے عرض کیا: یاروح اللہ! وہ دھوبی تو صحیح سلامت واپس آ گیا! آپ علیہ السلام نے اسے بلایا اور فرمایا: تو نے کونسی بھلائی کی ہے؟ تو اُس نے عرض کی: میں نے تین روٹیاں صدقہ کی ہیں۔

پھر آپ علیہ السلام نے اس سانپ سے پوچھا: تو نے اسے قتل کیوں نہ کیا؟ سانپ نے عرض کی: اے اللہ کے نبی! اللہ تعالیٰ نے آپ کی دعا قبول فرمالی اور مجھے اسے ہلاک کرنے کے لیے بھیجا مگر جب اس دھوبی نے سائل کو صدقہ دیا تو ایک فرشتے نے آ کر مجھے لوہے کی لگام ڈال دی۔ لوگ اس بات سے بہت متعجب ہوئے اور دھوبی نے توبہ کر لی۔

(نزهة المجالس، باب في فضل الصدقة... إلخ، ج ٢، ص ٨)

حدیث شریف میں ہے:

"عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ رَضِيَ اللهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلصَّدَقَةُ تَسُدُّ سَبْعِينَ بَاباً مِنَ السُّوْءِ"

حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، فرماتے ہیں: خاتم المرسلین، رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: صدقہ برائی کے ستّر دروازے بند کرتا ہے۔

(المعجم الكبير للطبراني، الحديث: ٤٤٠٢، ج ٣، ص ١٠٩)

سرکارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک شخص کو بھیجا کہ مکہ کے کوچوں میں اعلان کر دے:

"أَلَاإِنَّ صَدَقَةَ الفِطْرِ وَاجِبَةٌ" صدقہ فطر واجب ہے۔

(جامع ترمذی ج ٢ ص ١٥١ حدیث ٦٧٤)

حضرتِ سَیِّدُنا اَنَس بن مالِک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں:

"صيام الرجل معلق بين السماء والارض حتى يعطى صدقة الفطر"
بندے کا روزہ زَمین و آسمان کے درمیان لٹکا رہتا ہے جب تک صَدَقۂِ فِطْر ادا نہیں کیا جاتا۔ (کنزالعُمّال ج۸ص ۲۵۳حدیث ۲۴۱۲۴)

صدقہ فطر کے مسائل

1۔ صدقہ فطر واجب ہے، عمر بھر اس کا وقت ہے یعنی اگر ادا نہ کیا ہو تو اب ادا کر دے۔ ادا نہ کرنے سے ساقط نہ ہوگا، نہ اب ادا کرنا قضا ہے بلکہ اب بھی ادا ہی ہے اگر چہ مسنون قبل نمازِ عید ادا کر دینا ہے۔

['الدرالمختار''، کتاب الزکاۃ، باب صدقۃ الفطر، ج ۳، ص ۳۶۲]

2۔ عید کے دن صبح صادق طلوع ہوتے ہی صدقہ فطر واجب ہوتا ہے، لہٰذا جو شخص صبح ہونے سے پہلے مر گیا یا غنی تھا فقیر ہوگیا یا صبح طلوع ہونے کے بعد کافر مسلمان ہوا یا بچہ پیدا ہوا یا فقیر تھا غنی ہوگیا تو واجب نہ ہوا اور اگر صبح طلوع ہونے کے بعد مرا یا صبح طلوع ہونے سے پہلے کافر مسلمان ہوا یا بچہ پیدا ہوا یا فقیر تھا غنی ہوگیا تو واجب ہے۔

[''الفتاوی الهندية''، كتاب الزكاة، الباب الثامن في صدقة الفطر، ج ۱، ص ۱۹۲]

3۔ جِس کے پاس ساڑھے سات تولے سونا یا ساڑھے باوَن تولہ چاندی یا ساڑھے باوَن تولہ چاندی کی رقم یا اتنی مالیت کا مالِ تجارت ہو (اور یہ سب حاجاتِ اَصلِیَّہ سے فارغ ہوں) اُس کو صاحِبِ نِصاب کہا جاتا ہے۔ جیسا کہ عالمگیری میں ہے کہ صَدَقۂِ فِطْر ان تمام مُسلمان مَرْد و عورت پر واجِب ہے جو''صاحِب نِصاب'' ہوں اور اُن کا نِصاب

''حاجاتِ اَصْلِیَّہ (یعنی ضروریاتِ زندگی سے)'' فارغ ہو۔

[''الفتاوی الھندیة''، کتاب الزکاۃ، الباب الثامن في صدقة الفطر، ج ۱، ص ۱۹۱]

4۔ ''صدقہ فطر'' کے لئے مقدارِ نصاب تو وہی ہے جو زکوٰۃ کا ہے جیسا کہ مذکور ہوا لیکن فرق یہ ہے کہ صدقہ فطر کے لئے مال کے نامی (یعنی اس میں بڑھنے کی صلاحیت) ہونے اور سال گزرنے کی شرط نہیں۔

[''الدرالمختار''، کتاب الزکاۃ، باب صدقة الفطر، ج ۳، ص ۳۶۲۔۳۶۵]

5۔ صَدَقَہِ فِطْر واجِب ہونے کیلئے ''عاقِل وبالِغ'' ہونا شَرط نہیں۔ بلکہ بَچّہ یا مَجْنُون (یعنی پاگل) بھی اگر صاحِبِ نِصاب ہوتو اُس کے مال میں سے اُن کا وَلی (یعنی سَر پرست) ادا کرے۔

(ردّالمُحتار کتاب الزکاۃ، باب صدقة الفطر ج ۳ ص ۳۱۲)

6۔ اور وقار الفتاوی میں ہے کہ اسی طرح جو چیزیں ضرورت سے زیادہ ہیں (مثلاً وہ گھریلو سامان جو روزانہ کام میں نہیں آتا) اور ان کی قیمت نصاب کو پہنچتی ہوتو ان اشیاء کی وجہ سے صدقہ فطر واجب ہے۔ زکوٰۃ اور صدقہ فطر کے نصاب میں یہ فرق کیفیت کے اعتبار سے ہے۔

(وقار الفتاویٰ جلد ۲ ص ۳۸۵)

7۔ مالِکِ نِصاب مَرد پر اپنی طرف سے، اپنے چھوٹے بچّوں کی طرف سے اور اگر کوئی پاگل اولاد ہے (خواہ وہ پاگل اولاد بالِغ ہی کیوں نہ ہو) تو اُس کی طرف سے بھی صَدَقَہِ فِطْر واجِب ہے، ہاں اگر وہ بچّہ یا مَجْنُون خود صاحِبِ نِصاب ہے تو پھر اُس کے مال میں سے فِطْرہ ادا کردے۔

[''الفتاوی الھندیة''، کتاب الزکاۃ، الباب الثامن في صدقة الفطر، ج ۱، ص ۱۹۲]

8۔ مَرد صاحِبِ نِصاب پر اپنی بیوی یا ماں باپ یا چھوٹے بھائی بہن اور دیگر رِشتہ داروں کا فِطْرہ واجِب نہیں۔

["الفتاوی الهندية"، کتاب الزکاة، الباب الثامن في صدقة الفطر، ج ١، ص ١٩٢]

9۔ والِد نہ ہوتو دادا جان والِد صاحِب کی جگہ ہیں۔یعنی اپنے فَقیر ویتیم پوتے پوتیوں کی طرف سے اُن پہ صَدَقۂِ فِطْر دینا واجِب ہے۔

(دُرِّمُختار، ردُّالْمُحتار کتاب الزکاۃ، باب صدقة الفطر ج ۲ ص ۳۱۵)

10۔ ماں پراپنے چھوٹے بچّوں کی طرف سے صَدَقۂِ فِطْر دینا واجِب نہیں اور باپ پر اپنی عاقِل بالِغ اولاد کا فِطْرہ واجِب نہیں۔

(رَدُّ الْمُحتار کتاب الزکاۃ، باب صدقة الفطر ج ۳ ص ۳۱۵ سے ۳۱۷)

11۔ کسی شَرعی مجبوری کے تحت روزے نہ رکھ سکا یا مَعَاذَ اللہ عَزَّ وَجَلَّ کِسی نے بِغیر مجبوری کے رَمَضانُ الْمُبارَک کے روزے نہ رکھے اُس پر بھی صاحِبِ نِصاب ہونے کی صُورت میں صَدَقۂِ فِطْر واجِب ہے۔

(رَدّالْمُحتار کتاب الزکاۃ، باب صدقة الفطر ج ۳ ص ۳۱۵)

12۔ بیوی یا بالِغ اولاد جِن کا نَفَقَہ (یعنی روٹی کپڑے وغیرہ کا خَرچ) جس شَخص کے ذِمّہ ہے وہ اگر اِن کی اجازت کے بِغیر ہی اِن کا فِطْرہ ادا کردے تو ادا ہوجائے گا۔ہاں اگر نَفَقَہ اُس کے ذِمّہ نہیں ہے۔مَثَلاً بالِغ بیٹے نے شادی کر کے گھر الگ بَسالیا اور اپنا گُزارہ خود ہی کر لیتا ہے۔ ایسی اولاد کی طرف سے بِغیر اجازت فِطْرہ دے دیا تو ادا نہ ہوگا۔
بیوی نے بِغیر حُکْمِ شوہر اگر شوہر کا فِطْرہ ادا کر دیا تو ادا نہ ہوگا۔

(بہارِ شریعت حصّہ 5 ص 936)

13۔ صَدَقۂِ فِطْر ادا کرنے کا اَفضل وَقْت تو یہی ہے کہ عید کو صُبحِ صادِق کے بعد عید کی نَماز ادا کرنے سے پہلے پہلے ادا کر دیا جائے۔ اگر چاند رات یا رَمَضانُ الْمُبارَک کے کسی بھی دِن بلکہ رَمضان شریف سے پہلے بھی اگر کسی نے ادا کر دیا تب بھی فِطْرہ ادا ہو گیا اور ایسا کرنا بالکل جائز ہے۔

[''الفتاوی الھندیۃ''، کتاب الزکاۃ، الباب الثامن في صدقۃ الفطر، ج۱، ص۱۹۲]

14۔ اگر عید کا دِن گُزر گیا اور فِطْرہ ادا نہ کیا تھا تب بھی فِطْرہ ساقِط نہ ہوا۔ بلکہ عُمر بَھر میں جب بھی ادا کریں ادا ہی ہے (ایضاً)

15۔ صَدَقۂِ فِطْر کے مصارِف وُہی ہیں جو زکوٰۃ کے ہیں۔ یعنی جِن کو زکوٰۃ دے سکتے ہیں اِنہیں فِطْرہ بھی دے سکتے ہیں اور جن کو زکوٰۃ نہیں دے سکتے اُن کو فِطْرہ بھی نہیں دے سکتے۔

[''الفتاوی الھندیۃ''، کتاب الزکاۃ، الباب الثامن في صدقۃ الفطر، ج۱، ص۱۹۲]

16۔ ایک سو پچھتر ۱۷۵ روپے اَٹھنی بھر اوپر [دو کلو سے 80 گرام کم] وَزن گندم یا اُس کا آٹا یا اتنی گندم کی قیمت ایک صَدَقۂِ فِطْر کی مِقدار ہے۔

[بہارِ شریعت ج1 حصہ 5 ص937]

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سیدِ الْاَنْبِیَاءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ ۝

اَمَّا بَعْدُ ۝

فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم ط بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم ۝

قال اللہُ تعالٰی فِی کَلَامِہِ الْمَجِیدِ ۝

قُلْ بِفَضْلِ اللّٰہِ وَبِرَحْمَتِہٖ فَبِذٰلِكَ فَلْیَفْرَحُوْا ۝ وَقَالَ فِیْ مَقَامٍ آخَرَ ۝ اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِكَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ ط یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَ سَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا ﴿۵۶﴾

پڑھیے

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ وَعَلٰی آلِكَ وَاَصْحَابِكَ یَا حَبِیْبَ اللّٰہِ

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ وَعَلٰی آلِكَ وَاَصْحَابِكَ یَا نُوْرَ اللّٰہِ

اللہ عزوجل کی رحمت پر خوشی کرنے اور اس پر اظہار مسرت کرنے کے بارے میں اللہ وزوجل قرآن پاک میں فرماتا ہے کہ"

قُلْ بِفَضْلِ اللّٰہِ وَبِرَحْمَتِہٖ فَبِذٰلِكَ فَلْیَفْرَحُوْا ط

ترجمہ کنزالایمان: تم فرماؤ اللہ (عَزَّ وَجَلَّ) ہی کے فضل اور اُسکی رحمت اور اِسی پر چاہئے کہ خوشی کریں۔ (پ ۱۱ یونس ۵۸)

عیدُ الفِطر کے روز خوشی کا اِظہار کرنا مُستحب ہے۔عیدِ سَعید کی بے حد فضیلت ہے۔

حضرتِ سَیِّدُ نا عبدُ اللہ ابنِ عبّاس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب عیدُ الفِطر کی مبارَک رات تشریف لاتی ہے تو اِسے "لَیۡلَۃُ الۡجَائِزَۃ" یعنی ''اِنعام کی رات'' کے نام سے پُکارا جاتا ہے۔جب عید کی صُبح ہوتی ہے تو اللہ عَزَّ وَجَلَّ اپنے مَعصُوم فِرشتوں کو تمام شَہروں میں بھیجتا ہے، چُنانچِہ وہ فِرِشتے زمین پر تشریف لاکر سب گلیوں اور راہوں کے سِروں پر کھڑے ہوجاتے ہیں اور اِس طرح نِدا دیتے ہیں۔

"فَيَقُولُونَ يَا أُمَّةَ مُحَمَّدٍ، اخْرُجُوا إِلَى رَبٍّ كَرِيمٍ يُعْطِي الْجَزِيلَ، وَيَعْفُو عَنِ الذَّنْبِ الْعَظِيمِ"

اے اُمّتِ محمّد! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اُس ربِّ کریم عَزَّ وَجَلَّ کی بارگاہ کی طرف چلو! جو بَہُت ہی زیادہ عطا کرنے والا اور بڑے سے بڑا گُناہ مُعاف فرمانے والا ہے۔

"وَيَقُولُ يَا عِبَادِي، سَلُونِي فَوَعِزَّتِي وَجَلَالِي لَا تَسْأَلُونِي الْيَوْمَ شَيْئًا فِي جَمْعِكُمْ لِآخِرَتِكُمْ إِلَّا أَعْطَيْتُكُمْ، وَلَا لِدُنْيَاكُمْ إِلَّا نَظَرْتُ لَكُمْ فَوَعِزَّتِي لَأَسْتُرَنَّ عَلَيْكُمْ عَثَرَاتِكُمْ مَا رَاقَبْتُمُونِي، فَوَعِزَّتِي لَا أُخْزِيكُمْ وَلَا أَفْضَحُكُمْ بَيْنَ يَدَيْ أَصْحَابِ الْحُدُودِ، انْصَرِفُوا مَغْفُورًا لَكُمْ قَدْ أَرْضَيْتُمُونِي وَرَضِيتُ عَنْكُمْ"

پھر اللہ عَزَّ وَجَلَّ اپنے بندوں سے یُوں مُخاطِب ہوتا ہے:''اے میرے بندو! مانگو! کیا مانگتے ہو؟ میری عِزّت وجَلال کی قَسم! آج کے روز اِس (نَماز عِید کے) اِجتماع میں اپنی آخِرت کے بارے میں جو کچھ سُوال کرو گے وہ پُورا کروں گا اور جو کچھ دنیا کے بارے میں مانگو گے اُس میں تمہاری بَھلائی کی طرف

نَظَر فرماؤں گا۔میری عِزّت کی قَسم ! جب تک تم میرالحاظ رکھو گے میں بھی تمہاری خطاؤں پر پَردہ پوشی فرماتا رہوں گا۔میری عِزّت وجلال کی قَسم !میں تمہیں حَد سے بڑھنے والوں کے ساتھ رُسوا نہ کروں گا۔بس اپنے گھروں کی طرف مَغْفِرت یافتہ لَوٹ جاؤ۔تم نے مجھے راضی کر دیا اور میں بھی تم سے راضی ہوگیا۔''

(اَلتَّرْغِیب وَالتَّرھِیب ج ۲ص ۶۰ حدیث ۲۳)

ہم دنیاوی لذتوں میں بدمست ہوکر اپنا انعام لینا بھی بھول جاتے ہیں۔ہمارے بُزُرگانِ دین رَحِمَہُمُ اللہُ المبین بھی توآخِر عِید مناتے رہے ہیں۔مگر اِن کے عِید مَنانے کا انداز ہی نِرالا رہا ہے۔وہ دُنیا کی لذّتوں سے کوسوں دُور بھاگتے رہے ہیں اور ہر حال میں اپنے نَفْس کی مُخالَفت کرتے رہے ہیں۔

عید کا انوکھا کھانا

فیضان سنت میں تذکرۃ الاولیا کے حوالے سے ہے کہ حضرتِ سَیِّدُنا ذُوالنُّون مِصری رحمۃ اللہ علیہ نے دس برس تک کوئی لذیذ کھانا تَناوُل نہ فرمایا،نَفْس چاہتارہا اورآپ رحمۃ اللہ علیہ نَفْس کی مُخالَفت فرماتے رہے، ایک بار عِید مُبارَک کی مُقَدَّس رات کو دِل نے مشورہ دیا کہ کل اگرعِیدِ سعید کے روزکوئی لذیذ کھانا کھالیا جائے تو کیا حَرَج ہے؟اِس مشورہ پرآپ رحمۃ اللہ علیہ نے بھی دِل کوآزمائش میں مُبتَلا کرنے کی غَرَض سے فرمایا ،''میں اَوّلاً دو رَکْعت نَفْل میں پوُرا قُراٰنِ پاک خَتْم کروں گا،اے میرے دِل !تُو اگراِس بات میں میرا ساتھ دے تَو کل لذیذ کھانا مِل جائے گا۔''لہٰذا آپ رحمۃ اللہ علیہ نے دو رَکعَت ادا کی اور اِن میں پوراقُراٰنِ مجید خَتْم کیا۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ کے دِل نے اِس اَمر میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کا ساتھ دیا۔(یعنی دونوں رَکعتیں دِل جَمعی کے ساتھ ادا کرلی گئیں) آپ رحمۃ اللہ علیہ نے عید کے دِن لذیذ کھانا منگوایا۔ نِوالہ اُٹھاکر مُنہ میں ڈالنا ہی چاہتے تھے کہ بے قرار ہوکر پھر رکھ دیا اور نہ کھایا۔لوگوں نے اِس کی وجہ پُوچھی تو فرمایا،جس وَقت میں نِوالہ مُنہ کے قریب لایا تو میرے نَفس نے کہا ، دیکھا؟ میں آخر اپنی دس سال پُرانی خواہش پوری کرنے میں کامیاب ہوگیا نا! میں نے اُسی وَقت کہا،کہ اگر یہ بات ہےتو میں تجھے ہرگز کامیاب نہ ہونے دوں گااور ہرگز ہرگز لذیذ کھانا نہ کھاؤں گا۔ چُنانچِہ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے لذیذ کھانا کھانے کا اِرادہ تَرک کردیا۔اتنے میں ایک شخص لذیذ کھانے کا طَباق اٹھائے ہوئے حاضِر ہوا اور عَرض کی ،یہ کھانا میں نے رات کو اپنے لئے تیار کیا تھا۔رات جب سویا تو قسمت انگڑائی لے کر جاگ اُٹھی ، خواب میں تاجدارِ رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کی سعادت حاصِل ہوئی۔میرے پیارے پیارے اور میٹھے میٹھے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ سے ارشاد فرمایا،اگر تُو کل قِیامت کے روز بھی مجھے دیکھنا چاہتا ہےتو یہ کھانا ذُوالنُّون (رحمۃ اللہ علیہ) کے پاس لے جا اور اُن سے جا کر کہہ۔

"یقول محمد بن عبدالله انا اشفَعُ عندك لِتَتَصَالَحَ مع نفسك طِرْفَةَ عينِ و تطعم لُقَيْمَات من السِكْبَاج فبكى ذوالنون وقال اَمْتَثِلُ امرَ النبى الكريم صلى الله عليه وآله وسلم"

حضرتِ مُحمّد بن عبدُ اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں ، کہ دَم بھر کیلئے نَفس کے ساتھ صُلْح کرلو اور چند نِوالے اِس لذیذ کھانے سے کھالو۔''حضرتِ سَیِّدُنا ذُوالنُّون

مِصری رحمۃ اللہ علیہ یہ پیغامِ رِسالت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سُن کر رونے لگے اور کہنے لگے!''میں فرمانبردار ہوں، میں فرمانبردار ہوں۔''اور لذیذ کھانا کھانے لگے۔

(فیضان سنت ص 1299/تذکرۃ الاولیاء ص ۱۱۷)

شیطان کی بدحواسی

حضرتِ سَیِّدُ ناوَہب بِنْ مُنَبِّہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، جب بھی عِید آتی ہے، شیطان چِلاّ چِلاّ کر روتا ہے۔اِس کی بدحواسی دیکھ کر تمام شیاطین اُس کے گِرد جمع ہوکر پُوچھتے ہیں،اے آقا! آپ کیوں غَضَبناک اور اُداس ہیں؟

"فیقول اِنَّ اللہَ قد غفر لِاُمَّۃِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فی ھذا الیوم فَعَلَیْکُمْ اَنْ تَشْغَلُوھم بالْمُلَذَّاتِ والشَّھْوَاتِ"

وہ کہتا ہے ، ہائے افسوس ! اللہ عَزَّ وَجَلَّ نے آج کے دِن اُمّتِ مُحمّد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو بَخش دیا ہے۔لہٰذا تم اِنہیں لذّات اور نَفسانی خواہشات میں مشغُول کردو۔

(مُکَاشَفَۃُ الْقُلُوب ص ۳۰۸)

شیطان کامیاب

آہ!فی زمانہ شیطان اپنے اِس وار میں کامیاب ہے۔عید کی آمد پر ہونا تو یہ چاہئے تھا کہ عِبادات وحَسَنات کی کثرت وبُہتات کرکے اللہ ربِّ کائنات عَزَّ وَجَلَّ کا زیادہ سے زیادہ شُکر ادا کیا جاتا ۔مگر افسوس !صَد کروڑ افسوس!اب مسلمان عِیدِ سَعید کا حقیقی مقصد ہی بُھلا بیٹھے ہیں۔گناہوں بھرے چینلز دیکھے جاتے ہیں اور بے پردگی عام اور بدنگاہی سے آنکھوں میں آگ بھری جاتی ہے۔

رَقص وسَرود (سَ،رَو۔د) کی محفلیں گرم کی جاتی ہیں، بے ڈھنگے مَیلوں، گندے کھیلوں، ناچ گانوں اور فلموں ڈراموں کا اِہتمام کیا جاتا ہے۔

عید ملنے کے بہانے اپنی پھوپھی زاد یا چچا زاد لڑکیوں کے ساتھ خوب گپ شپ اور بدنگاہی جیسے گناہوں میں بھی مبتلا ہوتے ہیں۔نعوذ باللہ من ذالک

سیّدُنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی عید

عِید کے دِن چند حضرات مکانِ عالی شان پر حاضِر ہوئے تو کیا دیکھا کہ آپ رضی اللہ عنہ دروازہ بند کرکے زَارو قِطار رو رہے ہیں۔لوگوں نے حَیران ہوکر عرض کی، یاامیرَ الْمُؤمنین رضی اللہ عنہ! آج تو عِید ہے جو کہ خوشی مَنانے کا دِن ہے، خوشی کی جگہ یہ رونا کیسا؟ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آنسو پُونچھتے ہوئے فرمایا "**ھٰذا یَوْمُ الْعِیْدِ وَ ھٰذا یَوْمُ الْوَعِیْد**" اے لوگو! یہ عِید کا دِن بھی ہے اور وَعِید کا دِن بھی۔ آج جس کے نَماز و روزہ مَقبول ہوگئے بِلا شُبہ اُس کے لئے آج عِید کا دِن ہے۔لیکن آج جِس کے نَماز و روزہ کو رَد کرکے اُس کے مُنہ پر مار دیا گیا ہو اُس کیلئے تو آج وَعِید ہی کا دِن ہے۔اور میں تو اِس خَوف سے رو رہا ہوں کہ آہ!

"اَنَا لَا اَدْرِیْ اَمِنَ الْمَقْبُوْلِیْنَ اَمْ مِنَ الْمَطْرُوْدِیْنَ"

مجھے یہ معلوم نہیں کہ مَیں مَقبول ہُوا ہُوں یا رَد کردیا گیا ہوں۔

[فیضان سنت ص 1300]

اللہُ اکبر! وہ فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ جن کو مالِکِ جنّت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی حیاتِ ظاہری ہی میں جنَّت کی بِشارت عِنایت فرمادی تھی وہ کہتے ہیں کہ میری طاعَتیں قَبول ہوئیں یا نہیں۔اور ہم جیسے نِکمّے اور باتُونی لوگوں کی یہ حالت ہے کہ

نیکی کے ''ن'' کے نُقطے تک تو پہُنچ نہیں پاتے مگر خوش فہمی کا حال یہ ہے کہ ہم جیسا نیک اور پارسا تو شاید اب کوئی رہا ہی نہ ہو۔

ایک ولی کی عید

حضرتِ سَیِّدُ نا شیخ نَجیبُ الدّین رحمۃ اللہ علیہ مُتَوَکِّل، حضرتِ سیِّدُ نا شیخ بابا فریدُ الدّین گنجِ شکر رحمۃ اللہ علیہ کے بھائی اور خلیفہ ہیں، آپ رحمۃ اللہ علیہ کا لقب مُتَوَکِّل ہے۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ ستّر برس شہر میں رہے مگر کوئی ظاہری ذَرِیعہ مَعَاش نہ ہونے کے باوُجُود اِنکے اہل وعِیال نِہایَت اطمینان سے زندگی بَسر کرتے رہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ اپنے مولیٰ عَزَّ وَجَلَّ کی یاد میں اِس قَدَر مُستَغرَق رہتے تھے کہ یہ بھی نہیں جانتے تھے کہ آج کونسا دِن ہے؟ اور یہ کون سا مہینہ ہے؟ اور سِکّہ کتنی مالیّت کا ہے؟ ایک بار عِید کے دِن آپ رحمۃ اللہ علیہ کے گھر میں بَہُت سے مِہمان جمع ہو گئے ۔ اِتّفاق سے اُس روز آپ رحمۃ اللہ علیہ کے گھر میں خُورد و نُوش (یعنی کھانے پینے) کا کوئی سامان نہیں تھا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ بالا خانے پر جا کر یادِ الٰہی عَزَّ وَجَلَّ میں مَشغول ہو گئے اور دِل ہی دل میں یہ کہہ رہے تھے، ''یااللہ عَزَّ وَجَلَّ آج عِید کا دِن ہے اور میرے گھر مِہمان آئے ہوئے ہیں۔'' اچانک ایک شخص چھت پر ظاہِر ہوا، اُس نے کھانوں سے بھرا ہوا ایک خوان پیش کیا اور کہا، اے نَجِیبُ الدّین! تمہارے توکُّل کی دُھوم مَلاءِ اعلٰی (یعنی فرشتوں) میں مَچی ہوئی ہے اور تمہارا حال یہ ہے کہ تم ایسے خیال (یعنی کھانا طَلَبی) میں مَشغُول ہو؟ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا، حق تعالیٰ عَزَّ وَجَلَّ خوب جانتا ہے کہ میں نے اپنی ذات کے لئے یہ خیال نہیں کیا، بلکہ اپنے مہمانوں کے باعث

اِس طرف مُتَوَجِّہ ہوگیا تھا۔حضرتِ سَیِّدُ نا نَجیب الدّین مُتَوکِّل رحمۃ اللہ علیہ صاحبِ کرامت ہونے کے باوُجود اِنتہائی مُنْکَسِرُ الْمِزاج تھے۔آپ رحمۃ اللہ علیہ کی اِنکِساری کا یہ عالَم تھا کہ ایک روز ایک فقیر بَہُت دُور سے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی مُلاقات کیلئے آیا اور آپ رحمۃ اللہ علیہ سے پُوچھا کہ کیا نَجیبُ الدّین مُتَوکِّل (یعنی تَوَکُّل کرنے والا) آپ ہی ہیں ؟ تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اِنکِساراً فرمایا کہ بھائی !میں تو نَجِیب الدّین مُتَأَکِّل (یعنی بَہُت زیادہ کھانے والا) ہوں۔ (اخبارُ الاخیار ص ۲۰)

قبر میں ایک ہزار انوار داخل ہوں

مَنقول ہے کہ جو شخص عِید کے دِن تین سو مرتبہ "سُبْحٰنَ اللہِ وَبِحَمْدِہٖ" پڑھے اور فَوت شُدہ مسلمانوں کی اَرْواح کو اِس کا ایصالِ ثواب کرے تو ہر مسلمان کی قَبْر میں ایک ہزار انوار داخِل ہوتے ہیں اور جب وہ پڑھنے والا خود مَرے گا،اللہ تعالیٰ عَزَّ وَجَلَّ اُس کی قَبْر میں بھی ایک ہزار انوار داخِل فرمائیگا۔(یہ وِرْد دونوں عِیْدَین میں کیا جاسکتا ہے) (مُکاشَفَۃُ القُلُوب ص ۳۰۸)

نمازِ عید کی چند سنتیں

حضرتِ سَیِّدُنا بُرَیدہ رضی اللہ عنہ سے مَروی ہے کہ تاجدارِ رسالت ، شَہَنْشاہِ نُبُوَّت ، پیکرِ جُودوسخاوت،سراپا رَحمت،محبوبِ رَبُّ الْعِزَّت عَزَّ وَجَلَّ و صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عِیْدُ الفِطْر کے دِن کچھ کھا کر نَماز کیلئے تشریف لے جاتے تھے۔اورعیدالاُضْحٰی کے روز اُس وقت تک نہیں کھاتے تھے جب تک نَماز سے فارِغ نہ ہوجاتے۔

(جامع ترمذی ج ۲ ص ۷۰ حدیث ۵۴۲)

حضرتِ سَیِّدُ نا اَنَس رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ سے روایت ہے کہ عِیدُ الفِطر کے دِن (نَمازِ عید کیلئے) تشریف نہ لے جاتے جب تک چند کَھجوریں نہ تَناوُل فرمالیتے اور وہ طاق ہوتیں۔

(صحیح البخاری ج ۱ ص ۳۲۸ حدیث ۹۵۳)

حضرتِ سَیِّدُ نا اَبُوہُرَیرہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ سے رِوایت ہے کہ نبیِّ رَحمت، شَفیعِ اُمّت، شَہَنشاہِ نُبُوَّت، تاجدارِ رسالت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم عِید کو (نَمازِ عِید کیلئے) ایک راستہ سے تشریف لے جاتے اور دُوسرے راستے سے واپَس تشریف لاتے۔

(جامع تِرمذی ج ۲ ص ۶۹ حدیث ۵۴۱)

نمازِ عید کا طریقہ

دونوں عیدوں کا ایک ہی طریقہ ہے۔ پہلے نیت کیجئے کہ میں نیت کرتا ہوں دو رَکعت نَمازِ عید الفِطر یا عید الاُضحیٰ کی، چھ زائد تکبیروں کے ساتھ، واسِطے اللّٰہ عَزَّ وَجَلَّ کے، پیچھے اِس امام کے۔ پھر کانوں تک ہاتھ اُٹھایئے اور اللہُ اکبر کہہ کر ناف کے نیچے باندھ لیجئے اور ثَناء پڑھئے۔

ثنا کے بعد کانوں تک ہاتھ اُٹھایئے اور اللہُ اکبر کہتے ہوئے لٹکا دیجئے۔ پھر ہاتھ کانوں تک اٹھایئے اور اللہُ اکبر کہہ کر لٹکا دیجئے۔ پھر کانوں تک ہاتھ اٹھایئے اور اللہُ اکبر کہہ کر باندھ لیجئے یعنی پہلی تکبیر کے بعد ہاتھ باندھئے اس کے بعد دوسری اور تیسری تکبیر میں لٹکایئے اور چوتھی میں ہاتھ باندھ لیجئے۔ قاعدہ یہ ہے کہ جہاں قِیام میں تکبیر کے بعد کچھ پڑھنا ہے وہاں ہاتھ باندھنے ہیں اور جہاں نہیں پڑھنا وہاں ہاتھ لٹکانے ہیں۔

پھر امام تَعَوُّذ اور تَسْمِیہ آہستہ پڑھ کر الحمد شریف اور سورۃ بُلند آواز کیساتھ پڑھے۔ پھر رُکوع کرے۔

دوسری رَکْعت میں پہلے الحمد شریف اور سُورۃ پڑھے، پھر تین بار کان تک ہاتھ اٹھا کر اللہُ اکبر کہئے اور ہاتھ نہ باندھےاور چوتھی بار بِغیر ہاتھ اُٹھائے اللہُ اکبر کہتے ہوئے رُکوع میں جایے اور نَماز مکمَّل کرلیجئے۔ ہر دو تکبیروں کے درمیان تین بار "سُبحٰنَ اللہ" کہنے کی مِقدار چُپ کھڑا رَہنا ہے۔

(دُرِّمختار، ردالمحتار ج ۳ص۶۶/فتاویٰ عالمگیری ج ا ص ۱۵۰)

نمازعید کے بارے میں مسائل

[1]: پہلی رَکعت میں امام کے تکبیریں کہنے کے بعد مُقتدی شامِل ہوا تو اُسی وَقت تکبیرِ تَحریمہ کے عِلاوہ مزید تین تکبیریں کہہ لے اگر چِہ امام نے قراءت شروع کردی ہو۔

[2]: اگر مقتدی نے تکبیریں نہ کہیں کہ امام رُکوع میں چلا گیا تو کھڑے کھڑے نہ کہے بلکہ امام کے ساتھ رُکوع میں جائے اور رُکوع میں تکبیریں کہہ لے۔ رُکوع میں تکبیر کہتے ہوئے ہاتھ نہ اُٹھائے۔

[3]: غالِب گمان ہے کہ تکبیریں کہہ کر امام کو رُکوع میں پالیگا تو کھڑے کھڑے تکبیریں کہے پھر رُکوع میں جائے ورنہ اللہُ اکبر کہہ کر رُکوع میں جائے اور رُکوع میں تکبیریں کہے پھر اگر اس نے رُکوع میں تکبیریں پوری نہ کی تھیں کہ امام نے سر اُٹھالیا تو باقی ساقِط ہوگئیں (یعنی بَقِیَّہ تکبیریں اب نہ کہے) اور اگر امام کے رُکوع سے اُٹھنے کے بعد شامِل ہوا تو اب تکبیریں

نہ کہے بلکہ (امام کے سلام پھیرنے کے بعد) جب اپنی (بقیّہ) پڑھے اُس وَقت کہے۔

[4]: اگر مقتدی دوسری رَکعَت میں شامِل ہوا تو پہلی رَکعَت کی تکبیریں اب نہ کہے بلکہ جب اپنی فوت شدہ رکعت پڑھنے کھڑا ہو اُس وَقت کہے۔

[5]: دوسری رَکعَت کی تکبیریں اگر وہ امام کے ساتھ مل جائے تو بہتر ورنہ اس میں بھی وُہی تفصیل ہے جو پہلی رَکعَت کے بارے میں مذکور ہوئی۔

(دُرِّمختار وردالمحتار ج ۳ ص ۵۷، ۵۶، ۵۵)

[6]: امام نے نَماز پڑھ لی اور کوئی شخص باقی رہ گیا خواہ وہ شامِل ہی نہ ہوا تھا یا شامِل تو ہوا مگر اُس کی نَماز فاسِد ہوگئی تو اگر دوسری جگہ مل جائے پڑھ لے ورنہ (بغیر جماعت کے) نہیں پڑھ سکتا۔ ہاں بہتر یہ ہے کہ یہ شخص چار رَکعَت چاشت کی نَماز پڑھے۔ (دُرِّمختار ج ۳ ص ۵۹، ۵۸)

عید کے خطبے کے احکام

نَماز کے بعد امام دو خطبے پڑھے اور خُطبہ جُمُعہ میں جو چیزیں سنَّت ہیں اس میں بھی سنَّت ہیں اور جو وہاں مکروہ یہاں بھی مکروہ۔ صرف دو باتوں میں فرق ہے ایک یہ کہ جُمُعہ کے پہلے خُطبہ سے پہلے خطیب کا بیٹھنا سنَّت تھا اور اس میں نہ بیٹھنا سنَّت ہے۔ دوسرے یہ کہ اس میں پہلے خُطبہ سے پہلے 9 بار اور دوسرے سے پہلے 7 بار اور منبر سے اُترنے سے پہلے 14 بار اللہُ اکبر کہنا سنَّت ہے اور جُمُعہ میں یہ سنت نہیں۔

(دُرِّمختار ج ۳ ص ۵۸، ۵۷، بہارِ شریعت حصّہ ۴ ص ۱۰۹)